يَا اَيُّـــهَا النَّبِىُّ قُل لِاَزوَاجِـــــكَ وَبَناتِكَ وَنِسَاءِ المُؤمِنِينَ يُدنِينَ عَلَيهِنَّ
مِنُ جَلَابِيبِهِنَّ ذٰلِكَ ادنٰى ان يُّعرَفُنَ فَلا يُوذَينَ وَ كَانَ اللّٰهُ غفورًا رَّحِيمًاه
ترجمہ: اے نبیؐ! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمان کی عورتوں سے کہدو کہ منہ پر نقاب
ڈالا کریں۔ اس میں (یہ فائدہ) ہوگا کہ شناخت کی جاسکیں گی پھر ستائی نہ جائیں گی!!!
حجاب لگانا فرض ہے
مفتی محمد سجاد حسین القاسمی
سیتامڑھی بہار نان پور

نام کتاب	:	حجاب لگانا فرض ہے
مصنف	:	مفتی محمد سجاد حسین القاسمی نان پوری مقیم بنگلور کرناٹک
پہلی اشاعت	:	۲۰۲۲ء
تعداد	:	۱۰۰۰
قیمت	:	۲۰/روپئے
سلسلہ مطبوعات	:	باہتمام: مکتبہ سعدین یاسین نگر بنگلور

HIJAB LAGANA FARZ HAI

by:

Mufti Md Sajjad Hussain Qasmi

فہرست مضامین

مقدمہ

مینوفیکچرنگ مالک کا ہی قانون چلے گا:

آج کل حجاب کا مسئلہ بہت تشدد اختیار کر گیا ہے۔اس سلسلے میں یکطرفہ ایک خاص مذہبی عقیدہ کے قوانین کے مطابق گنگا جمنی تہذیب اور مختلف پھولوں سے مہکنے والے،اس دنیا میں وجود انسانی کا اولیں باغیچہ ''ملک ہندوستان'' میں مٹھی بھر تعصب پرست لوگ ملک کے سیکولرازم کو آگ لگا کر فساد کر کے ملک کے چین وسکون کو پوری طرح جلا رہے ہیں۔

پہلا قانون : اس سلسلے میں پہلے بطور تمہید ومقدمہ کے چند ضروری قوانین جان لینا ضروری ہے۔ان قونین میں سے پہلا قانون سوائے کمیونسٹ گروہ کے دنیا کا تمام انسان جانتا اور مانتا ہے کہ:

''اس دنیا کو بنانے والی کوئی ذات ضرور ہے۔ جسے ''اللہ، وشنو اور گوڈ'' وغیرہ مختلف زبان میں مختلف نام کہا جاتا ہے۔''

دوسرا قانون : ''جو ذات جس چیز کو بناتی اور مینوفیکچرنگ کرتی ہے۔وہی ذات اس چیز کے بارے میں گارنٹی، وارنٹی اور اس کے استعمال کے لئے قانون وہدایات اور طریقے بتاتی ہے۔''

تیسرا قانون :''چیز اپنی فطری بناوٹ کے فنکشن سے ان فنکشن ہو کر سیٹنگ سے بگڑ کر ان سیٹنگ موڈ میں جب چلی جاتی ہے تو اس کو دوبارہ سیٹنگ موڈ میں لانے کے لئے مینوفیکچرنگ کرنے والی ذات کے بتلائے ہوئے ریپیری واصلاحی قانون کے مطابق ہی درست کی جاتی ہے۔

چوتھا قانون: مینوفیکچرنگ مالک ہی کا قانون اس کی فیکٹری سے نکلے سامانوں کے اندر چلے گا۔کسی دوسرے کا نہیں چلے گا۔

چوتھا قانون : پوری دنیا کے لوگوں کے زندگی گذارنے اور عمل کر کے سکون پانے کے لئے اس دنیا کے بنانے والے ''اللہ'' نے اپنی فیکٹری سے نکلے انسانوں اور اس کی رہائش گاہ اور اس دنیا اور اس کے اندر کی تمام چیزوں کے لئے تیسرے پارہ کی آیت نمبر ۱۹/ کے اندر اپنے کلام ''إِنَّ الدِّيْنَ عِندَ اللّٰهِ الإِسْلَامُ'' کے ذریعے جو اصلی راہ حق اور ''یکساں سول کوڈ انٹی وائرس'' ہر زمانے کے لئے متعین اور ریکارڈ کی ہیں۔وہ صرف اور صرف '' الإسلام'' نام سے

''اسلام دین'' ہے۔ جسے اللہ تعالی نے اس عالم کے آخری اوتار وپیغمبر حضرت محمدﷺ کے ذریعے تمام انسانوں کے سامنے پیش کی۔

چوتھا قانون :اللہ تعالی نے انسان کو''روح،جسم،مال''اسی طرح ''عقل،عمل اور علم'' چھ عظیم دولتیں عطا کی ہیں۔ان چھ دولتوں میں سے''روح اصل ہے۔جسم کا اس کا مکان ہے۔مال اس کے زندہ رہنے کے لئے پٹرول اور خوراک ہے۔ان تینوں کا ایک دوسرے سے لازم ملزوم لنک ہے۔یعنی روح بغیر جسم کے نہیں رہ سکتی ہے۔جسم بغیر روح کے بے جان چیز ہے۔اسی طرح مال کے بغیر قیام وحرکت ناممکن ہے۔ان تینوں کا فطری و پیدائشی پوائنٹ پر سلامت رہنا ایک صحت مند انسان کے لئے لازم ہے۔

اس لئے ان تینوں کی صحت وسلامتی کی خاطر اللہ تعالی نے ان تینوں کو نارمل پوائنٹ یعنی فطری پیدائیشی حالت پر باقی رکھنے کے لئے حکم دیا ہے۔اس غرض سے عقل کو ماسٹر مائنڈ اور حاکم بنایا گیا ہے۔عقل کے تابع''عمل'' ہے۔اسی وجہ سے''عقل'' کے آرڈر اور اشارہ کے موافق''عمل پیچھے پیچھے کام کرتے ہوئے دنیا کی چیزوں سے ٹھیک ٹھاک کام لے اور ان چیزوں کو بھی قانون رب کے موافق استعمال کرے۔

پانچواں قانون :چونکہ عقل محدود میموری میں بنی ہوتی ہے۔اس کی میموری اسپیس فطری بناوٹ کی سیٹنگ سے باہر کا علم حاصل نہیں ہوتا ہے۔اس لئے اسے اس دنیا میں دنیا کی چیزوں کو ان کے صفات وخاصیات سے صحیح صحیح فائدہ اٹھا کر پرسکون ہو کر اپنے رب کے حکم کا پابند ہو کر خود بھی فطرت پر قائم رہ کر اپنے رب کا شکر بجالائے اور خوش رہے۔

ان دونوں مقصد کی خاطر انسان کو ایک راہنما کی ضرورت ہے۔وہ راہنما اللہ تعالی نے انسان کو تین فولڈر میں عطا کی ہیں۔ان میں سے پہلا: تین حواس خمسہ یعنی آنکھ،کان،منہ،ہاتھ پاؤں ہیں۔دوسرا:عقل ہے۔تیسرا وحی الہی ہے۔ان تینوں راہنما کے لئے محدود سرکل ہیں۔اس لئے یہ تینوں اپنے اپنے سرکل کے اندر ہی اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے اپنے دائرہ وسرکل کی چیزوں کی خبر دیتے ہیں۔ایک دوسرے کی ذمہ داری پوری نہیں کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ حواس یعنی آنکھ،کان،منہ،ہاتھ پاؤں کے احساس سے جو علم ہوتا ہے۔وہ عقل سے نہیں ہوسکتا ہے۔

اسی وجہ سے کوئی چھو کر، دیکھ کر، چکھ کر جو علم حاصل کرتا ہے۔وہی علم آنکھ اور عقل سے حاصل نہیں کر سکتا ہے۔مثلا آگ کی حرات وٹیمپریچر حواس سے معلوم ہوتا ہے۔یہ عقل سے اور وحی کے بتلانے سے معلوم نہیں ہوسکتا ہے۔البتہ وحی اس کے بارے میں صحیح خبر دیتی ہے۔اسی طرح کلر آنکھ بند کر کے صرف عقل سے معلوم کرنا چاہے تو نہیں معلوم کیا جاسکتا ہے۔اسی طرح دیوار کی بناوٹ، چیز کے خواص نفع ونقصان کی کیفیت یہ سب چھو کر حواس سے یا عقل سے معلوم نہیں کر سکتے ہیں۔بلکہ اس کی معلومات کے لئے''علم'' کی ضرورت ہے۔

اس لئے''علم'' راہنما کی ابتدا'' حواس اور عقل'' کی فطری آخری حدود دیوار سے باہر سے ہے۔یعنی جہاں پر سے'' حواس اور عقل'' دونوں صحت اور''علم وتحقیق اور ریسرچ'' کی صحیح خبر دینے سے فیل ہو جاتے ہیں۔وہاں سے

وحی الٰہی راہنمائی کرنے کے لئے ایکٹیواور تیار رہتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ حواس وعقل دونوں کو اپنی آخری حد سے باہر ''علم الٰہی یعنی وحی الٰہی کی روشنی اور راہنمائی کے تابع ہونا ضروری ہے۔تا کہ کائنات کی حقیقت اوران کے خواص ومفید مقامات کی جانکاری حاصل کر کے ان کے نفع اور نقصان دونوں صفتوں سے فوائد حاصل کرنے کی صورت معلوم کر سکے۔

چھٹواں قانون : عقل ودانائی کی وجہ سے انسان عمل میں فطرتا خود مختار صفت ہے۔اسی وجہ سے انسان قدرتی عقل کے محدود فطری ودیعت شدہ معلومات کی حد تک بوجہ قدرت کی صحیح سیٹنگ کے صحیح کام کرتا ہے۔جب عقل سے باہر کی چیزوں کو عقل کو انجام دینے کے لئے صورت پیدا ہو جاتی ہے تو اس وقت جب ''عقل''،''علم'' کے تابع ہو کر کام نہیں کرتی ہے تو راہ حق سے بھٹک کر وہ غلط راہ اختیار کر لیتی ہے۔یہیں سے باطل مذہب بنتا ہے۔جتنے مذاہب دنیا میں وجود پذیر ہیں۔وہ سب اسی مقام سے اور اسی سبب سے اصل دین الٰہی ''دین اسلام'' سے کٹ کر بن گئے ہیں۔

ساتواں قانون : اللہ تعالیٰ نے انسان پر اس کی عقل وشعور اور فہم وفراست کے سبب آزاد وخود مختار صفت ہونے کی وجہ سے اپنے ''دین اسلام'' کے اصلی قانون کو زبردستی نافذ نہیں کی ہے۔

آٹھواں قانون : مالک کو اپنے بناوٹی سامان سے فطرتا محبت وخیر خواہی ہوتی ہے۔اسی قانون کے تحت انسان پر اگر چہ قدرت نے اس کی صفت اختیاری کے سبب ہدایتی گائڈس کو عمل کرنے کے لئے نافذ نہیں کی۔لیکن قانون محبت وخیر خواہی کے سبب اپنی ہدایات وگائڈس کے مطابق عمل کرنے کے لئے ترغیب اور صلاح خیر دی ہیں۔

نواں قانون : قدرت کی طرف سے ''دفعہ''اقراء باسم ربك الذی خلق ہ خلق الانسان من علق ہ اقراء و ربك الاکرم ہ الذی علم بالقلم ہ علم الانسان ما لم یعلم ہ'' کے ذریعے ''اقراء''یعنی علم وریسرچ والے ''عمل''،''کو'' باسم ربك الذی خلق ہ الخ.... یعنی ''علم الٰہی'' کے تابع اور لنک رکھنے کا حکم ہے۔

دسواں قانون : عمل تابع ہے عقل کے اور عقل تابع ہے علم الٰہی کے اور علم الٰہی کا ہی نام ''شریعت اصلیہ/اور وحی'' ہے۔یہی وحی والا علم ''قرآن مجید'' یعنی اللہ کا حکم ''یکساں سول کوڈ انٹی وائرس'' ہے۔اسی کی انسٹالنگ کا نام ''دین اسلام'' ہے۔یہی سسٹم پوری کائنات میں انسٹال ہے۔جہاں انسٹال ہو چکا ہے۔وہاں بوجہ اجراء کے قانون کے پروسس میں رہنے کے خلاف میں عمل مجال نہیں۔صرف انسان اور جنات کو بوجہ عقل سلیم وفہم وفراست کے عمل میں اختیار ہے۔

پس قدرت کی طرف سے ''دفعہ''اقراء''پر عمل''' باسم ربك الذی خلق ہ خلق الانسان من علق ہ اقراء و ربك الاکرم ہ الذی علم بالقلم ہ علم الانسان ما لم یعلم ہ'' کے مطابق اسی ذات سے لنک وہدایت کے مطابق عمل کرنے سے پہلے ''پڑھو۔جانو۔پرکھ لو۔تحقیق کر لو''جس نے تجھے بے جان گندے خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ جو ذات بے جان خون کے لوتھڑے سے عقل وشعور دے کر انسان بنا دی تو یقیناً وہی ذات تمہاری صحیح راہنمائی بھی کرے گی۔کوئی دوسری مخلوق نہیں۔نا ہی تمہاری محدود عقل! کیوں کہ وہ بھی اسی ذات کی پیدا کی ہوئی محدود دائرہ میں سیٹنگ میں ہے۔لہذا بحکم الٰہی ''علم الٰہی'' کے قانون کی روشنی سے لنک رکھ کر

عمل کرنے والا شخص ہی سکون پائے گا''۔

اس کے برخلاف ''علم الٰہی'' سے لنک نہ رکھ کر بلا کسی ہدایت و روشنی کے محض اپنے خیال وتصور سے عمل ''خواہش نفس'' کا کہلاتا ہے۔اس موقع کی تلاش میں شیطان رہتا ہے۔جب شیطان انسان کو عقل سلیم کی حد سے باہر پاتا ہے تو وہ اسے اندھیرے اور بغیر روشنی کے پاتا ہے۔اس لئے وہاں پر اسے ''وحی الٰہی''یعنی اس کے رب کے مشورہ کی ضرورت ہوتی ہے۔جب انسان اس سرکل میں رب کے وحی والے مشورہ سے عمل کرتا ہے تو کامیاب رہتا ہے۔جب رب کے وحی والے قرآنی مشورہ سے الگ رہتا ہے تو اس وقت اس کا راہنما شیطان ہوتا ہے جو اس کو غلط راہنمائی اور وسوسہ کرتا ہے۔اس وقت انسان شیطانی راہنمائی کے سبب عقل اور الٰہی حکم وحی الٰہی کے قانون اصلی کے کے حدود سے باہر والا راستہ ''باطل مذہب'' پر چلنے لگتا ہے۔یہی ''مذہب'' نام پاتا ہے۔اس راہ میں انسان نقصان اٹھاتا ہے۔عذاب میں گرفتار ہوتا ہے۔

جس طرح کسی جاندار کے جاندار ہونے کے لئے گرمی اور ٹھنڈی دونوں چیزوں کا برابر اور معتدل پوائنٹ میں ہونا لازمی قانون میں سے ہیں۔اسی طرح انسانی وجود وخمیر میں بناوٹ کے لحاظ سے عقل سلیم اور خواہشات نفس دونوں کا ہونا لازمی قانون میں سے ہیں۔

اسی طرح جس طرح گرمی اور سردی کے اجراء وانسٹالنگ میں اعتدال کا قانون ختم ہو کر ان بیلنس ہو جائے تو ان دونوں کی کمی اور زیادتی یعنی ''لُو اور ہائی'' پوائنٹس کے موافق جاندار نارمل حالت پر نہیں رہ سکے گا۔اس وقت اس کو نارمل پوائنٹ پر لانے کے لئے ترکیب اور صورت لگانی پڑے گی۔اس ترکیب کی صورت کو اختیار کرنے کو ''علاج'' کہتے ہیں۔

اسی طرح عقل سلیم اور خواہشات نفس دونوں کو حد اعتدال یعنی فطری وتخلیقی پوائنٹ پر قائم رہنا اور رکھنا نہایت ضروری عمل ہے۔ورنہ ان دونوں کا آپس میں نزاع اور ملٹی پلے (ضرب وتقسیم) صورت حال سے انسان فطری بناوٹ کے نارمل پوائنٹ پر ہرگز نہ رہ سکے گا اور نت نئے حوادثات وتکالیف سے سامنا کرکے پریشان رہے گا۔اسی لئے ''الٰہی علم وجانکاری'' یعنی ''وحی الٰہی'' کا ریموٹ کنٹرول انسان کے لئے لازمی چیز ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل وشعور اور خواہشات نفس کے ساتھ پیدا کر دینے کے بعد اسے سب سے پہلے جو ہدایت اور گائڈ کی وہ ''لفظ اقراء'' کے ذریعے ''جاننے اور تحقیق'' کرنے کا قانون دیا۔اسی کو ''علم'' حاصل کرنا کہتے ہیں۔پس ''علم وایجوکیشن'' انسان کی عقل اور اس کے نفس کو فطری بناوٹ اور حد اعتدال پوائنٹ پر بیلنس رکھنے کے لئے ریموٹ کنٹرولر قانون ہے۔اس کے بغیر انسان کی عقل اس کے نفس وخیال کے غلام بن کر اصل مالک کی ہدایات سے غافل ہو کر خود بھی اور اس کے ساتھ جو لوگ بھی لنک میں ہوں گے وہ سبھی لوگ بربادی کے گڑھے میں گر کر ذلیل ہو جائیں گے۔

جب اس خود مختار انسان کو رب کائنات نے اس کی عقل ونفس دونوں کو بیلنس میں رہنے کے لئے ''علم'' کا ریموٹ کنٹرول عطا کر دی تو اب اس کی عقل سلیم کا تقاضا ہے کہ وہ نفس وخیال کی وادی اور جنگلات میں نہ بھٹکے۔

بلکہ علم اور ایجوکیشن کی روشنی کی راہ ’’ آنکھ کے کیمرہ ‘‘ سے دیکھ داکھ اور پرکھ کر پرسکون اور راحت والا راستہ اختیار کرے۔اسی لئے اللہ تعالی نے اپنی فیکٹری سے جو ہدایات اور گائڈ نگ بک دی ہیں۔ اسے صرف پیش کردی۔ساتھ ہی ان پر عمل کر کے پرسکون زندگی اور راحت والے ماحول سے جینے کے لئے ترغیب دے کر فوائد و نقصانات کو بھی سمجھا دی۔شُو یعنی ظاہر کر دی۔مگر اس پر عمل کرنے کے لئے بوجہ اس کے عقل وشعور کے خود مختار ہونے کے زبردستی نہیں کی۔

ترغیب دینے کے بعد بوجہ خالق ہونے کے خیر خواہی کے طور پر اپنے قانون سے ہٹنے اور مخالفت کرنے کا نتیجہ بھی اپنے کلام قرآن مجید میں بار بار مختلف انداز والفاظ میں بتلا دی۔جیسا کہ سورۂ آل عمران کے ایکٹ رنمبر ۱۹ر کے اندر فرمایا ’’وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ إِلاَّ مِن بَعْدِ مَا جَاءهُمُ الْعِلْمُ بَغْياً بَيْنَهُمْ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللّهِ فَإِنَّ اللّهِ سَرِيعُ الْحِسَابِ ہ کہ:سکون سے رہنے کے لئے اصل قانون تو تمہارے حق میں تمہارے رب کا پیش کردہ ’’دین اسلام‘‘ نام والا ہی قانون ہے۔اس صحیح قانون حقیقی اور دین کے معلوم ہو جانے کے بعد بھی اس کو جھٹلا کر جو لوگ محض نفس وخیال سے من موجی طور پر راہ اختیار کرے گا۔اسے یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

یعنی ایسے دانش مند باشعور لوگ نفس وخیال کو کنٹرول کر کے عقل سے صحیح رُخ متعین کر کے پرسکون رہنے کے لئے علم صحیح اور اعلی گائڈ وہدایات کو چھوڑ چھاڑ کر صرف نفس وخیال کا ہی اگر غلام بنیں گے تو یقیناً وہ قدرت کی سیٹنگ نتیجہ کی زد سے بچ نہیں سکیں گے۔

یکساں سول کوڈ قانون کا مطلب:

’’یکساں سول کوڈ انٹی وائرس‘‘ اللہ تعالی کی طرف سے قرآن مجید کے ذریعے پیش کردہ ہدایات وقانونی دائرے و سرکل کے قواعد وضوابط اور صحیح مشورے‘‘ ہیں۔ان قواعد وضوابط کے سرکل وحدود سے ہٹ کر اپنی عقل کو اپنے نفس و خیال کے پیچھے چلا کر انگلی کر کے سیٹنگ شدہ چیز وصورت کو اَن سیٹنگ موڈ میں لے جا کر بے پرواہی کے ساتھ عمل کر کے تکلیف کا سامنا کرنا ہے۔اس تکلیف کے سامنا کرنے کو عذاب سے تعبیر کی گئی ہے۔

اس طرح کے قواعد وضوابط ہر شی میں انسٹال ہیں۔جیسے کمپیوٹر میں کوئی سافٹ ویئر نسٹال اور اجراء کر دیا جاتا ہے تو اس سے کام لیتے وقت کچڑے فائلس از خود پیدا ہوتے رہتے ہیں۔اسی طرح اس سافٹ ویئر کو بوجہ چلن کے کرنٹ اور دھول اور کمپنی سے براہ تجارت وائرسس چھوڑے جاتے ہیں جو اس سافٹ ویئر کو ڈیمیج کرنے والے حالات یعنی ’’وائرسس‘‘ بھی لگتے رہتے ہیں۔جس کی وجہ سے کمپیوٹر میں وہ ساف ویئر نئے زمانہ کے طریقہ سے مکمل معتدل اور نارمل صورت حال پر چلنے کے طریقے سے چلنے کے لئے فری نہیں رہتا ہے۔ بلکہ وائرسس کے لگ جانے کی وجہ سے وزن سے سست ہو کر اپنی فطری تیزی کو رفتہ رفتہ کم کر کے بمشکل چلنے لگتا ہے۔ بروقت وائرسس ڈیلیٹ نہ کئے جانے پر جب برداشت کی قوت سے زائد وائرسس سے سافٹ ویئر کو مقابلہ کرنا پڑ جاتا ہے۔جس کی وجہ سے وہ اپنے نارمل اور فطری سیٹنگ موڈ سے ہٹ کر ان سیٹنگ موڈ میں چلا جاتا ہے۔اس طرح وہ سست اور پھر ہیک اور اسٹراک ہو کر رک جاتا ہے۔جس سے مواد اصلی اور فائلس کرپٹ بھی ہو جاتے ہیں اور نقصان ہو جاتا ہے۔

ایسے وقت میں سافٹ ویئر کے ماہرین اور انجینیئر کو بلا کر اس کے اصلی قانون ومتعینہ کوڈ کے مطابق از سر نو ، دوبارہ کمپیوٹر میں انسٹال اور سیٹنگ کرنا پڑتا ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ کمپیوٹر میں سافٹ ویئر سے کام لینے کے لئے اس کو کمپیوٹر کے مدر بورڈ میں انسٹال اور اپلوڈ کرنا کمپیوٹر کے لئے یکساں سول کوڈ قانون ہے۔

البتہ سافٹ ویئر کو اس کے قواعد کے ساتھ کمپیوٹر میں انسٹالنگ اور ان کے مطابق چلن میں انسان خود مختار ہے۔ اسی وجہ سے وہ چاہے تو اپنے کمپیوٹر میں سافٹ ویئر انسٹال کر سکتا ہے۔ چاہے تو نہیں کر سکتا ہے۔ چاہے تو نیا کمپیوٹر ہی خرید سکتا ہے۔ پھر سافٹ ویئر کے کمپیوٹر میں انسٹال کر لینے کے بعد چاہے تو وہ اس سے کام کر سکتا ہے یا کام نہیں کر سکتا ہے۔ یعنی سافٹ ویئر کی انسٹالنگ کرنا۔ نہ کرنا۔ اسی طرح اس کی انسٹالنگ کے بعد اس سے کام کرنا۔ فائدہ اٹھانا۔ اسی طرح کام نہ کرنا اور فائدہ نہ اٹھانا وغیرہ سب کمپیوٹر والے کی مرضی اور اختیار میں ہیں۔ کمپیوٹر والا اپنے اختیار سے کمپیوٹر سے فائدہ بھی اٹھا سکتا ہے اور اس کو چھوڑ کر کام نہ کر کے نقصان بھی اٹھا سکتا ہے۔

معلوم ہوا کہ ایک چیز کو انسان اگر اپنے اختیار سے اس کے قواعد وضوابط کے مطابق استعمال کرتا ہے تو کامیاب و بامراد ہوتا ہے۔ اگر اس کو من موجی اور غیر قانونی طور پر استعمال کرتا ہے تو اس سے وہ نقصان اٹھاتا ہے۔ چیز سے اس کے قانون کے ساتھ صحیح فائدہ اٹھانے والا عقل سلیم والا انسان ہے۔ اسی طرح چیز سے اس کے قانون کے ساتھ فائدہ نہ اٹھا کر غیر قانونی کام کر کے نقصان اٹھانے والا جاہل، بے وقوف انسان ہے۔ اسی طرح غیر قانونی عمل کرنے کے لئے ضد کرنا شیطان کی چال و چال میں پھنسا ہوا بدقسمت انسان ہے۔ ایسے لوگ جب ضد پر اتر جائے تب قرآن کے ذریعے رب تعالیٰ نے حفاظت کے لئے قانونی جنگ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

اس لئے یہ قانون واضح ہے کہ چیز کے مفید ہونے کے لئے اس کے ضروری ارکان ومیٹیریلس کی اس کے مناسب جگہوں میں ضروری قواعد وضوابط کی روشنی میں مخصوص صفات کے ساتھ صحیح بناوٹی ترکیب و ترتیب اور سیٹنگ و فیٹنگ میں متشکل اور ظاہر کرنا، آنا، لانا، رہنا، رکھنا اور اس سے درست طریقہ سے کام کرنا لازم ہیں۔ یہ اس کے لئے ’’یکساں سول کوڈ انٹی وائرس‘‘ ہے۔

اسی طرح ایک مثال ’’آگ‘‘ کی سمجھ لیجئے کہ ’’آگ‘‘ ایک چیز ہے۔ اس کی قدرتی بناوٹ میں یکساں سول کوڈ قانون ’’جلن‘‘ کی صفت ہے۔ انسان اس کو اس کے بنانے والے ’’خدا‘‘ کے بتائے اور بنائے ہوئے قانون کے مطابق استعمال کرے گا تو اس سے فائدہ ہر حال میں اٹھائے گا۔ اگر نفس وخیال کی راہ پر من موجی استعمال کرے گا تو نقصان بھی ہر حال میں اٹھائے گا۔ اس لئے چیز سے فائدہ اٹھانا اور نقصان اٹھانا دونوں انسان کے اختیار میں ہے۔ مگر عقل کا تقاضا ہے کہ وہ آگ کو اس کے بنانے والے کی ہدایت کی روشنی میں استعمال کر کے فائدہ اٹھائے اور نقصان سے محفوظ رہے۔

معلوم ہوا کہ یہ اصول ہر حال میں چیز کے وجود کے لئے درجہ ارکان میں متعین ہے۔ پس ہر چیز اپنی سیٹنگ و فیٹنگ کے دائرہ میں ظاہر ہونے کی صورت میں اپنے استعمال کے قانون وضوابط سے استعمال میں رہیں گی تو گویا کہ ’’یکساں سول کوڈ‘‘ کے ساتھ وہ مستعمل ہے۔ یہ اپنے اندر مکمل فری اور نارمل پوائنٹ پر قائم ودائم رہ کر دیر تک مفید رہے گی اور اپنے اندر کسی بھی وائرس اور مرض کو لگنے نہیں دے گی۔ اس صورت میں یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ فلاں

چیز سیٹنگ فیٹنگ میں نہیں ہے۔

خودمختاری اور قانون دونوں الگ ہیں:

اب واضح ہو گیا کہ اختیار میں ہونا اور خودمختار ہونا یہ الگ صفت ہے اور ''یکساں سول کوڈ انٹی وائرس'' ہونا! یہ الگ صفت ہے۔ پس ''یکساں سول کوڈ انٹی وائرس'' دراصل ہر چیز میں اس کے ظاہر ہونے اور مفید ہونے کی فطری مینوفیکچرنگ کے ضروری قواعد وضوابط ہیں۔ ان قواعد وضوابط کے مطابق عمل کرنا، انسان و جنات دونوں مخلوقوں کے لئے ان کی پیدائشی صفت ''صفت اختیاری'' کی وجہ سے ''اختیاری'' ہے۔

پس جنات اور انسان دونوں کی تخلیقی مرحلے میں جو قواعد وضوابط سیٹنگ موڈ میں ہیں۔ وہ ان کے لئے متعینہ ''یکساں سول کوڈ'' ایسا قانون ہیں جو ان کے لگے وائرسس کو ڈیلیٹ کرنے اور فطری تخلیق پر بحال رکھنے کے لئے'' انٹی وائرس'' بھی ہے۔ ان قوانین کو فالوں کرنے اور اپنے جسم کے تمام پارٹس کے لئے متعین قوانین کے انسٹالنگ کے بغیر ان کا وجود نامکمل ہے۔ اسی طرح انسان اور جنات کی پیدائش کے بعد ان کا اپنے اپنے پیدائشی صفات کے مطابق عمل کرنا بھی یکساں سول کوڈ قانون کے تحت ہی ہے۔

جن وانس کو ان کی پیدائشی صفت اختیار یہ کی بنیاد پر کوئی متعین و فیصل قواعد پر عمل کرنے نہ کرنے میں اختیار ہے۔ ان کے خودمختار ہونے اور اس صفت سے راہ ورُخ اور چلن کو دلیل بنا کر یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ جس چیز کو اس نے استعمال اپنے اختیار سے نہیں کی ہے۔ اس چیز میں اس کے خاص سیٹنگ و فیٹنگ قواعد انسٹال نہیں ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اس لئے صحیح یہی ہے کہ کسی چیز کا اپنے ذاتی وجود کے ارکان وقواعد کے ساتھ یکساں سول کوڈ قانون میں ہونا الگ چیز ہے۔ اس چیز کے مفید ہونے میں اس کی بناوٹی وتخلیقی اور پیدائیشی یکساں سول کوڈ ارکان کے دائرہ میں مستعمل ہونا لازم ہے۔ اس کے یکساں سول کوڈ ضابطے سے باہر یہ چیز ہر حال میں مضر اور نقصان دہ بن جائے گی۔ یہی ضابطہ ڈاکٹر کے دواؤں اور نسخوں کے لکھنے میں مخفی ہے۔ اسی وجہ سے تمام ڈاکٹرس لوگ نسخوں کے لکھنے میں پوائنٹ یعنی مقدار ''ایم جی'' بھی لکھتے ہیں۔

قرآن مجید یکساں سول کوڈ انٹی وائرس قانون سے فائدہ ماننے والوں کو ہوگا:

پس قرآن مجید بلاشبہ نظام عالم کے درست طریقے سے جاری رہنے اور ان کے اندر کی تمام چیزوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے اور ان کے مضر اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے'' یکساں سول کوڈ انٹی وائرس'' ہی قانون ہے جو کہ متعین ومقرر ہے۔ اس میں کوئی نقص نہیں۔ اس کو اللہ تعالی نے اپنے کلام قرآن مجید کے پہلے پارہ میں پہلی سورۃ کے دوسری آیت ''ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہ کے اندر وضاحت کردی ہیں کہ ''اس (قانونی) کتاب ''قرآن مجید'' کے صحیح ہونے میں کوئی شک ہی نہیں ہے۔ البتہ اس سے صرف متقی لوگ ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ متقی کا صحیح معنی ''نقصان دہ وائرسوں سے بچ بچ کر اور محتاط رہ کر بالکل فطری و پیدائشی پوائنٹ والے نارمل قانون اور حد میں چلنے والے لوگ ہیں''۔

ظاہر ہے متقی وہی لوگ ہیں جو علم کی روشنی میں جان کر، سمجھ کر قانون کی روشنی میں چلتے اور کام کرتے ہیں۔ جو لوگ بلا سمجھے۔ بغیر علم و تحقیق حاصل کئے۔ من موجی اور جلد بازی سے چلتے اور کام کرتے ہیں۔ وہ گرتے پڑتے اور نقصان ہی اٹھاتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ انسان جس فیکٹری سے بن کر آیا ہے۔ اسی فیکٹری کے چلانے والے یعنی ''اللہ'' کی طرف سے اس کی حفاظت اور سکون کے ساتھ رہنے کے لئے جو قرآن مجید کی شکل میں یکساں سول کوڈ قانون اور گائڈ پیش کیا ہے۔ اسی کی روشنی میں کام کرنے والے لوگ ''متقی'' یعنی ''نقصان دہ وائرسوں سے بچ بچ کر اور محتاط رہ کر بالکل فطری و پیدائشی پوائنٹ والے نارمل قانون اور حد میں چلنے والے لوگ ہیں''۔

''لفظ متقی'' سے خاص کر کے اللہ تعالی نے واضح کیا ہے کہ اس قانونی کتاب ''قرآن مجید'' سے صرف اور صرف ''متقی'' یعنی اسی گائڈنگ بک کی ہدایات کے مطابق تمام غیر قانونی حرکتوں سے بچ بچ کر اور محتاط رہ کر قرآن مجید کے ہی صحیح علم و تحقیق اور گائڈ کی روشنی میں چلتے اور کام کرتے ہیں۔ انہیں لوگوں کے لئے یہ کتاب ہدایت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اس کے برخلاف جو لوگ دنیا اور خود اس کے بنانے والے اللہ کی فیکٹری کی پٹری اور ہدایات سے ہٹ کر حرکت کرتے اور کام کرتے ہیں۔ وہ کسی بھی صورت میں فائدہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے انسان کو اس کے باعقل اور باشعور اور خود مختار صفت ہونے کے سبب آزاد چھوڑ کر فیصلہ اسی کے ہاتھ میں چھوڑ دی ہے۔

اسی وجہ سے اللہ تعالی نے اپنے اس یکساں سول کوڈ قوانین کو پیش کر کے کہہ دیا ''تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ ۱۸۷/ کہ یہ اللہ کی طرف سے حدود متعین ہیں۔ پس ان حدود کے اندر ہی رہو۔ اسی طرح اللہ تعالی لوگوں کے سکون کے لئے حدود و قوانین بتلا دیئے ہیں۔ شاید کہ خود مختار صفت انسان ان بھلائی والے قوانین کو اپنی زندگی میں انسٹال کر کے تکلیف سے بچ جائے۔

مگر ان قوانین کو زبردستی نافذ نہیں کی ہیں۔ چنانچہ خود رب نے ''اپنے کلام ''لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ'' کے ذریعے یہ قانون بھی اعلان کر دی ہیں کہ ''وہ قانون بنانے والا اور تجھ کو پیدا کرنے والا رب تمہاری آزادی پر پہرہ نہیں لگاتا ہے۔

البتہ طاقت کے بموجب ہی عمل کرنے کے لئے حکم کرتا ہے۔ پس قانون رب ''لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ'' اسی طرح ''مَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا'' کے تحت جو جیسا عمل کرے گا۔ ویسا ہی نتیجہ حاصل کرے گا۔ یہ کوڈ کیا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ تم خود مختار صفت پر پیدا کئے گئے اور سیٹنگ میں لائے گئے ہو۔ اس لئے اللہ کے خود مختار ہونے کے سبب زبردستی آن کی آن میں اپنے قانون کے نفاذ کی طاقت رکھنے کے باوجود انسان پر اللہ تعالی کے اپنے یکساں سول کوڈ اور متعینہ قانون کو نافذ نہ کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے اسے ختیار دینے کی وجہ اس کی تخلیق و پیدائش میں اس کے اندر عقل و شعور، دانائی اور آزادی و خود مختاری کی صفت خاصہ والا قانون ہے۔ اس سیٹنگ شدہ قانون الہی کا تقاضا ہے کہ انسان کو حق اور ناحق اور کسی چیز کے قبول کرنے اور نہ کرنے کے تعلق سے اختیار ہونا چاہئے۔ ورنہ اس مخلوق کا خود مختار صفت ہونا اور عقل و دانش والی ہونا بے معنی ہو جائے گا اور چونکہ یہ بھی گرامر اور

قاعدہ و قانون ہے کہ صفت اپنے موصوف سے متعلق ہوتی ہے۔اس لئے کسی انسان کی طاقت اور اس کی فطری بناوٹ کے اصول و حدود کے اندر ہی کچھ تکلیف اور حکم دی جائے۔قانون ہے۔

اسی وجہ سے دستورِ ربانی ''یکساں سول کوڈ انٹی وائرس'' قوانین پر عمل کرنا! نہ کرنا یہ انسان کی صفت اختیاری کے دائرہ میں اس کی عقل و شعور اور دانائی پر منحصر ہے کہ وہ اس قانونی اور یکساں سول کوڈ انٹی وائرس کو استعمال کر کے فائدہ اٹھاوے یا پھر اس کو ترک کر کے من موجی راہ اختیار کر کے نقصان اٹھاوے! اسی اختیاری راہ کے اختیار کرنے پر اس کے لئے جنت و جہنم اور سزا و جزاء کا قانون بھی متعین ہے۔

انسان کی تکلیف کا الزام اللہ پر لگانا غیر قانونی ہے:

اسی وجہ سے انسان کی تکلیف کا الزام اللہ رب العزت پر لگاتے ہوئے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ اللہ جب ہر چیز پر قادر ہے تو وہ سبھوں کو جنتی ہی کیوں نہ بنادی؟ برائی کا کام کرنے کے لئے کیوں ڈھیل دے دی؟ وغیرہ وغیرہ! تمامی اعتراضات بناوٹ اور تخلیقی اصول کے دائرہ میں بالکل فضول اور غیر معقول ہیں۔

پس اللہ کا انسان کو پیدا کرنا یہ الگ عمل تھا۔جس کے لئے اللہ کو اختیار تھا۔جب اس ذات نے اپنے اختیار سے انسان کو اس کی پیدائشی قانون کے تحت سیٹ اور فٹ کر کے پیدا کر دی۔متشکل کر دی تو اب اس سیٹنگ و فیٹنگ شدہ مخلوق کے درست رہنے کے لئے اس کی پیدائشی حدود میں از خود قانون مرتب ہو گیا کہ ''وہ اپنی پیدائشی نارمل حدود میں رہے۔جہاں وہ کسی سب سے اپنی پیدائیشی نارمل حدود سے باہر ہوگا۔اس کی اعتدال کی حالت ختم ہو جائے گی۔جس سے انسان خود ذاتی طور پر نقصان میں پڑ جائے گا۔اسی طرح اس سے جو لوگ کسی نہ کسی درجہ میں منسلک ہوں گے۔وہ سب بھی کسی نہ کسی درجہ میں بوجہ لنک و متعلق ہونے کے کے تکلیف میں پڑ جائیں گے۔

پس اللہ کا انسان کو پیدا کر کے اسے جو قانون ہدایت پیش کر کے آزاد چھوڑ دی۔یہ بھی قانون کے تحت ہی ہے۔اگر قانون کے تحت میں انسان آزاد نہ ہوتا تو پھر تو چونکہ اللہ تعالی ''کن فیکون'' کہتے ہیں تو چیز ہو جاتی ہے اور جب چاہتے ہیں تو اس کو نیست و نابود کر دیتے ہیں تو اپنے اختیار سب انسان کو نیک ہی بنا دیتے! برا کوئی رہتا ہی نہیں۔مگر اس رب کے اپنے اختیار سے ایک قانون کے تحت چیز کے متشکل اور ظاہر کر دینے کے بعد اس کی حفاظت اور اس سے کام کے ظہور کے لئے بھی قانون کے تحت رہنا اور رکھنا بھی قانون بن گیا۔یہی وجہ ہے کہ کوئی ھندو دھرم اور اس کے رسم و رواج کو اختیار کئے ہوا ہے تو کوئی عیسائی تو کوئی اسلام! اسی طرح اسلام نے عورتوں کو پردہ کی رعایت کرتے ہوئے تجارت کا بھی حق دیا ہے اور ملازمت کا بھی۔وغیرہ وغیرہ علی ہذا القیاس!

معلم قانون اوتار یعنی پیغمبران خدا ہیں:

اللہ تعالی نے اپنی کمپنی سے متعین کردہ ''یکساں سول کوڈ انٹی وائرس ریا''دین اسلام'' قوانین پر عمل کرنے میں انسان کی صفت اختیار یہ کے قانون کی بنیاد کی ہی وجہ سے اس پر دین اسلام کا قانون پیش کر کے راہ حق اور راہ باطل اور تکلیف کی و سہولت کی صورت حال اور سوچویشن کو شو اور واضح کر کے صرف اس پر عمل کرنے کے لئے ترغیب دی ہیں۔

البتہ! ایک خالق و مالک کی طرف سے اپنی مخلوق کو صحیح قانون پر عمل کرنے کے لئے چونکہ ترغیب دینا، اس کی طرف سے اپنے مخلوق کی درستگی کے لئے دردومحبت اور خیر خواہی اور چاہت کی علامت ہے۔

دنیا میں بھی خود انسانوں کو اپنی بنائی چیز سے خاصا محبت ہوتی ہے۔ جس کے سبب وہ اس کو لوگوں کو دیکھتا اور تعریفیں کرتا پھرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ لوگ اسے لیں۔ تعریف کریں۔ چیزیں انمول و مشہور رہے۔ تا دیر باقی رہے۔ وہ ہرگز اس میں خرابی اور نقص اور عیب کو نہیں پسند کرتا ہے۔ اس لئے وہ ہر ممکن اس چیز کی حفاظتی قانون اور اس کے ذیل میں گارنٹی، وارنٹی دیتا اور بتاتا ہے اور حالیہ کمپنی والے تو مستقل گائڈ نگ بک ہی اپنی فیکٹری سے نکلی چیزوں کے بارے میں پیش کرتے ہیں۔

جب محدود عقل کے مالک انسان کو اپنی تخلیق سے اتنی محبت ہوتی ہے اور وہ اسے درست حالت میں دیکھنا چاہتا ہے تو سارے عالم کے بنانے والی ایک واحد ذات کو کیا اپنی تخلیقات خصوصا تمام مخلوقات میں اشرف المخلوق حضرت انسان سے اُسے محبت و ہمدردی اور اس کی حفاظتی صورت حال اور قوانین کا پیش کرنا اور انہی کے مطابق اس کو عمل کرنے کے لئے خواہش و چاہت کرنا کیا قانون نہیں ہے؟ یقیناً یہ فطرت کا تقاضا اور قانون ہے کہ اللہ تعالی اول مرحلہ میں انسان سے محبت کرے۔ اس کی حفاظت و بقاء کا انتظام کرے۔

اسی محبت کے سبب اللہ تعالی نے صرف اپنا دستور '' یکساں سول کوڈ انٹی وائرس ریا '' دین اسلام'' کے قوانین پیش کر کے چھوڑ نہیں دی۔ بلکہ اس کو اجراء وانسٹال کر کے فائدہ اٹھانے کے لئے انسٹالنگ کوڈ بھی پیش کی۔ وہ ہے'' پیغمبران خدا اور اوتاروں کی جماعت! جو اس دستور کو انسانی زندگی میں انسٹالنگ کے ماہرین، جانکار اور کامل معلم ہیں۔ یہ ماہرین اور معلم کائنات دستور الٰہی پر قولی اور عملی دونوں صورتوں سے پریکٹکلی صورت میں انسانوں کے سامنے آتے رہے ہیں۔ جن کے ذریعے اپنے بندوں کو اپنے ہی قوانین پر عمل کرنے کے لئے بہت سختی کے ساتھ تنبیہ کی اور زور دیا۔ اسی طرح اپنے قوانین سے اتنے زور دینے کے باوجود عمل نہ کر کے بے پرواہی اور لا پرواہی کرنے والوں کو بھی اَن سیٹنگ موڈ کی حالت اور تکلیف و پریشانی سے خبردار کیا۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں جنت و جہنم دونوں کے بارے میں مکمل تفصیلی بیان ہے۔

دین اسلام ہی کو زندگی میں انسٹال کرنے میں راحت ہے:

اس لئے یہ جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالی کی مکمل چاہت انسان کے لئے اس کی فلاح و بہبودی اور بھلائی کی خاطر اپنی طرف سے جو اصلی قانون و دستور اور دین اسلام متعین کی ہیں۔ اسی کو فالو کرنے میں سکون و راحت ہے۔ اس لئے انسانی عقل و دانش مندی کا تقاضا تو یہی ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کے اسی اصلی قانون کو ہر حال میں اتباع یعنی فالو کرے اور اپنی زندگی میں اور اپنے بدن کے تمام پارٹس واجزاء میں ضروری طور پر انسٹال کرے۔

شروع میں سب لوگ دین اسلام پر ہی قائم تھے:

دنیا کی تمام مقدس کتابوں کے مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ ان اوتاروں اور معلم کائنات کے ذریعے پیش کردہ دین اسلام کا اصلی اصول کے بارے میں سورۂ بقرہ/آیت ۲۱۳/ میں خود خالق کائنات وضاحت کرتا ہے ''کَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً'' کہ ''شروع شروع میں وجود انسانی حضرت آدمؑ کے بعد مؤرخین کے تاریخی تحقیق کے مطابق تقریبا دسویں پشت حضرت نوحؑ سے کچھ پہلے پہلے حضرت مہلائیلؑ تک یا ان سے پہلے تک سارے انسان اپنی عقل و دانش مندی کے تقاضے کے سبب اس کائنات میں سب کے سب ایک ہی دین ''دین اسلام'' ہی پر قائم تھے۔ یہی حق ہے۔ اس حقیقت کو چند قانونی مثالوں سے سمجھنا مفید ہوگا۔

قانون: لیکن یہ بھی قانون ہے کہ انسان کی فطرت میں نسیان ہے۔ اسی طرح یہ بھی قانون ہے کہ چیز قدیم ہونے کے بعد اپنی فطری بناوٹی قوت کو کھوتی رہتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی قانون ہے کہ اصلی چراغ سے دوری ہوجانے پر انسان بوجہ نسیان صفت پر تخلیق ہونے کے اور اپنی اصل سے دور ہوجانے پر راہنمائی والے چراغ کی روشنی سے محرم ہوجانے کے قاعدہ سے اسے دوبارہ کسی چراغ کی ازسرنو ضرورت پڑتی ہے۔

قانون: اسی طرح یہ بھی قانون ہے کہ ایک ٹارچ یا گھڑی میں بیٹری اپنی فطری قوت کی پیدائش پر لگی رہتی ہے۔ مگر استعمال میں رہنے کے سبب جب ٹارچ کی فطری نارمل قوت ختم ہونے لگتی ہے تو روشنی بھی ٹمٹمانے لگتی ہے۔ گھڑی بھی رک رک کر چلنے لگتی ہے۔ پھر جب مکمل بیٹری کی قوت ختم ہوجاتی ہے تو ٹارچ روشنی دینے کی صلاحیت کھودیتی ہے اور بیٹری سے روشنی نہیں حاصل ہوتی ہے۔ یہی حال گھڑی کا بھی ہے کہ وہ مکمل رک کر وقت بتانا چھوڑ دیتی ہے۔

قانون: یہ قانون ہے کہ کام ختم ہوجانے کے بعد جب چیز متشکل اور مکمل ہوجاتی ہے تو آدمی کام چھوڑ کر مطمئن ہوجاتا ہے اور اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد محض چیز کی دیکھ بھالی اور حفاظت و نگرانی کی ضرورت رہتی ہے۔

قانون: اسی طرح یہ بھی قانون ہے کہ اسٹرکچر اور ڈھانچہ اپنی بناوٹی چیزوں کی قوت استعمال ہونے اور برودت و حرارت اور ہواؤں کے ٹکراؤ ہوتے ہوتے قدیم اور پرانی ہوکر اپنے قیام کی قوت کھوکر اکسپائر ہوجاتی ہے تو ازسرنو اس کی تعمیر کی ضرورت ہوتی ہے۔

قانون: اسی طرح یہ بھی قانون ہے کہ ضرورت کے وقت یعنی اصل اسٹرکچر اور ڈھانچے کے ماننے والوں کے کم ہوجانے اور نئے نئے لوگوں کے وجود ہونے کے بعد ان کے خیالات اور ان کے زمانوں کی نئی ضروریات کے پیش نظر اصل قانون میں نئے پن کے لحاظ سے مینوفیکچرنگ کرنے والوں پر قانون بنا کر اپڈیٹ کر کے اسے نافذ کرنے کی ضرورت پڑجاتی ہے۔

انہی قوانین کے تحت دین اسلام کے اسٹرکچر اور ڈھانچے کے ماننے والوں کے کم ہوجانے اور نئے نئے

لوگوں کے وجود ہونے کے بعد ان کے اوران کے زمانوں کی نئی ضروریات کے پیش نظر اصل قانون میں نئے پن کے لحاظ قانون تیار کر کے خالق کائنات نے انسانوں کو شیطانی وساوس سے محفوظ رہ کر قانونی حد میں پرسکون رہنے کے لئے انتظام کیا۔

انہی قوانین کے تحت جب جب زمانوں میں اصل دین اسلام کے قوانین کے ماننے والے کم ہوتے گئے اور برے اور غیر قانونی حدود عقل وحواس سے باہر شیطانی وساوس سے کام کرنے کے سبب جہالت کے کام کرنے والوں کی زیادتی ہوگئی اور لوگوں نے دین اسلام کی ہدایات اور قوانین کو چھوڑ چھاڑ کر من موجی راہ اختیار کر کے باطل مذہب کی بنیاد ڈال دی۔ ان میں بوجہ من موجی اختلاف پیدا ہو گیا کہ کون سی راہ حق ہے اور کون سی راہ راہ حق نہیں۔تب تب اللہ تعالی نے ان کی اپنے اوتاروں اور نبیوں/اور معلموں کو اپنے لیٹسٹ ہدایات وقوانین بھیج کر راہنمائی کی۔تمام مذاہب کی کتابوں سے ثابت ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے معلم کائنات تشریف لائے ہیں۔دین اسلام کے خبر دینے کی روشنی میں کم وبیش سوالاکھ اوتار اس دنیا میں منجانب اللہ مبعوث ہوئے ہیں۔

انہی قوانین کے لحاظ سے اللہ تعالی اپنے بندوں کو اس کی حیثیت وفطری بناوٹی ترکیب کے حدود سے باہر ہونے کے اوقات وزمانوں میں حضرت محمد ﷺ تک قوانین زندگی پیش فرمانے کے ساتھ ساتھ ان قوانین کے عین مطابق معنی مرادی کے جانکار انبیائے کرام (اوتاروں/اور معلموں) کو بھی مبعوث فرماتے رہے۔

یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ ان اوتاروں اور معلموں کے ذریعے اللہ کا نازل کردہ انسانی زندگی گذارنے کے اصول انسان کی طاقت سے کبھی باہر نہیں رہی۔نا ہی ان اوتاروں اور پیغمبروں ومعلموں نے اللہ کی طرف سے پیش کردہ اصول کا معنی ومراد کبھی من مانی طور پر کی۔ بلکہ عین اصول الٰہی کو ان لوگوں نے اپنی زندگی میں انسٹال کر کے دنیا والوں کو ربانی قانون کو صاف صاف بتلا دی۔

پھر جب جب ان کا کام مکمل ہو گیا۔جیسے ''بیٹری/سیل'' گھڑی یا ٹارچ میں لگا دینے کے بعد دوبارہ اس میں اسی وقت دوسری نئی بیٹری نہیں لگا سکتے ہیں۔اسی طرح مبعوث ہوئے اوتار اور پیغمبران ومعلمین کائنات اپنا اپنا کام کر کر کے وفات پاتے گئے۔اس کے بعد جب تک ان کی قلب انسانی کے مدر بورڈ میں فٹ شدہ بیٹری ''تعلیم وضابطۂ الٰہی'' بذریعۂ تبلیغ ونصیحت تازہ دم رہی۔تب تک دنیا میں اُن اُن زمانوں میں انسانیت باقی رہی۔لیکن جن جن زمانوں میں جن جن اوتاروں کے چلے جانے کے بعد ان کی فٹ کردہ بیٹری یعنی تعلیم الٰہی مرور زمانہ اور کثرت نسل انسانی کے نئے نئے خیالات کے سبب ڈاؤن ہوتی اور دور ہوتی چلی گئی۔تب تب انسان جہالت کی طرف اپنی فطری و نارمل پوائنٹ سے ہٹتی چلا گیا۔جب جب لوگ مکمل طور سے ہدایت کی بیٹری اور روشنی سے مکمل اندھیرے پڑتے رہے۔تب تب انسانوں کے ماحول، کلچر وتہذیب بد کے لحاظ سے اصلاح وریپیری کے لئے انبیائے کرام اور اوتار حضرات آتے رہے۔

اس صورت حال کی وضاحت خود خالق کائنات نے سورۂ بقرہ/آیت ۲۱۳/ کے اندر اپنے کلام وآیت ''فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ط وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا

لِمَا اخْتَلَفُواْ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ہ کے ذریعے وضاحت کی کہ ''جب لوگ جس دین اسلام سے بھٹک کر من موجی راہ اور مذہب بنا لئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس اپنے نبیوں یعنی اوتاروں کو بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کے یہ بھیجے ہوئے اوتار، راہ حق پر چلنے والوں کو ان کے اصلی دین پر قائم رہنے اور متقی بن کر یعنی قانونی سرکل میں زندگی گذارنے کے سبب خوشخبری سناتے تھے اور ناحق راہ پر یعنی حدود عقل وحواس سے باہر شیطانی وساوس سے من موجی رسم وخیالات پر چلنے والوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے اور ترغیب دیتے تھے۔ تاکہ وہ اہل حق کی راہ پر گھر واپسی کر لیں۔ اس لئے اصل گھر واپسی قرآن مجید کو فالو کر کے مسلمان کے فولڈر میں داخل ہو جانا ہے۔

آسمانی گائڈنگ بکس ''صحائف وکتابیں'':

شروع شروع میں جب صرف آدم وحواؑ دو ہی افراد تھے تو ان کی مخصوص ومحدود ضرورت کے مناسب ہدایات و قانون اللہ تعالیٰ نے پیش کر کے گائڈ کیا تھا۔ جیسے جیسے افراد بڑھتے گئے اور ان کی ضروریات بڑھتی گئیں۔ ویسے ویسے حفاظتی اقدامات اور ہدایات وگائڈس بھی اللہ تعالیٰ موقع بموقع پیش کرتے رہے۔ انہیں گائڈنگ بکس میں چھوٹی چھوٹی ایک سو چودہ صحیفے ہیں اور ان کے علاوہ چار مخصوص بڑی کتابیں چار مشہور اور عالمی انبیاؤں پر یعنی حضرت موسیٰؑ پر توریت، حضرت داؤد پر زبور اور حضرت عیسیٰؑ پر انجیل'' اور بقول سناتن دھرم علماء کے ''ویدک''، تعلیم بھی منزل من اللہ اور الہامی کتاب ہے۔

لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ مسخ ہو چکی ہے۔ جدید زمانہ کے وائرسوں کے وہ اور ان جیسی دیگر مذہبی کتابیں ڈیلیٹ کرنے کے لئے متحمل نہیں ہیں۔ البتہ ان کتابوں میں جو فرامین قرآن کے مطابق ہیں۔ وہ قابل تائید جو کہ قرآن میں بھی کہیں نہ کہیں موجود ہیں۔

لیٹسٹ گائڈنگ بک ''قرآن مجید'' ہے:

کیوں کہ جب انسانی تعداد کی جم غفیر ہو کر پوری دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئی تو ایک دائمی اور لیٹسٹ ایسے قوانین کی تمامی انسانوں کے لئے ضرورت محسوس ہوئی جو کہ اس دنیا کے ختم ہونے یعنی قیامت آنے تک اور اس کے بعد والی زندگی تک کے لئے موضوع ہوں۔ جن میں جیسے کمپیوٹر کے وائرسوں کو ڈیلیٹ کرنے کے لئے ہر سال نئے نئے انٹی وائرس اور نئے نئے سافٹ ویئر زمانوں کی جدت کے پیش نظر تیار کئے جاتے ہیں۔ جن میں پچھلے وائرسوں کے ڈیلیٹ کرنے کی اسکیچنگ کے ساتھ ساتھ آئندہ لگنے والے وائرسوں کو بھی ختم کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اسی طرح اخیر میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل کیا۔ جس میں پچھلی تمام قوانین بھی موجود ہوں اور بعد کے تمام زمانوں کے تمامی حالات اور وائرسس کے ڈیلیٹ کرنے کے لئے انٹی وائرسس بنایا گیا اور اسکیچ کیا گیا ہو۔

چنانچہ آخری یعنی لیٹیسٹ دائمی قانونی کتاب ''قرن مجید'' کے نام سے اپنے آخری اوتار ورسول حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا۔ اس لئے قرآن مجید قیامت تک کے تمامی انسانوں کیلئے وہ یکساں سول کوڈ قوانین یعنی رب کائنات کا حکم ہے جو ہر زمانے کے انسانوں کے ماحول ومزاج اور فضاء وجدت کے لحاظ سے اللہ کی طرف سے دیا گیا ہے۔ یہ بالکل لیٹیسٹ حکم واسکیچ کیا گیا قانون ہے۔

قرآن مجید ہی اصل سمبید ھان ہے:

اس کتاب کی موجودگی میں کسی کتاب اوتاب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔یہی کتاب انسانی زندگی اور سہولیات کے فراہمی کے لئے اصل سمبید ھان اور قانون ہے۔یہی یکساں سول کوڈ اور واضح اور کھلی ہوئی بینات ہے۔جسے اس واضح بینات اور سمبید ھان کو ماننا ہے۔ماننے اور فائدہ اٹھائے۔جسے نہیں ماننا ہے۔نہیں ماننے اور جس طرح آگ جلادیتی ہے۔خبر دینے اور معلومات ہو جانے کے بعد بھی اس کو پکڑ کر نقصان اٹھالیا جاتا ہے۔اسی طرح ''قرآن میں سکون ہے۔یہی اصل سمبید ھان اور یکساں سول کوڈ ہے'' معلوم ہو جانے کے بعد بھی اس کے خلاف میں جاکر نقصان اٹھائے۔یہ اس کو فطری پیدائشی صفت اختیاری کے سبب مکمل اختیار ہے۔

انسان کے اسی صفت اختیاری پر پیدا ہونے کے سبب جو قرآن کو ماننے اور فالو کرے۔اس کے خلاف میں آواز اٹھانا بھی انسان کی صفت اختیاری اور آزادی کے دفعہ کے خلاف اور فسادی عمل ہے۔اسی طرح جو شخص قرآن کو نہ مانے۔اس کے خلاف بھی بکواس کرنے کو خود قرآن نے ''اپنے کلام کے چھٹویں پارہ کی آیت نمبر ۱۰۸ر میں منع کر دیا ہے۔اسی تعلیم کے سبب کسی بھی غیر مسلموں یا مذہب کے خلاف آج تک کسی مسلمان نے کبھی کوئی زبردستی اور احتجاج اور رکاوٹ نہیں ڈالی۔

آخر یہ جماعت کیوں کسی کے پرسنل اختیار و چوائز میں رکاوٹ ڈالے؟ جبکہ یہ کمپیوٹر میں سافٹ ویئیر انسٹال کرنے والے لوگوں کیلئے لیٹیسٹ لفظ سے قرآن اور اس سے پہلی کتابوں پر عمل کرنے نہ کرنے کی وجہ اور قرآن کی حیثیت اور اسی پر عمل کرنے کی حقیقت کو سمجھنے کی طرح سمجھنے کے سبب سمجھتی ہے کہ کسی جماعت یا فرد پر اعتراض کرنا اس کے قدرتی اختیاری صفت اور آزادی والے قانون کے خلاف ہے۔کیوں کہ قدیم اور پرانی چیز میں جدید اور نئی وجود میں آنے والی چیزوں کے فوائد و نقصانات اور استعمال کرنے کے لئے ہدایات اور نقصانات سے بچنے کے لئے انٹی وائرس کی اسکیچنگ نہیں ہوتی ہیں۔جیسا کہ پیچھے بھی مثال میں بات آ گئی ہے۔

اس کے علاوہ مزید میں ایک مثال اور پیش کرتا ہوں۔انشاءاللہ اس مثال سے پاگل دماغ میں بھی اس حقیقت کی فہم و فراست کے لئے روشنی حاصل ہو جائے گی۔شرط یہ ہے کہ سمجھنے کے لئے نیت درست ہو۔

قانون: دیکھئے! سورج سے بھی زیادہ روشن یہ قانون ہے کہ ''کل نمبرات یعنی صفر (زیرو) سے ۹ر تک ہوتے ہیں۔ان میں نیچے والے نمبرات میں اوپر والے نمبرات نہیں ہوتے۔مگر اوپر والے نمبرات میں نیچے والے سبھی نمبرات داخل ہوتے ہیں۔

مثلاً ایک نمبر میں دو نمبر سے ۹ر نمبرات تک کے نمبرات موجود نہیں ہیں۔مگر ۹ر اور اس کے نیچے ۲ر نمبرات تک کے ہر نمبرات میں نیچے والے نمبرات موجود ہیں۔پیچھے کمپیوٹر کی مثال میں نے دی ہے۔یہاں پر بھی اس جدید ٹکنالوجیکل چیز کی مثال پر ذرا ایک نظر کرتے سمجھتے چلئے کہ ہر سال کے لئے انٹی وائرسس سیڈی الگ الگ اور نئی نئی تیار کی جاتی ہے اور کمپیوٹر کے ماہرین و انجینیئرس، کمپیوٹر میں نئے انٹی وائرس کو ہی انسٹال کرنے کے لئے مشورہ دیتے ہیں۔زبردستی کسی کے کمپیوٹر میں خود سے جا کر نیو انٹی وائرس اپلوڈ نہیں کر دیتے ہیں۔بلکہ اپنے اختیار سے نیو انٹی وائرس

کے اپلوڈ کرنے کے خواہشمند لوگوں کے کمپیوٹرس میں اپلوڈ کرتے ہیں یا اس کے طریقے کو بتا کر اپلوڈ اور انسٹال کر لینے کے لئے مشورہ دیتے ہیں۔ پس ۸/قوانین سمجھ میں آئے۔

(۱) :پہلا یہ کہ یکساں سول کوڈ اور قانون کا ہونا الگ چیز ہے۔ یہ ہر حال میں ہر چیز میں ضروری و متعین ہے۔

(۲) :دوسرے اس قانون کا بنانا اور طے کرنا الگ چیز ہے۔

(۳) :تیسرے: اس قانون کے بنانا اور طے کرنے میں بھی اختیار ہے۔

(۴) :چوتھے: قانون ضرورت کے تحت اور مناسب حال بنائی اور طے کیا جاتا ہے۔

(۵) :پانچویں: یہ کہ متعینہ ومقررہ دستور، قانون، قاعدہ وضوابط جب بن جاتا ہے تو اس پر عمل کرنے اور نہ کرنے یہ اختیار رہتا ہے۔

(۶) :چھٹویں: پرسکون ماحول کے قیام کے لئے عقل سلیم کا تقاضا ہے کہ مقررہ ومتعینہ ومفروضہ قوانین پر ہی عمل کرے۔

(۷) :ساتویں: یہ کہ قانون بنانے والے کی خواہش و چاہت ہوتی ہے کہ جس کے لئے قانون اس نے بنایا ہے۔ اس ضرورت میں قانون استعمال کیا جائے اور اس قانون کی تعریف ہو۔ اس میں کوئی نقص نہ نکلے۔ اسی سبب سے وہ اپنے قانون پر عمل کرنے کے لئے پرزور صورت میں لوگوں کے سامنے پرچار کرتا ہے اور انہیں اور ترغیب دیتا ہے۔

(۸) :آٹھویں بات یہ کہ ہر پہلے اور قدیم زمانوں کے ضوابط بعد کے نئے زمانوں کی نئی صورت حال کے درپیش ہوجانے کے سبب ناقابل استعمال ہوجاتے ہیں۔ کوئی زبردستی عمل کرے گا تو صرف قدیم وائرس کے لئے مفید ہوں گے۔ باقی جو جدید وائرسس لگے ہوں گے۔ ان سے اس وقت تک خطرات برقرار رہیں گے۔ جب تک کہ نئے قوانین اور انٹی وائرس کو انسٹال وہ نہ کرلے۔

پس پرسکون رہنے کے لئے عقل سلیم کے مالک احباب کو خود کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے بھائی کی حفاظت و پرسکون حالت میں رہنے کے لئے لازم ہے کہ وہ لیٹیسٹ قوانین کے مطابق تیار شدہ انٹی وائرس اپنے کمپیوٹر میں اپلوڈ کرے۔

اگر یہ آٹھوں قوانین سمجھ میں آ گئے ہیں تو انشاءاللہ یہ سمجھنا بالکل آسان ہے کہ اس کائنات میں چھٹی صدی عیسوی کے زمانہ سے کلکی اوتار پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر اس دنیا کے بنانے والے کی فیکٹری کی طرف سے نازل شدہ اور پیش کیا قانون و دستور ''یکساں سول کوڈ/قرآن مجید'' کو زندگی میں انسٹال کرنے سے ہی تا قیامت انسان کو راحت مل ملے گی۔ اسی قوانین کے فالو کرنے کو لیٹیسٹ ''دین اسلام'' پر عمل کرنا کہتے ہیں۔

مسلم اور کافر کا صحیح معنی:

اسی دین وقوانین کو مان کر فالو کر کے زندگی گذارنے کے ڈکشنری کے معنی ''صحیح چیز کو مان لینے، جھک جانے اور

قبول کر لینے'' کی نسبت سے مسلمانوں کا نام ''مسلمان'' ہے۔اس کے برخلاف دین اسلام کے قوانین کے نہ ماننے والوں کو ڈکشنری کے معنی ''انکار کرنے'' کی نسبت سے ''کافر'' کہتے ہیں۔

مسلم اور کافر میں تعصب غلط فہمی ہے:

پس ''مسلمان'' اور '' کافر'' لفظ میں ماننے نہ ماننے کی نسبت سے معنوی تقابل ہے۔ان دونوں لفظوں کے معنوی نظریے سے کوئی بھید بھاؤ اور تعصب شریعت نے نہیں رکھی۔اسی وجہ سے اس دین کے ماننے والے مسلم جماعت کو اللہ تعالی نے تاکید کی ''وَلَا تَسُبُّواْ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللّهِ فَيَسُبُّواْ اللّهَ عَدْواً بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ ١٠٨/۶ کہ تم مسلم جماعت کے لوگ اصلی اللہ کو چھوڑ کر من موجی راستے کو اختیار کر لینے والوں گالی گلوج مت دیا کرو (تعصّبانہ رویہ اختیار مت کرو)۔کیوں کہ وہ قانون سے ناواقف اور علم صحیح سے دور ہیں۔ جہالت میں وہ بھی تمہیں گالی دیتے ہوئے جہالت کریں گے (کیوں وہ لوگ غیر قانونی فولڈر میں ہیں اور جہالت میں پڑے لوگوں کو بوجہ جہالت کے اور تقوی سے دور ہونے کے ان کا عمل انہیں خوبصورت نظر آتا ہے۔(اگر وہ فطری بناوٹ کی خودمختار صفت کے مطابق اپنی عقل کو میرے حکم ''اقرا'' سے جوڑ کر میری ہدایات کی روشنی میں اپنے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے عمل کرتے تو وہ'' مسلمان'' ہی ہوجاتے اور راہ جہالت پر جا کر'' کافر'' ہوتے ہی نہیں۔

لیکن جب وہ لوگ قانون اختیاری کے سبب اپنے عمل کو اور عقل کو علم صحیح (میرے ہدایات وشریعت) سے جوڑ کر عمل نہیں کرتے ہیں تو یقیناً وہ غیر اللہ والا عمل کریں گے تو جو کرتے ہیں کر لینے دو۔اے نبی اور پیغمبر! تمہارا کام'' بلغُ ما انزلَ اليك'' اور اس کی شرح'' بَلِّغُوا عَنِّىُ وَلَوُ آيَةً'' وغیرہ حدیث والے میرے حکم کے تحت بس اپنی ذمہ داری اپنے فولڈر میں رہ کر نبھاتے رہنا ہے۔

یعنی انہیں بس راہ حق کی خبر دے دینی اور بتلا دینی ہے۔اگر وہ اپنے اختیار سے راہ حق کو جان لینے کے باوجود قبول نہیں کرتے ہیں تو باطل راستہ ہی اختیار کرتے ہیں تو بھی تم ان پر لعن طعن اور تعصب، مت کرو۔گالی گلوج مت کرو۔کیوں کہ یہ ''انسان کے خودمختار اور عقل ودانش'' کی صفت کے خلاف ہے۔اگر اس صفت کے خلاف عمل تم مسلمان کرو گے تو گویا کہ از خود مصیبت سر پہ لاؤ گے۔

قانون: کیوں کہ صفت اختیاری کے خلاف میں خودمختار شخصیت کو اس کی آزادی پر پہرہ لگنے کی وجہ سے غصہ آتا ہے اور اس سبب سے وہ مد مقابل کھڑے ہو کر اصل قانون ''دین اسلام'' کو سمجھنے کے بجائے اس کی مخالفت میں پختہ ہوجائے گا۔جس سے وہ ''دین اسلام'' سے دور ہوجائے گا۔

قانون: سورۂ انعام کی مذکورہ آیت نمبر ۱۰۸/۶ ''وَلَا تَسُبُّواْ الَّذِينَ الخ سے جہاں یہ قانون ثابت ہے کہ دین اسلام کے نہ ماننے والوں کو بھی چھیڑ چھاڑ نہیں کیا جائے گا اور ان سے کوئی تعصب برتا نہیں جائے گا۔وہیں یہ قانون بھی معلوم ہوا کہ ''تبلیغ دین'' یعنی اس قانون کی اشاعت کے لئے بھی سامنے والے کی فطری آزادی اور

خودمختاری کے فولڈر ہی میں تبلیغ کرنی چاہئے۔ ورنہ حدود سے باہر ہوکر غیر قانونی تبلیغ بھی نزاع کا سبب ہے۔

قانون: سورۂ انعام کی آیت و دفعہ ۱۰۸/ سے واضح ہوتا ہے کہ ''اسلام دین'' کے فالوور بھید بھاؤ نہیں کرتے ہیں۔ کیوں کہ مسلم اور کافر میں تعصب غلط فہمی ہے۔ اس طرح کا بھید بھاؤ اور تعصب دہشت گردی ہے اور دہشت گردی ''مسلمان'' لفظ کے مصداق و مراد جماعت کا شیوہ موضوع ہی نہیں ہے۔ اسی وجہ سے یہ وہ جماعت ہے جو ہر انسان کو پرسکون اور خوشحال دیکھنا پسند کرتی ہے۔ مگر اسی جماعت کے خلاف ساری دنیا کے باطل پرست کافرین لوگ پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اور ان کی راہ ہدایت والی مقدس کتاب کو فتنہ ور شو کرتے ہوئے شور و فساد مچا رہے ہیں۔

ان مخالفین جماعت کا آپس میں اس جماعت کے تعلق سے بھید بھاؤ اور تعصب کرنا ''بے معنی اور غیر قانونی رویہ'' ہے۔ یہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ کوئی ''آگ'' کی جلانے کی صفت کو بتا کر محتاط رہنے کے لئے مشورہ بھی دے اور اس پر جب کوئی عمل کرے تو اس کو بے وقوف کہ کر ڈانٹنے لگے اور آگ کو چھونے کے لئے اجازت بھی دینے لگے۔ جبکہ یقیناً آگ کی صفت سے محفوظ محتاط رہنے والا آدمی کو اچھا آدمی اور عقلمند آدمی کہا جانا چاہئے اور آگ سے محتاط رہنے کے مشورہ کو نہ ماننے والے کو بے عقلا ''بدمعاش'' کہا جانا چاہئے۔

اسی طرح کوئی ''بدمعاش'' لفظ اور ''عقلمند'' لفظ والے صفات کے لوگوں کو بھید بھاؤ اور تعصب کی نگاہ سے دیکھنے لگے تو یقیناً یہ بے معنی اور غیر قانونی رویہ ہے۔ یقیناً ''بدمعاش'' کا لفظ جن لوگوں کے لئے موضوع اور متعین ہے۔ وہ اپنے موضوع کی حقیقت کے اندر اگر عین حقیقت میں منطبق یعنی فٹنگ میں ہے تو اس کا تلفظ کرنا بالکل صحیح اور عین حقیقت میں ہے۔ اسی طرح ''عقلمند'' کا لفظ اپنے موضوع اور بنائی گئی حالت کی اگر عین حقیقت میں منطبق یعنی فٹنگ میں ہے تو اس کا تلفظ کرنا بالکل صحیح اور عین حقیقت میں ہے۔ اس وقت اس کا تلفظ کرنا بالکل صحیح ہے۔

پس یقیناً ''آگ'' کی جلانے کی صفت کو بتانے اور محتاط رہنے کے لئے مشورہ دینے والے پر عمل کرنے والا راہ حق پر ہے۔ اس کی تائید کرنی عقل کا تقاضا ہے اور مخالفت کرنی فضول و شیطانی عمل و غیر اصول ہے۔ اسی طرح ''آگ'' کے جلانے کی صفت کو بتانے اور محتاط رہنے کے لئے مشورہ دینے والے پر عمل نہ کرنے والا اور مخالفت کرنے والے کو بدمعاش اور راہ ضلالت پر کہنا درست ہے۔ اس کی تائید کرنی خلاف عقل، فضول و شیطانی عمل اور مکمل غیر اصول رویہ ہے۔ اس طرح حقیقت کو جان کر حقیقت کو بھی واضح کرنا اور پھر اس کو حقیقت و موضوع کے خلاف استعمال کرنے کے لئے بھی کہنا اور تضاد بیانی کرنی دوغلا ہی کرسکتا ہے۔ ایجوکیٹیڈ اور با اخلاق لوگ نہیں کرسکتے ہیں۔

آج کل ان نکتوں اور حقائق کو بالکل نہیں سمجھا جا رہا ہے۔ لوگ دھڑلے سے اپنی اپنی راہ، رُخ، چلن اور رسم و رواج کو زبردستی ''حق ہے''۔ ثابت کرنے کے لئے عقلی اور بے معنی و فضول دلائل دینے میں جان بوجھ کر اپنا اور دوسروں کا

وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اگر لوگ ذرا بھی عقل سلیم کو تنہائی میں استعمال کرے اور حقانیت کی راہ پر چلنے کے لئے سکون کو تلاش کریں تو بلا اختلاف مذاہب ہر انسان کا دل بوجہ اس کی فطری بناوٹ پر سیٹنگ کے قانون کے تحت ہونے کے یہی فتوی دے گا کہ ''یقیناً اس دنیا کے بنانے والی ذات نے جو نظام عالم اور سسٹم کے اصلی دستور یکساں سول کوڈ کتاب ''قرآن مجید'' لوگوں کے لئے پیش کی ہیں۔ اسی کو فالو کرتے ہوئے بدن کے تمامی پارٹس میں اسے انسٹال کر لینا چاہئے۔''

پہلے سمبید ھان یا کہ پہلے قرآن؟:

اسی طرح وہ یقیناً یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ ''قیامت تک لگنے والے تمامی وائرسوں'' کو ڈیلٹ کرنے والا یہی قرآن مجید'' یکساں سول کوڈ انٹی وائرس'' کتاب ہے اور یہی اصل ''سمبید ھان'' ہے۔ انسان کے لئے اسی قرآنی راہ کو اپنانا اس کے اختیار کی صفت کا عین تقاضا ہے۔ اسی لئے جس رب نے اشرف المخلوقات کی تمام مخلوقات پر فضیلت دے کر بنایا ہے۔ اس رب کی پوری چاہت ہے کہ انسان اسی کے اصلی قوانین اور ہدایات کو اپنی زندگی میں انسٹال کر کے فساد سے محفوظ اور پر سکون رہے۔

آج کل ڈبیٹس میں جاہلوں اور ناعاقبت اندیشوں اور فطری قوت فکر یہ کی حد سے باہر جا کر اندھیرے میں بھٹک رہے لوگوں کی طرف سے سوال کیا جاتا ہے کہ ''پہلے سمبید ھان یا کہ پہلے قرآن؟''۔ اس سوال کا صحیح جواب اوپر کے تمام مضامین کے تمامی پیرایۂ گراف کے معانی و مفہوم کو جوڑ کر سمجھنے سے یہی جواب ہے کہ ''پہلے قرآن''! بعد میں سمبید ھان! اس لئے کہ سمبید ھان آخر آیا کہاں سے؟۔

کیا وہ گیتا اور رامائن یا مہا بھارت اور ویدک اور قرآن کی طرح کتابوں کی طرح کوئی ازلی اور نہ بدلنے والی یا نہ بدلی جانے والی دائمی کتاب ہے؟ اگر نہیں! اور یقیناً نہیں ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ:

سمبید ھان کی حقیقت اور اس کی بناوٹ: '' سمبید ھان'' زمانہ کے لحاظ سے انسانی سہولیات وضروریات کی تکمیل کے لئے سوچویشن اور حالات کے تقاضے کے تحت صاحب الرائے اور دانشوران و ذمہ داران قوم کا مل بیٹھ کر انسانی دماغ وفکر سے بنایا ہوا ایک نظام و سسٹم ہے''۔ یہ سسٹم دانشوران اور صاحب الرائے حضرات کا دنیا کے مقدس ترین و معتبرین کتابوں کی روشنی میں حالات کے پیش نظر مقرر کردہ ضوابط کا مجموعہ ہوتا ہے۔

ہندوستانی سمبید ھان: ہندوستان کا قانون و سمبید ھان بھیم راؤ ڈاکٹر امبیڈکر کی صدارت و نگرانی میں اسی طرح متعین و مقرر کردہ ایک جمہوری نظام سیاست ہے۔ جس کا نام ہندوستانی سمبید ھان ہے۔ اسی طرح دنیا کے ہر ملک و ریاست کا ان کے حالات و سوچویشن کے تحت ایک ایک نظام و سسٹم اور سمبید ھان ہے۔ اس میں باغیچۂ ہند کے اندر کھلنے والے تمام پھولوں یعنی تمام مذاہب کے فالو ور کے لئے جمہوری آزادی کے ساتھ ان کے آزادانہ خیالات و رہائش کے لئے قانون مرتب گیا ہے۔ جس میں فتنہ وفساد کا شائبہ تک نہیں ہے۔

اب ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر ایجوکیٹیڈ حضرات اور عدالت کے جسس حضرات خود ہی بتلائیں اور ججمنٹ دیں کہ سمبید ھان جہاں سے بن کر آیا ہے۔ وہ اصل ہے یا جو بن کر تیار ہوا ہے۔ وہ اصل ہے۔ ظاہر ہے جہاں سے

سمبید ھان بن کر آیا ہے۔ وہ اصل ہے۔ کیوں کہ اصل میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ مگر نقل اور انسانی سسٹم میں ضرورت کی زیادتی اور زمانے کے احوال کے پیش آنے کے سبب تبدیلی ہوتی ہے۔ یہی سبب موجودہ آدھار کارڈ، آئی ڈی کارڈ اور پاس پورٹ وغیرہ وغیرہ بے شمار نئے نئے کارڈروں کے بنانے کے لئے حکومت کا قانون بار بار جاری کرنے کا ہے۔

اس لئے ''پہلے سمبید ھان یا کہ پہلے قرآن؟'' سوال کا جواب یہی ہے کہ مسلمانوں کے لئے پہلے قرآن مجید ہے۔ بعد میں ملک کا سسٹم اور نظام ہے۔ اسی اصلیت کی وجہ سے سمبید ھان کے تحت جس سسٹم و سمبید ھان کی مخالفت ہوتی ہے۔ اس کی بھی اور جو جو سسٹم اور حکومتی احکامات قرآن کی تعلیمات کے خلاف ہوتا ہے۔ اس کی بھی مسلمان مخالفت کرتے ہیں۔ اس مخالفت میں شہید ہونے کو پسند کرتے ہیں مگر نظام قرآنی اور اس کے سسٹم میں تبدیلی میں تبدیلی پسند نہیں کرتے ہیں۔ نہ کبھی کئے ہیں اور آئندہ بھی کبھی انشاء اللہ نہیں کریں گے۔ چاہے اس کے لئے پوری مسلمان قوم کو قربانی دینے کی کیوں نہ ضرورت پڑ جائے۔

اس لئے آج کل جو لوگ دھرلے سے اپنی اپنی راہ، رُخ، چلن اور رسم و رواج کو زبردستی ''حق ہے''۔ ثابت کرنے کے لئے عقلی اور بے معنی وفضول دلائل دینے میں جان بوجھ کر اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ان کی عقلیں سلیم نہیں ہیں۔ اگر ان کی عقلیں واقعی سلیم و سلامت ہیں تو پہلے اپنے اللہ کے بنائے دل و دماغ کو پرسکون کر کے تنہائی میں حقانیت کی راہ پر چلنے کے لئے سکون تلاش کرنے کے لئے تھوڑی دیر بھی سوچیں گے تو بلا اختلاف مذاہب ہر انسان کا دل بوجہ اس کی فطری بناوٹ پر سیٹنگ قانون کے تحت، بلا شبہ یہی فتوی دے گا کہ ''یقیناً اس دنیا کے بنانے والی ذات نے جو نظام عالم اور سسٹم کے اصلی دستور یکساں سول کوڈ کتاب ''قرآن مجید'' لوگوں کے لئے پیش کی ہیں۔ اسی کو فالو کرتے ہوئے بدن کے تمامی پارٹس میں اسے انسٹال کر لینا چاہئے۔''

اگر ان لوگوں کی عقلیں سلیم نہیں ہیں تو عقل کا علاج پہلے نمہانس جیسے ہاسپٹلوں میں کرا کر انہیں فطری پوائنٹ پر بحال کر لینا چاہئے۔ تب سوچنا اور ڈبیٹس میں بیٹھ کر سوال و جواب کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر عقلیں سلامت ہیں۔ لیکن ثالثی شیطان کی جال میں پھنس کر اپنی پگڑی سر سے اتارنا نہیں چاہتے ہیں۔ اس لئے اپنے ہی غلط دعوی و مدعا'' سمبید ھان ہی اصل ہے۔ قرآن نہیں'' پر بضد ہیں تو پھر کم از کم اس سوال کا جواب ضرور دیں کہ ''ڈاکٹر امبیڈکر صاحب کے تیار کردہ سمبید ھان میں تبدیلی یا اس کی جگہ ہندو راشٹر کے لئے ''سناتن دھرم'' نام سے ''سمبید ھان'' کی تبدیلی کیوں؟

پس یا تو سمبید ھان اصل نہیں۔ بلکہ حالات کے تحت بنایا ہوا قانون ہے۔ جس میں تبدیلی ممکن ہے۔ مان رہے ہیں تو پھر یہ بھی مانئے کہ ''سمبید ھان اصل نہیں۔ بلکہ وہ اصول و گرامرس اصل ہیں۔ جہاں سے سمبید ھان بن کر آیا ہے اور ''سمبید ھان اصل ہے'' کے لئے بضد ہیں تو پھر ایک سمبید ھان بن چکا تو اس میں تبدیلی کیوں؟ اور تبدیلی کی وجہ اپنے نظریے کے مذہبی کتاب اور عقلوں کی فکری نکات کو متعین کر کے ہندو راشٹر بنانے کی محنت ہے تو پھر اپنے نظریے اور قرآن کے نظریے پر، ایرے غیرے نتھو خیرے نہیں۔ بلکہ پوری دنیا کے یا اقوام متحدہ کمیٹی کا اجلاس منعقد

کر کے ساری دنیا کے تمام مذاہب کے سب سے اعلیٰ اعلیٰ مذہبی جانکار اور ماہرین مذاہب میں سے تین تین حضرات کو منتخب کر کے حقیقت کو جاننے اور سمجھنے کی نیت سے ڈیبیٹس کرلیں۔

انشاءاللہ سبھوں کو اس دنیا کے بنانے والے کا ان کے قرآنی جملہ دفعہ/سورہ بقرہ کے دفعہ/۲۳/ '' فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوا شُهَدَآءَ كُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ہ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ'' کا یہ چیلنج کہ ''اگر تم اپنے دعوے اور مدعا میں سچے ہو تو اس قرآن کو غلط ثابت کر کے اپنے مدعا کو صحیح ثابت کرنے کے لئے یا اس قرآن کی ایک آیت کی طرح کوئی جملہ بنا کر لانے کے لئے پوری دنیا کے انسانوں میں سے کامل ترین عربی اسکالروں اور ادیبوں کو اکھٹا کر کے کوشش کرلو اور ایک آیت پیش کردو۔ یقیناً تم ثابت نہیں کر سکتے ہو اور یہی بات تمہیں اچھی طرح سمجھ میں آجائے گی کہ اس دنیا کے نظام اور اس کے اندر بسنے والے تمامی انسانوں کے لئے یہی قرآنی نظام و سسٹم ''یکساں سول کوڈ'' ہے۔ جسے اختیار کرنا تمہاری فطری پیدائشی بناوٹ کے نظام وقانون ''اختیاری'' کے تحت ہے۔ مان کر اسی کو ''سمبید ھان'' بناؤ گے تو موت سے پہلے اور موت کے بعد دونوں زندگی میں پرسکون رہو گے۔ اگر نہیں مانو گے تو اس ''سمبید ھان'' کے خلاف کا جو نتیجہ سیٹنگ قانون میں ہے۔ اس سے بھی دوچار ہونا قانون ہے۔ نیز یہ بھی اس سے ثابت ہو جائے گا کہ: فسادی کون ہے؟ عنقریب فسادیوں کا حال برا ہونے والا ہے۔

حالانکہ وہ رب کائنات چاہتا تو اپنی مخلوق پر اس قانون کو زبردستی نافذ بھی کرسکتا تھا۔ جن وانس کے علاوہ تمام مخلوقات اسی رب کے قانون و سرکل کے دائرہ میں جکڑے رب کی اطاعت کرنے پو مجبور ہے۔ کیوں کہ خود خالق کائنات سورۂ یاسین کے اندر کہتا ہے'' اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الموتٰى وَنكتب مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحصَينهُ فِي امَامٍ مُّبِيْنٍ ہ کہ ''ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے اور جو کچھ ان کے عمل اور کاموں کے اثرات ہیں۔ ان سبھوں کو لکھتے ہیں''۔ ہم نے ایک واضح کتاب ''قرآن مجید'' میں ہر ہر چیز کا پورا پورا احاطہ کر رکھا ہے۔ جس سے باہر کچھ بھی نہیں ہے۔ اسی طرح سورۂ یاسین ہی میں آیت نمبر ۴۰/ میں سورج کے بارے میں خود رب تعالیٰ نے کہا ہے'' والشَّمسُ تجرِى لِمُستَقَرِّلَّهَا ط ذٰلك تَقدِيرُ العَزِيزِ العَلِيمُ'' کہ ''سورج اپنے پیدائشی فٹنگ کے محور اور کیل پر حکم الٰہی سے مقرر ہونے کے سبب جاری وساری ہے۔ اسی طرح سورۂ بنی اسرائیل/آیت ودفعہ نمبر ۱۳/ میں کہا ''كُلَّ اِنسَانٍ اَلزَمنهُ طٰآئِرَهٗ فى عُنُقِهٖ وَ نُخرِجُ لَه يَومَ القِيٰمَةِ كِتبًا يلقٰهُ مَنشُورًا ہ اقراء كتَابَكَ الخ.. کہ ''ہر انسان کے گلے میں اس کے عمل کا انجام لٹکا رکھا ہے۔ قیامت کے دن ہم اس کو نکال کر سامنے کر دیں گے۔ جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا کہ کتنا اس نے اختیار سے دین اسلام کے مطابق عمل کیا اور کتنا اس کی مخالفت کر کے غیر قانونی کام کر کے عذاب میں گرفتار ہونے کا بوجھ اپنے ذمہ خود لی۔ سو! رَب تعالیٰ کہے گا کہ ''لو اپنے کرتوت کے دفتر کو خود ہی پڑھ لو۔ یہ تمہارے اختیار سے غلط راہ اور اچھی راہ دونوں کا نتیجہ ہے''۔

سورۂ انعام میں ایسے ان سیٹنگ موڈ میں کام کرنے پر ضد کرنے والے ظالموں کا حال بطور مثال کے قرآن پیش کیا'' فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّمنْ كَذَّبَ بِآيَتِ اللّٰهِ وَ صَدَفَ عَنْهَا ط سَنَجزِى الَّذِينَ يَصدِفُونَ عَنْ آيٰتِنَا سُوٓءَ العَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصدِفُونَ'' کہ ''اللہ کی اصل وقانون حق کے جھٹلانے والے اور ان سے منہ موڑنے والوں کو ہم

بہت سخت عذاب دیں گے۔ ایسے ضد کرنے والوں کے تعلق سے اللہ تعالی نے آگے تنبیہ کرتے ہوئے اپنے نبی ﷺ سے کہا کہ ''ان لوگوں کو میری طرف سے'' قُل انتَظِرُوا اِنَّا مُنتَظِرُونَ'' جملہ بھی سنادو کہ ''اگر اپنی محدود عقل وخیال ہی پر بضد ہو تو ٹھیک ہے۔ انتظار کرو۔ ہم بھی انتظار کررہے ہیں۔ پھر آگے فرمایا'' اِنَّ الَّذِینَ یُفَرِّقُونَ دذینَهُمْ وَکَانُوا شِیَعًالَّستَ مِنهُمْ فِی شَیءٍ ط اِنَّمَا اَمرُهمُ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا کَانُوا یَفعَلُونَ ہ مَنُ جآءَ بِالحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشرُ اَمثَالِهَا ج وَمَنُ جآءَ بِالسَّیِئَةِ فَلَا یجزٰی اِلَّا مِثلَهَا وَهُمْ لَا یُظلَمُونَ ہ قُل اِنَّنِی هَدَانِی رَبِّی اِلٰی صِرَاطٍ مُّستَقِیمٍ ہ

ترجمہ: کہ ''اللہ تعالی کی طرف سے مقرر اور فرض کردہ ''دین اسلام'' کے قانون سے ہٹ کر جن لوگوں نے اپنے اپنی اپنی طرف سے عقلی قانون فرض کر لی اور اسی کے لئے بضد رہے اور گروہوں میں بٹ بٹ گئے۔ اے نبی ﷺ ان لوگوں سے آپ اور آپ اپنے متبعین مسلمان قوم کو تنبیہ کیجئے کہ ان سے وہ لوگ الگ رہے۔ ان سے تمہارا اور ان لوگوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان غیر قانونی اور اسلام دین کے خلاف من موجی عمل کرنے والوں کا معاملہ اور کیس اس دنیا کے بنانے والے رب کی عدالت میں ہے۔ عنقریب ان کا کیس کھلنے کا وقت جب آجائے گا تو نیکی کرنے والے یعنی اسلام دین کے قانونی سمبید ھان والوں کو دس دس گنا رحمتوں سے اعزاز احاصل ہوگا اور بدلہ و ثواب دیا جائے گا۔

ان کے برخلاف دین اسلام کے سمبید ھان سے انکار کرنے والے اور اسی پر عمل کرنے کے لئے ضد کرنے والے ظالموں کو جتنی مقدار میں ظلم وغیر قانونی عمل کیا ہ گا اتنی مقدار میں بوجہ سیٹنگ کے ضرور بدلہ دیا جائے گا اور اس میں ذرہ برابر بھی ان پر ظلم نہ ہوگا۔ بلکہ مؤمن کی طرح ان کو بھی دس دس گنا عذاب ملنا قانون تھا۔ مگر قدرت نے اپنے اختیار سے اپنا بندہ اور اپنی تخلیق کے سبب ذرا رحم کر کے محض ان کے کئے کا بدلہ دے کر احسان کریگا۔

پس جہاں انسان کی صفت اختیاری قانون کا تقاضا ہے کہ اسے یکساں سول دستور پر عمل کرنے کے لئے زبردستی نہیں کی جائے۔ وہیں اس کی عظمت واہمیت کے پیش نظر نیز خود رب تعالی کا اس انسان سے محبت وخیر خواہی کے تحت یکساں سول دستور پر عمل کر کے مقصد تخلیق کو برقرار رکھنے اور پرسکون رہنے کے لئے ترغیب دینا بھی اس کے پیدا کرنے والے اور مینوفیکچرنگ کرنے والے پر بوجہ خالق ہونے کے لازم ہوتا ہے قانون تھا۔

اسی قانون کے پیش نظر اللہ تعالی اپنے قانون کو بھیج کر انسان کو تکلیف ومصیبتوں سے بچانے کے لئے ترغیب دی۔ تا کہ اس کے حق میں اچھا نتیجہ ظاہر ہو۔ نیز خواہی کے تقاضے کے قانون سے اللہ تعالی نے صرف قانون ہی بھیج نہیں دی۔ بلکہ اس کے صحیح معنی مرادی ومطلب کو سمجھانے اور اس پر صحیح سے عمل کرنے کے لئے اپنی طرف سے معلم یعنی اوتار وپیغمبر بھی بھیجے۔ جنہوں نے اپنے رب کے قوانین کے صحیح معنی مرادی اور مطلوب کو پریکٹیکل طور عمل کر کے تمام لوگوں کو راہ حق بتلا دی اور راہ باطل کی جانب جانے سے نقصان ہے سمجھا دی۔

اسی طرح ساتھ میں یہ بھی تنبیہ دی کہ ''لَهَا مَا کَسَبَت وَ عَلَیهَا مَا اکتَسَبت'' و ''مَنُ اسآءَ فَعَلَیهَا'' اسی طرح ''مَنُ جَدَّ وَجَدَ'' و لیسَ لِلانسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی'' کہ جو جتنا قانونی دائرہ میں عمل کرے گا۔ جتنی محنت کرے گا۔ اس

کو اتنا ہی ملے گا۔ جو جتنا غیر قانونی عمل کرے گا۔ اس کے فنکشن کے بگاڑ کے پوائنٹ (مقدار/وزن) کے لحاظ سے اس کی بر وقت اتنی ریپیری ضرور کی جائے گی۔ اسی طرح سورۂ انعام/آیت میں قانون بنا کر پیش کر دی'' وَلَا تکْسِبُ کُلُّ نَفسٍ اِلَّا عَلَیہَا'' کہ ''جو شخص جو کمائی اور کرتوت کرتا ہے۔ اس کا نفع ونقصان کسی اور پر نہیں۔ بلکہ خود اسی پر پڑتا ہے۔'' اسی طرح ساتھ میں'' وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِزرَ اُخریٰ'' کلام ودفعہ کے ذریعے یہ قانون بھی بتلا دی کہ ''سبھوں کو اپنے کرتوت کی فکر کرنی چاہئے۔ دوسرے کے عمل وخواہشات سے ان کو کوئی مطلب نہیں ہے۔ کوئی کسی کی خود مختاری اور صفت آزادی پر پہرہ نہیں لگا سکتا ہے''۔

من موجی قانون تھوپنے کا کیا حق ہے؟: پس کون کیا کھائے گا۔ کون کیا پئے گا۔ کون کیا پہنے گا۔ کون کہا ں جائے گا۔ کون کیا لائے گا۔ کیا لے جائے گا۔ کسی کو کسی سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ مسلم قوم اپنے فطری دائرہ اور سرکل میں جی رہی ہے۔ اسے دوسرے کے پہننے، اوڑھنے، کھانے پینے، کلچر، رہائش، خواہشات سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ کوئی ننگا بھی رہتا ہے۔ جیسا کہ انسان میں سے بہت سے گرہوں نے اپنے اپنے اختیار وآزادی کے قانون کے سبب اپنے اپنے خیالات سے بے شمار ہیکل چیزوں، انبیائے کرام اور چوہے، بلی، سانپ وغیرہ بہت جانوروں تک کی تصاویر کو پوجتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ کہ ایک گروہ کا مذہب تو ننگا رہنا بھی ہے۔ اسی طرح بہت سارے لوگ آلۂ تناسل اور شرمگاہوں تک کو بھگوان مان کر پرستش کر رہے ہیں۔ پھر بھی مسلم جماعت ان پر کوئی اعتراض نہیں کرتی ہے۔ اس کی وجہ انسانوں کی خود مختاری اور ان کے کرتوت کا بوجھ انہیں پر ہونا، نیز ''جو جیسا عمل کرے گا۔ وہ اپنے عمل کا نتیجہ اپنے عمل کی مقدر میں پائے گا''، ''قانون'' ہے۔

قرآنی آیات سے یہی قانون بتانا مقصود ہے کہ ''ہر انسان فطرتاً اپنی خواہشات وضروریات کو اختیار کرنے میں خود مختار اور آزاد ہے۔ ہر انسان اپنی صفت آزادی کے سبب جو کرے گا۔ اپنے کئے کے مطابق قانون سے عمل کے مناسب اپنا نتیجہ خود پائے گا۔

اس لئے جب خود انسان کے بنانے والے رب نے اپنی اشرف مخلوق انسان پر اپنے قانون پر عمل کرنے کے لئے کوئی زور وزبردستی نہیں کی۔ بلکہ ان نیک وپرسکون رہنے والے قوانین وہدایات پر عمل کرنے کے لئے صرف ترغیب دی ہیں اور ان کے حقائق واصلیت کو سمجھانے کے لئے معلمین بھیج کر ان کے فوائد ونقصانات کو عملی طور پر صرف ''شو'' یعنی ظاہر کر دی ہیں تو کسی انسان کو دوسرے انسان پر زبردستی اپنے من موجی خیالات کے مطابق رہنے کے لئے پابند بنانے اور اپنا من موجی قانون تھوپنے کا کیا حق ہے؟

اگر یہ زبردستی اپنے مزاج وکلچر کو دوسروں پر تھوپتے ہیں تو سامنے والا بھی کہے گا کہ تم بھی بھگوا کلر چھوڑو۔ تم بھی مندر توڑ کر مسجد بناؤ۔ تم بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگاؤ۔ تم بھی برقعہ اور حجاب پہنو۔ تم بھی اسلامی قانون کو یکساں سول کوڈ تسلیم کرو۔ تم بھی داڑھی بڑھاؤ۔ تم بھی اسلامی لباس زیب تن کرو! تو کیا یہ من موجی قانون تھوپنے والے لوگ مانیں گے؟ ہر گز نہیں! ان کا جو جواب آئے گا۔ وہی جواب ان کی طرف سے بھی من موجی کلچر کے تحت رہنے کے لئے جو زبردستی کی جا رہی ہے۔ وہ چیز کے فولڈر میں ورکنگ قانون کے خلاف دوسرے کے گھر میں اپنی مرضی چلانے

جانے کا غیر قانونی کام ہے۔ یہ سچ ہے۔ اس حقیقت کو خود قدرت نے سمجھایا ہے کہ:

قانون: ایک فولڈر اور چیز کا اپنے خاص سرکل اور محور سے ہٹ کر دوسرے فولڈر میں جا کر کام کرنے والی غیر قانونی حرکت ہے۔ اس سے کام نہیں ہوگا۔ بلکہ ٹکراؤ اور خرابی ہوگی۔ اسی قانون سے گاڑی کی ''وِیل'' اپنے اپنے سرکل سے نکل کر دوسرے پہیئے کے سرکل میں کبھی جا کر کام نہیں کرے گی۔ ''ریل'' اپنی پٹڑی سے اتر جانے کے بعد کبھی اپنی منزل تک پہنچ نہیں سکتی ہے۔ بلکہ مسافر سمیت ''ریل'' برباد ہو جائے گی۔ یہ صورت حال ان معصوم شیطانی چال و جال میں پھنسے لوگوں کو بتانا ہوگا۔

اگر آج عقلاء اور دانشوران حضرات ان بے چاروں کو شیطانی راہنمائی کے پنجے سے نہیں چھڑائے تو کل یہی لوگ اکثریت اور جم غفیر تعداد میں آ کر مادر زاد ننگے رہنے کے لئے قانون بنا کر ننگا رہنے کے لئے قانون نافذ کریں گے تو سبھوں کو اس وقت ننگا رہنا پڑیگا۔ جب وقت گذر جاتا ہے تو سڑان پیدا ہوتی ہے۔ جب کسی چیز میں سڑان پیدا ہو جاتی ہے تو اصلاح اور ریپیری ممکن نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ اس چیز کو پھینک دی جاتی ہے۔ جیسے ''شوگر'' کے مریض کے جسم کا حصہ کاٹ کر الگ کر دیا جاتا ہے۔

اللہ کی چاہت: اسی غرض سے رب کائنات نے قانونی دائرہ میں اپنی اشرف المخلوقات سے محبت کی بناء پر اس کی حفاظت کی خاطر اپنا ازلی اور دائمی قانون خالق ہونے کے سبب سے محبت کی بناء پر پیش تو کر دی ہیں۔ لیکن اس کو نافذ نہیں کی۔ جبکہ خالق کی۔ مالک کل چاہتے تو سبھوں کو ایک ہی نیک راستے پر گامزن کر سکتے تھے۔ مگر یہ ایک فولڈر کی بناوٹ کے قانون کے خلاف عمل ہوتا۔ انسان بھی خالق کائنات کی تخلیقات کے فولڈروں میں سے ایک خاص اور عظیم فولڈر ہے جو اپنی بناوٹ کے لحاظ سے خود مختار صفت پر تخلیق یعنی پیدا شدہ ہے۔

اگر وہ رب اپنے ازلی قانون کو انسان پر زبردستی نافذ کرتے تو اس کا مطلب اپنے تیار شدہ چیز کے ورکنگ محور و سرکل سے ہٹ کر دوسری چیز کے ورکنگ حال میں مداخلت کرنی ہوتی جو کہ غیر قانونی تھی۔ اسی لئے صرف قانون از راہ محبت و خیر خواہی پیش کر دی اور اس کے فالو کرنے میں انسان کی صفت اختیاری پر چھوڑ دی۔

رائی کے دانہ کے برابر بھی حساب کے دن سامنے ہوگا: اب جو انسان اپنے اختیار سے جیسا عمل کرے گا۔ ویسا ہی نتیجہ پائے گا۔ حتی کہ اپنے کلام کے سورۂ انبیاء کے آیت ۴۷ر میں فرمایا ''وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ ہ کہ ''قیامت کے دن ایسی ترازو لائیں گے جو سراپا انصاف کرے گی اور اس وقت کسی پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔ وہاں ہر انسان میں سے جو انسان رائی کے دانہ کے برابر بھی کوئی عمل کہیں پر اجتماعی یا انفرادی طور پر کیا ہوگا۔ وہ سب سامنے آ جائیں گے اور اللہ کہتے ہیں کہ ''ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں''۔

اسی طرح سورہ لقمان ر آیت نمبر ر۱۶ ر میں فرمایا ''إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ہ کہ ''قیامت کے دن کوئی چیز آسمان میں یا

زمین میں یا کسی پہاڑ کے چٹان میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو گی تو اللہ اس کو بھی حساب کے لئے حاضر کرے گا۔اس لئے یقین جانو کہ وہ اللہ بڑا باریک دیکھنے والا اور ہر چیز سے بہت باخبر اور مطلع ہے۔

اللہ تعالی کا اپنا دائمی قانون پیش کر کے اس طرح سے تنبیہ کرنے کا مطلب یہی ہے کہ اس رب کی چاہت ہے کہ آزاد صفت انسان اپنے اختیار سے درست چیز اور درست عمل اور درست راہ کو اختیار کر کے دنیا میں بھی پر سکون رہے اور مرنے کے بعد والے سفر میں بھی پر سکون رہ کر اپنے دائمی گھر جنت (سورگ) میں پہنچ کر دائمی رہائش اختیار کرنے کے لئے گھر واپسی کر لیں۔

مٹھی بھر شر پسند غنڈہ گردی کر رہے ہیں: آج جو مٹھی بھر شر پسند اور غیر قانونی طور پر دھوکہ دھڑی، چالبازی اور دادا گیری سے سردار بن کر اور کچھ لوگ ان ناجائز طور پر غصب کر کے حاصل کئے حکمرانوں اور عہداروں کی پشت پناہی اور سپورٹ وقوت کی بنا پر دَنَدنانے والے غنڈے لوگ جمہوری اور سیکولر و گنگا جمنی مختلف قسم کے پھولوں کی تہذیب والے عظیم ملک ''ہندوستان'' میں ایک خاص اور اہم پھول ''مسلم قوم'' کے نام ونشان کو مٹا کر ''ہندو راشٹر'' بنانے کی محنت میں غنڈہ گردی کر رہے ہیں۔آخر ان لوگوں کے مذہبی راہنما اپنی اپنی مقدس کتابوں کی تعلیم پیش نہیں کرتے ہیں کہ ''جو جتنا غیر قانونی عمل کرے گا۔اس کے فنکشن کے بگاڑ کے پوائنٹ (مقدار روزن) کے لحاظ سے اس کی بروقت منجانب اللہ اتنی ریپیری ضرور کی جائے گی اور انسان فطرتا اور پیدائشی طور پر اپنی خواہشات وضروریات کے تحت عمل کرنے میں خودمختار اور آزاد ہے۔قانون سے جو رب کی خواہش ومراد اور چاہت کے خلاف راستہ اختیار کئے تھے۔اس کا مزہ ضرور چکھایا جائے گا۔

مخالفین اور فسادی لوگ اس حقیقت کو بھی اپنے کے جاننے کی طرح یقیناً جانتے ہیں۔مگر چونکہ انسان کے لئے ان کے قلب و دماغ اور جسمانی پارٹس کے فولڈر کی فطری و پیدائشی بناوٹی قدرتی پاور اپنی حد سے باہر ہو کر ختم ہو چکی ہے۔اس لئے اندھیرے اور جہالت کے امیر شیطان کی راہنمائی میں بُرا رویہ اختیار کر رہے ہیں۔ایسے لوگوں کو اپنے قلب کی بیٹری کو دوبارہ چارج کرنا چاہئے یا پھر سیل بدل لینا چاہئے۔

قانون: کیوں کہ اس دنیا کے بنانے والے کی اصلی فیکٹری کا قانون ہے کہ جہاں سے قدرتی بناوٹی طاقت ختم ہو جاتی ہے۔وہاں سے اس کے جسمانی پارٹس صحیح طور پر کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔اس لئے ان پارٹس کی قوت کے اختتام کے بعد انسان کو ''توکل'' کرتے ہوئے ''علم الہی ولدنی'' کی بیٹری لگا کر صحیح راہ پر چلنے کے لئے روشنی حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ روشنی ''وحی الہی'' ہے۔جس کی آخری اور کبھی نہ ڈاؤن ہونے والی لائف لانگ بیٹری ''یکساں سول کوڈ قانون'' ''قرآن مجید'' ہی ہے۔

لیکن جب انسان اپنے قلب و دماغ اور جسمانی پارٹس کے فولڈر کی فطری و پیدائشی بناوٹی قدرتی پاور کی آخری حد سے باہر ہو کر توکل کی راہ پر علم الہی ولدنی ''یکساں سول کوڈ قانون'' ''قرآن مجید'' کی بیٹری نہیں لگا تا ہے۔تب وہ اندھیرے میں شیطانی امیر کو منتخب کر لیتا ہے۔جس کے سبب جہنم کی تکلیف کو جنت سمجھنے لگتے ہیں اور بغیر خوشبو کے صرف ایک پھول والے ویران جگہ کو باغ سمجھنے اور کہنے لگتے ہیں۔

ایسے ہی لوگ آج پوری دنیا میں خاص طور سے عظیم ملک ''ہندوستان'' میں صرف ایک مرجھے ہوئے پھول کو کھلا کر ''ہندوراشٹر'' کے نام سے اپنے خاص مذہبی قوانین کو یکساں سول کوڈ کے طور پر نافذ کر کے مابقیہ پھولوں پر حکمرانی کرنا اور انہیں مسلنا چاہتے ہیں۔

ایسے قانون بدل کر من موجی راستہ اختیار کرنے والوں کو انسان کے لئے فطری آزادی اور اختیاری قانون کو یاد رکھ کر کام کرنا چاہئے۔ اگر انہیں یہ قانون یاد ہے تو جس طرح وہ اپنے اختیار سے اپنی پسند و جوائز کو اختیار کرتے ہیں۔ دوسرے انسان کو بھی اسی طرح اپنی پسند اور جوائز سے کسی چیز کے اختیار کرنے اور کام کرنے کی برابر کی آزادی ہے۔

پس جس طرح ''حجاب'' اور ''اسلام دین و کلچر'' کے خلاف اپنے آزاد دماغ و فکر سے دوسروں پر اپنے ذاتی سوچ و فکر کو بھگوا رنگ والے لوگ تھوپنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ قانون سامنے والے کی مرضی و خواہش کے خلاف ہے تو وہ ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ اگر کوئی زبردستی کرتا ہے تو یہ ''ظلم'' یعنی قانونی سرکل اور دائرہ سے ہٹا ہوا عمل ہے۔ ایسے لوگوں کی ضد کرنے سے سامنے والا انسان بھی صفت اختیاری اور اس کے سبب عمل کرنے نہ کرنے کے آزادانہ قانون پر عمل کرتے ہوئے اگر برابر قوت والا ہوگا تو مزاحمت کر کے وہ بھی اپنے فکر کو لاگو کرنے کی کوشش ضرور کریگا۔ اگر کمزور ہو گا تو ان پر ناحق ظلم ہوگا۔ جس کا بدلہ قدرت ضرور لے گا۔

قدرت کے بدلہ لینے کی حقیقت کو مسلم قوم قدرت کے کلام قرآن کے خبر دینے کی وجہ سے جانتی ہے کہ اُس کے رب کی طرف سے دوسروں کے کلچر اور تہذیب کے خلاف آواز اٹھانے کے لئے قانوناً ممنوع ہے۔ اس لئے وہ محض اپنی تہذیب سے مطلب رکھتے ہیں۔ دوسروں کی تہذیب و رہائش اور خواہشات پر اپنی تہذیب بالکل نہیں تھوپتے ہیں۔ ایسی کوئی مثال دنیا میں کوئی پیش نہیں کرسکتا ہے۔ جبکہ فائدہ مسلم قوم کی تہذیب کے اپنانے ہی میں تحقیق سے سمجھ میں آتا ہے۔

اس تفصیل سے یہ واضح ہے کہ ''اسلام دین'' کے نہ ماننے والے لوگ مکمل غلطی پر اور گھاٹے میں ہیں۔ ان سے محبت کا تقاضا ہے کہ انہیں گھر واپسی کرنے کے لئے ان پر تبلیغی عمل کر کے انہیں عمل صالح یعنی قانون کی روشنی میں عمل کر کے جینے کے لئے ترغیب دینی چاہئے۔

اسی نسبت سے آج کل جو اولاد آدمؑ اسلام دین کے ایک اندر صنف نازک ''عورت اور طالبات'' کے تعلق سے ایک اہم قانون ''قانون حجاب'' سے متعلق جو جہالت کا رویہ محض شیطانی سرداری اور نگرانی میں اختیار کر کے بے حیائی اور بے شرمی کے اظہر من الشمس صورت حال کو اپنی تہذیب میں قانون سمجھا رہے ہیں۔ ان پر ''حجاب'' کے تعلق سے حق قانون اور تعلیم پیش کردی جائے۔ چنانچہ اب ''حجاب'' کے تعلق سے دین اسلام کا قانون پیش کررہا ہوں۔

حجاب کی حقیقت

مقدمہ کے تمہیدی باتوں سے قانون کی حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد حالیہ دور میں پیش آمدہ موضوع بحث ''پردہ اور حجاب'' کے مسئلہ میں بھی اللہ تعالی نے عورت کی فطری بناوٹ کے پیش نظر یہی قانونی حکم ارشاد فرمایا ہے کہ ''اصل قانون عورت کے لئے ''پردہ'' کرنا ہی ہے''۔

حجاب کا معنی اور ابتدا:

اردو ڈکشنری کی کتاب ''فیروز اللغات'' میں رص:۱۷۵ر پر ''حجاب'' کا معنی ''پردہ، اوٹ، نقاب، حیا، شرم، لحاظ'' لکھا ہے۔ڈکشنری کے معنی سے ہی عورت کے لئے ''حجاب'' کی ضرورت سمجھ میں آجا رہی ہے۔عرف واصطلاح میں عموما چہرہ چھپانے کے لئے عورتیں جو کپڑا اسکاف کی مانند استعمال کرتی ہیں۔اس کو ''حجاب ریا نقاب'' کہتے ہیں۔لغت کے معنی کے لحاظ سے ''نقاب'' کے مخصوص کپڑے کے علاوہ معنوی لحاظ سے پورے برقعے کو بھی ''حجاب'' کہا جاتا ہے۔یہ ایک بہترین تہذیب، حیادار، سلیقہ منداور تعلیم یافتہ وایجوکیشنل زندگی کی علامت ہے۔جیسے بال کے ساتھ کھال کا ہونا لازم ہے یا سورج کے ساتھ روشنی کا ہونا لازم ہے۔اسی طرح سے حیااور شرم والے خاندان اور لوگوں میں ''حجاب ونقاب'' کا ہونا لازم ہے۔

تعلیم کے ساتھ اخلاق اور اعلی تہذیب وتمدن کے ساتھ ''حجاب ونقاب اور پردہ کرنے کا حکم اس دنیا کے بنانے والے رب نے شروع سے ہی اپنے پہلے اوتار و پیغمبر حضرت آدمؑ ہندو روایتوں کے بقول ''برہما یا شنکر جی'' اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت حواؑ بعقیدۂ ہندو ''پاروتی جی'' کو دی تھی۔جس کی دلیل قرآن مجید کے پہلے پارہ کی آیت ''وَعَلَّمَ آدَمَ الأَسْمَاء كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلاَئِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاء هَـؤُلاء إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ہ ۳۱ر میں سکھلا دی تھی کہ ''اللہ تعالی نے حضرت آدمؑ کو پیدا کرنے کے بعد تمام چیزوں کے نام (اور اخلاقی ورہائشی تربیت سے مزین کرنے کے بعد) فرشتوں کو سامنے پیش کیا۔

ایجوکیشن اخلاق سکھاتا ہے:

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''تعلیم وتعلم اور ایجوکیشن انسان کو اخلاق اور تہذیب وتمدن سکھاتا ہے۔جب ایجوکیشن آجاتا ہے تو اس کا درجہ باوقار اور مہذب ہو جاتا ہے۔جب انسان میں تہذیبی ماحول انسٹال ہو جاتا ہے تو وہ تہذیب و تمدن اور علم وایجوکیشن کی چشمے سے چیزوں کو مناسب درجہ دیتا ہے۔جس چیز کو چھپانی چاہئے۔اس کو چھپاتا ہے۔جس چیز کو کھلا رکھنے میں حرج نہیں۔اس کو کھلا رکھتا ہے۔اسی سبب سے ایسے انسان کو سامنے والا عزت ووقار کی نظر

سے دیکھتا ہے۔

حضرت آدمؑ زشنکر جی یا بر ہما اور حضرت حوا/ پاروتی مائی کو فرشتوں اور جنات پر فضیلت اس کے علم وایجوکیشن کے سبب ہی ملی تھی۔اسی سبب سے حضرت آدمؑ کو اللہ تعالی نے فرشتوں کے سامنے بڑا بنا کر پیش کیا۔تا کہ وہ سب جان لیں کہ یہ اب دیگر تمام مخلوقات کے مقابلے میں اعلی تہذیب وتمدن اور باوقار وسردار اعلی مخلوق اور میرا خلیفہ ہے۔جبکہ فرشتوں نے)۔اللہ تعالی سے آدمؑ کی تخلیق پر اعتراص بھی کیا تھا۔تب اللہ تعالی نے ان کو تعلیم دی کہ (بڑے جو قانون نافذ کر دیتے ہیں۔ان پر اعتراض کرنا صحیح نہیں ہے۔چونکہ میں خالق کل ہوں۔اس لئے تمہارا میری حکمت عملی اور نئی تخلیق پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔کیوں کہ) جو کچھ میں بوجہ تمہارے رب ہونے کے جانتا ہوں۔تم نہیں جانتے ہو۔

حجاب اور ایجوکیشن میں سورج اور اس کی روشنی جیسی لنک ہے:

اللہ تعالی کا فرشتوں کو اعتراض کرنے سے منع کرنے اور خاموش رہنے کے تنبیہ کرنے والی اس آیت اور دفعہ سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ قانون کی خلاف ورزی کرنا ''قانون'' سے کھلواڑ کرنا اور اسے اپنے ہاتھ میں لینا ہے جو کہ ایک مجرمانہ حرکت ہے۔اس لئے اہل قانون اور ایجوکیٹیڈ حضرات کو ایسے لوگوں پر قانونا رُوک لگانا چاہئے اور یہ واضح کرنا چاہئے کہ تعلیم وتعلم کا بہترین تہذیب وتمدن، حیادار، سلیقہ منداور تعلیم یافتہ وایجوکیشنل زندگی سے چولی دامن اور سورج کے اس کی روشنی کے ساتھ لازی طور پر لنک کی طرح لازم ملزوم والا لنک اور قانون ہے۔

پہلے انسان آدم وحواؑ نے پردہ کیا تھا:

حضرت آدمؑ کا علم جس طرح انہیں تہذیب وسلیقے سے رہنے پر مجبور کیا تھا اور اسی وجہ سے جب وہ اپنی زوجہ کے ساتھ جنت میں مقیم ہو گئے اور ان کی زوجہ کے شیطانی وسوسے اور ثالثی کے اُکسانے سے علم وایجوکیشن کی روشنی سے دور ہو کر فسادی ماحول میں پھنس کر غیر علمی، غیر قانونی اور ممنوعی طور پر شجر ممنوعہ '' گیہوں'' کے دانہ کے کھالینے کے عمل کر لینے پر جب جنتی لباس بدن پر سے اتر گیا تھا تو پہلے ان دونوں نے اپنی اپنی شرم گاہوں کو جنتی پتوں سے چھپائے تھے۔کیوں کہ شرم کی جگہ کو چھپانا ایک تو ان کی لازمی طور پر پیدائیشی صفت میں سے تھا۔دوسرے ان کے ایجوکیشن کے تقاضے سے تہذیب وتمدن کا بھی حصہ تھا کہ '' وہ شرم کی جگہوں کو کسی طرح چھپائیں''۔

مردوعورت کے حجاب والے پارٹس:

اس سے معلوم ہوا کہ مرد کے جسم میں بھی بعض حصے پردے کے ہیں۔جن کی حداس کے کمر سے گھٹنوں تک کے حصے ہیں اور عورت کا تو مکمل جسم ہی بلکہ اس کی آواز تک پردہ کے لئے مخصوص ہے۔اس لئے عورت کے لئے پردہ اس کی حفاظت کے لئے خاص طور سے ضامن ہے۔'' دین اسلام'' کے اندر اور اس دین کے منبع ومرکزی ومقدس کتاب قرآن مجید میں ان دونوں کے پردہ کے مخصوص حصوں کے لئے پردہ کرنے کا حکم فرض کے درجہ میں ہے۔یہ حکم اظہر من الشّمس یعنی سورج سے بھی زیادہ روشن ہے۔

عورت کی حالت:

مرد و خواتین کے مخصوص حصوں کے لئے پردہ کے حکم الٰہی سے صاف ظاہر ہے کہ دین اسلام نے انسان کو خصوصاً عورتوں کو کتنا مقام اور درجہ دیا ہے۔ اس دین کے علاوہ جو لوگ عورت کے حقوق اور ان کی حفاظت کے اصول بیان کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے عورتوں کو زیادہ سے زیادہ بس ایک خادمہ اور نوکرانی کا درجہ دیا ہے۔ اس سے آگے محض اس سے کھلواڑ ہی کئے ہیں اور کر رہے ہیں۔

چنانچہ عورت کو نوکری پر لگا کر ان کے اصل مسکن سے باہر کر دیا گیا۔ بسوں کا کنڈ یکٹر بنا کر من موجی مساوات کے نظریے قائم کر کے فتنوں کو جنم دینے کے لئے بیج بو دی گئی۔ تاجر لوگ تجارت کے نام پر ان کے جسم کے ہر اعضاء و پارٹس کے پتلے بنا بنا کر کھلے عام بیچ کر پیسہ کمانے کے ساتھ ساتھ عریانیت اور بد اخلاق معاشرہ کو عام کر رہے ہیں ۔اس طرح عورت اور اس کے جسم کے ہر ہر حصے کے ساتھ محض کھلواڑ کیا جا رہا ہے۔ اس کی ذات کو بے راہ روی کی راہیں کھول کر اس کی عفت و عصمت کی کھلے عام دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ سماج کے دانشوران اور معتدل نظام معاشرت کے خواہشمند حضرات بلکہ علمائے کرام اور متین و سنجیدہ قسم کے لوگوں میں سے بھی کسی فرد بشر کو اس صنف نازک کی حفاظت کی تدبیر و تدارک کے لئے کچھ پرواہ نہیں ہے۔ اگر کہیں پر کچھ تدارک و حفاظتی احساس جاگتا بھی ہے تو بس گفت و شنید اور مضمون نگاری اور اخبار بازی تک ہی محدود ہے۔ جس کا کوئی خاصا اثر دیکھا نہیں جا رہا ہے۔

حالات اتنے پیچیدہ ہیں کہ جن سے گھر گھر کے والدین بھی خود اپنے گھروں میں اپنی مخصوص تہذیب و رہائش تمدن میں پریشان حال ہیں۔ لڑکے لڑکیاں اتنے بد اخلاق ہو چکے ہیں کہ غیر قانونی چلن اختیار کر کے بھگوڑے پن کی شادی رچا رچا کر بس تھوڑے دنوں تک کی من موجی خواہشات نفسانیہ کی تکمیل کر کے پھر زندگی گذارنے میں نبھتے رہ جاتے ہیں۔ بعد میں احساس زندگی جب ہوتی ہے تو قانونی چاہ جوئی کرنے اپنے سکون کو برباد کر کے کورٹ کچہری کے دروازوں کو کھٹکھٹا کر غیروں کے سامنے شرمندہ اور ذلیل ہوتے ہیں۔

ان حالات کے باوجود خود ایسی عورتوں اور لڑکیوں کو بھی اپنی حیاء و شرم کی حفاظت کا احساس تک نہیں ہو رہا ہے۔ اس بری حالت نے بچے اور بچیوں کی تعلیمی، اقتصادی اور ترقیاتی ماحول کو بالکل کاٹ کر رکھ دی ہیں اور وہ اتھاہ سمندر میں غرق ہو کر بس ٹامک ٹوئیاں مار رہی ہیں۔ انہیں کنارہ لگنے کی امید تک ختم ہو چکی ہوتی ہے اور یونہی خودکشی کر کے اخیر میں بری موت مر کر نیست و نابود ہو جا رہے ہیں۔ صرف خود ہی نیست و نابود نہیں ہو رہی ہیں۔ بلکہ رع ر

کے شعر کی روشنی میں ''نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے'' مقولہ کے مکمل مصداق بن کر بری موت اور بدنامی کا سہرا پہن کر مرنے کی تاریخ رقم کر کے بدنما تاریخ چھوڑ جاتے ہیں۔ جس سے سماج میں دوسرے لڑکے لڑکیاں بھی ملوث ہو کر بد معاشرتی کی فضاء مزید گندہ کرتے رہتے ہیں۔

یہ حال محض دنیا کے بنانے والے کے ضابطے اور فیصلے سے روگردانی اور منہ موڑ کر عورتوں کے بارے میں مختلف لوگوں کے اپنی اپنی محدود میموری سے فیصلے کرنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہ فیصلہ ٹو۲/۲ جیبی میموری اور اسپیس میں فور۴/۴ جیبی کی چیز کو غیر قانونی طور پر زبردستی رکھنا یا ایک گلاس پانی میں زبردستی دو گلاس پانی کی مقدار کو رکھنے کے لئے فضول کوشس کرنی ہے۔

ظاہر ہے ٹو۲/۲ جیبی میموری اور اسپیس میں فور۴/۴ جیبی کی چیز کو غیر قانونی طور پر زبردستی رکھنے والے کو اسی طرح ایک گلاس پانی میں زبردستی دو گلاس پانی کی مقدار کو رکھنے کے لئے ناممکن کوشس کوئی پاگل انسان بھی نہیں کرے گا۔ کیوں کہ میموری چپ اور برتن کے اندر اس کے حجم اور اسپیس کے اندر اندر میٹر و مواد اور چیز رکھنا ہی قانون ہے۔

اس مسلمہ قانون کے جاننے کے باوجود دنیا کے خالق کے فیصلے سے منہ موڑ کر مخلوق کائنات میں اس کی بناوٹی صفت خاصہ کو تبدیل کرنے والا کیسے پاگل نہیں ہے؟ یہ مجھے دنیا کا سب سے سینیئر وکیل سمجھا دے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ سلیم الطبع قانون داں اور وکیل بے شک یہی جواب دے گا کہ ''چپ اور میموری کی جیبی و اسپیس کی صلاحیت کے اندر اندر ہی میٹر رکھنا ہی ''قانون'' ہے''۔

حیرت ہے کہ دنیا کے تمام معاملات میں انسان عقل لگا کر قانون کو تو مانتا ہے اور اسی کے مطابق کام بھی کرتا ہے۔ مگر جب خود اس کی ذات کی مستقبل کے لئے مستقل بھلائی کی تجاویز اسی کے رب کی طرف سے سامنے آتی ہیں تو وہ اپنے ہی رب کے قانون فطرت سے کیوں منہ موڑ کر زبردستی اپنی ہی محدود میموری والی عقلی تجاویز و خواہشات کے لئے ضد کرتا ہے؟ کیوں یہ تسلیم نہیں کیا جا رہا ہے کہ ''مینوفیکچرنگ اور بناوٹ و تخلیقی صفات کے اندر رہنا قانون ہے''۔ ان صفات کی انسٹالنگ و اجرا بھی انسانی احوال کے جانکار یعنی قرآن و حدیث، اجماع اور قیاس کے چار متعینہ اصولوں کے جاننے والے انجینیئر س یعنی مستند و ماہر علمائے کرام و مفتیان عظام کے فتاوے سے کرنی چاہئے۔ کیوں تسلیم نہیں کیا جا رہا ہے؟ کیوں نہیں مفتیان کرام کے دیئے ہوئے شرعی فتاؤوں کی روشنی ہی میں بیدار ہونے سے سونے تک اور اٹھنے کے بعد سے پاخانہ و پیشاب سے فارغ ہو کر فریش ہونے تک، حتی کہ میاں بیوی سے ملنے تک کے اصول کو جان کر چلنا چاہئے۔ مانا جاتا ہے۔

آج یہ اعتراض کیا جا رہا ہے کہ علمائے کرام امت کی راہنمائی کے لئے سامنے نہیں آ رہے ہیں۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ اگر ہے بھی تو ہر لائن اپوزیشن بھی قانون ہے۔ دن کے لئے رات ہے۔ نور و روشنی کے کے لئے اندھیرا ہے۔ علم کے لئے جہالت ہے۔ اسی طرح اچھوں کے مقابلے میں برے بھی ہیں۔ ویسے بھی ہر چیز میں کچڑا اور برادہ نکلتا ہی۔ لیکن کوئی کسی چیز کے اندر کچڑے اور برادے نکلنے کی وجہ سے اس چیز کی درست حالت سے ہرگز منہ نہیں موڑتا ہے۔ اسی طرح انسانوں میں بھی اور انسانوں میں سے علماء کی جماعت میں بھی بوجہ اوتاروں اور صالحین، معلمین کی تعلیم کے اثرات کے اچھے اور بوجہ شیطانی وسوں کے کچھ برے لوگ ہوتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ علماء میں کوئی برے نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ برے لوگ، کمزور لوگ، بد عقل اور کم علم اور فتنہ پرور منافقین لوگ ''علما'' کی صف میں گھس جاتے ہیں۔

جیسا کہ آج بہت سے غیر مسلم فسادی برقعے اور صالحین کے لباس میں خود کو مسلمان ظاہر کر کے منافقت کرتے ہیں اور ''دین اسلام'' اور مسلمانوں کی شبیہ کو بگاڑتے اور بدنام کرتے ہیں۔ دراصل یہ شیطانی چال و جال ہے۔ اس صورت حال سے بھی الرٹ رہنا عقل و دانش کے ساتھ ساتھ دین اسلام کی بھی تعلیم ہے۔

اس لئے کسی چیز کے کسی خاص جز و اور پارٹ کی بری صورت حال اور نکتہ سے اثر لیکر اس کے کُل کو برا نہیں کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح کسی جماعت میں سے کچھ بروں، بداخلاقوں کے کلچر سے اثر لے کر اس کے تمام اچھوں کو برا ثابت نہیں کہا جا سکتا ہے۔

یہ بات ضرور ہے کہ بہت سے ذمہ دار قسم کے علماء آج خاموش ہیں۔ لیکن ان کی بھی کوئی مجبوری ہے۔ ان میں سے ایک اہم مجبوری ان کی اقلیت ہے۔ دوسری آپسی اتحاد کے بجائے اختلافات اور حسد و بغض و عناد ہے۔ تیسری عوامی سطح پر اسی وجہ سے ان کی قدر دانی میں کمی ہے۔ چوتھی یہ کہ ماحول میں چاپلوس و منافقین کا اسلامی لباس میں ہونا ہے۔ اس سبب سے ایک مسئلہ میں جتنے خیالات کے علماء ہیں۔ اتنے فتاووں کا جاری ہونا ہے۔ اسی وجہ سے غیر تو غیر اپنوں میں سے بھی بہت سارے لوگ ان کے فتاووں پر انگلی اٹھا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک ہی مسئلہ میں مختلف فتاوں کا بسا اوقات پیش آمدہ مسائل کا ملک کے کورٹ میں جانے سے حکومتی سطح پر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اور ان کا مسلمانوں کے مسائل میں اختلاف ڈال کر ان میں انتشار پیدا کرنے کے مواقع دستیاب ہو جاتے ہیں۔

جبکہ مفتیان کرام کے فتاوے ''قرآن و حدیث اور شرعی اشاروں اور دلائل سے وہ مدلل'' ہونے کے سبب مستقل شریعت اور یکساں سول کوڈ کے دفعات اور کا جز و اور حصہ بن جاتے ہیں۔ یعنی قرآن مجید ہی کا حکم ہوتا ہے۔ اس لئے مفتیوں کے فتاوے کا انکار کرنا بھی گناہ اور کفر ہے۔ اس لئے مدارس اسلامیہ سے علماء کے فتاوے کے جاری ہونے کا مطلب ان کو ہر حال میں ماننا اور جس موضوع پر وہ فتوے ہوں۔ ان میں انہیں ہر حال میں انسٹال کرنا روزہ نماز کے فرض ہونے کی طرح فرض کے فولڈر والا حکم الٰہی ہے۔

علمائے کرام اور مفتیان عظام کے قلم و فتاوے کی اس حیثیت کی بناء پر اسلامی نظام کو اجراء و انسٹال کرنا علمائے حق ہی کا دَین ہے۔ اسی طرح موجودہ دور میں انسانوں میں سے مسلمان نام کا جو لفظ باقی ہے۔ وہ بھی علماء ہی کا دین ہے۔ یہ علمائے عظام ہی کی جماعت ہے کہ یہ مار کھا کھا کر، گالیاں سن سن کر، در در پھر پھر کر، بے عزت ہو ہو کر بھی مدارس اسلامیہ کے جال کے نظام کو باقی رکھ رکھا ہے۔ اگر موجودہ پر آشوب اور دور بدحالیہ میں یہ لوگ جان توڑ محنت و مشقت کر کے دین اسلام اور قرآنی تعلیمات کے سسٹم کو باقی نہ رکھے ہوتے تو آج نام کے مسلمان بھی کہیں نظر نہ آتے۔ اس لئے ان نیک چہروں کے خلاف بکنے اور اعتراض کرنے والے لوگوں کو پہلے مفتی اور عالم و فاضل کا صحیح معنی و مطلب سمجھنے کی ضرورت ہے۔

اس لئے میرا سوال ہے کہ علمائے کرام جب امت کو اپنے سے قریب کرتے ہیں تو کیوں نہیں دانشوران ملت قریب ہوتے ہیں؟ لیکن بہت افسوس کا مقام ہے کہ مفتی، عالم اور فاضل کا معنی معترض لوگ اپنے تعلیمی روٹ سے پلے بڑھے چشموں سے بنا کر سمجھ رہے ہیں۔

ظاہر ہے ادارہ اور تعلیم گاہ، تہذیب اور کلچر کی اشاعت کے لئے مرکزی مقام ہے۔ پوری دنیا میں جتنی عصری تعلیم گاہیں ہیں۔ وہ سب غیروں کی دین اسلام کی تہذیب کے خلاف کلچروں سے آراستہ اور مزین تعلیم گاہیں ہیں۔ اسکولوں، کانونٹوں اور کالجوں کے قیام کا مطلب ہی ان کے مذہب و کلچر کی اشاعت اور پھیلانا ہے۔ ان اداروں کے اراکین اپنے مقصد و مراد میں محنت کر کے کامیاب و بامراد ہیں۔ ان پر کوئی حیرت کی بات نہیں۔ بلکہ قابل تعریف جدوجہد ہے کہ ان لوگوں نے اپنے مقصد و مراد میں محنت مسلم طبقہ کے دانشوران حضرات کی عقل پر قبضہ کر لی اور مسلموں کے ذریعے غیر مسلم تہذیب و کلچر کی اشاعت کروا رہے ہیں۔ اس جماعت کے لوگ دنیا میں تا قیامت اللہ تعالی سے اجازت لینے کے سبب جائز کام میں محنت کر رہے ہیں۔

لیکن حیرت اور تعجب علی التعجب مسلم اسکولس چلانے والے ذمہ دار حضرات پر ہے جو غیر اسلامی کلچر اور یونیفارم میں چلا کر اپنے رب سے دین اسلام پر چلنے کے وعدہ کرنے کے بعد وعدہ خلافی کر کے دین اسلام کے مقصد کے خلاف غیر مسلم تنظیموں کی ذہنیت، تہذیب و کلچر کو پھیلانے میں دین اسلام سے منافقت کر کے پھیلا رہے ہیں۔ ان مسلم عصری تعلیم گاہوں میں نام صرف مسلمان کا ہوتا ہے۔ مگر مکمل نظام اور سسٹم یونیفارم غیر اسلامی ہوتا ہے۔ یہ مسلم اسکولس والے جو غیر اسلامی تعلیمات وتہذیب وتمدن کو ''ایجوکیشن'' ضروری ہے'' ترغیب دے کر محض دنیاوی مفاد اور نوکری اور خوب خوب کمائی اور اچھی سے اچھی رہائش ترقی یافتہ موڈرن وہائی ائی زندگی کا خواب دیکھا کر پھیلا رہے ہیں۔ ان کا دماغ، بچپن سے غیر اسلامی تہذیب میں سیٹ ہو کر آیا ہوتا ہے۔

ظاہر ہے کہ چیز اپنے سیٹنگ وفٹنگ صورت حال سے ہی کام کرتی ہے۔ قدرت نے پاخانہ کرنے کے لئے نیچے کا حصہ سیٹ کیا ہے اور کھانے پینے کیلئے اوپر کا حصہ سیٹ کیا ہے۔ اب کوئی اپنی عقل سے اس قدرتی سیٹنگ وفٹنگ کے استعمال میں چاہے کہ انسان اوپر سے پاخانہ و پیشاب کرے اور نیچے سے کھائے پیئے تو یقیناً غیر قانونی عمل کے لئے بے جا ضد ہے۔ اسی طرح قدرت کی بناوٹ کے بالکل برعکس اور مدمقابل یہ عمل ہے۔

ٹھیک اسی طرح دین اسلام اور اس کے خلاف مذاہب میں اپوزیشن کی آگ اور پانی کی طرح مخالفت والی نسبت وصورت ہے۔ دنیا میں جتنے فسادی لوگ ہیں۔ سبھوں کا یہی حال ہے۔ دنیاوی نظام تعلیم محض دنیا کی رہائیشی اور مستی والی خوش حال زندگی کے نظام وسسٹم تک کے لئے محدود ہے۔ اس سسٹم میں قوانین اور ضابطے انسانوں کے بنائے ہوئے محدود ہیں۔ اسی سبب سے یہ اپنی عقل اور زمانہ کی ضرورت کے تحت ایک وقت میں ایک قانون بناتا ہے اور دوسرے وقت میں اپنے ہی بنائے ہوئے قانون کو اَن فٹ اور اَن سیٹنگ موڈ میں سمجھ کر پھر دوسرا قانون وضع کرتا ہے۔ اس کا سلسلہ مستقل چل رہا ہے۔ اس کے مرنے تک قانون بنتا اور اَن فت ہوتا ہی رہے گا۔

اس کے برخلاف دین اسلام کا جو سسٹم ہے۔ وہ یکساں سول کوڈ اور دائمی سسٹم ونظام ہے۔'' لَا تبـــديـــل لـكـلـمات الله '' یعنی رب کائنات کے پیش کردہ اس نظام وسسٹم میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ ایک بار جو بن کر لاگو ہو گیا۔ بس ہو گیا۔ اسی قانون کے تحت ساری کائنات کا نظام چل رہا ہے۔ اسی میں ایک سرکل انسانی زندگی کا بھی جاری وساری ہے۔

اس لئے اس کائنات کے اندر انسانی کے لئے سکون والی زندگی کا سسٹم بھی اس کائنات کے بنانے والے اصلی رب کی طرف سے پیش کردہ سسٹم وقانون کو فالو کرنے ہی میں ہے۔

یہ علمائے دین رب تعالی کے اسی دائمی اور یکساں سول کوڈ سسٹم کو ایسے دہریت پسندانہ سوچویشن میں مدارس کا جال بچھا کر بھوکے، پیاسے اردو کے لفظ ''چندہ'' کے نام سے اللہ کے نظام وسسٹم کی اشاعت وبقا کی خاطر مالداروں کے در پر ٹھوکریں کھاتے ہیں تو خود ان کو مجبور، لاچار اور ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ مگر انہی مولویوں کی محنت کے نتیجے میں آج غیروں کو اسلامی نظام کے قیام سے خوف لگا ہوا ہے۔

مسلم ایجوکیٹیڈ خود غیر اسلامی تہذیب پھیلا رہے ہیں:

آج مسلم دانشوران دین اسلام کی اشاعت کے مقصد کے خلاف جو غیر مسلموں کے عین مقصد ومراد کی تہذیب وکلچر کو پھیلانے میں مدد کرتے ہوئے انہی کی تہذیب ورہائشی صورت حال سے اسکول چلا رہے ہیں۔ ان کا مقصد محض دنیاوی اچھی زندگی کی لالچ ہے۔ جبکہ آج حقیقتاً ان مسلمانوں کا عموماً وہ خواب بھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ غیر مسلموں کی تہذیب وکلچر کو بخوشی پھیلا کر اپنی ذات اور پوری مسلم سماج وملت اور دین اسلام کی تہذیب کو مٹا رہے ہیں۔ اپنے اسکولوں اور اداروں میں ہیروئن کی نقل میں طلبہ وطالبات کا بھری مجلس میں اسٹیج پر اسلامی تعلیمات وتہذیب کے خلاف رات میں بدن کے خصوصاً طالبات کے پردہ والے جسمانی پارٹس نظر آنے والے بے حیا لباس زیب تن کروا کر گویا کہ ننگا ناچ کروایا جاتا ہے۔ ڈینس، بینڈ باجے بجائے جاتے ہیں اور ''ہو۔ ہو۔ ہاہا'' کے لعنت والے پروگرامس کروائے جاتے ہیں اور اسکو اسکول کی تہذیب وتمدن قرار دیا جارہا ہے۔ کیا یہ لعنتی پروگرام اور غیر اسلامی تہذیب کی ابن آدم کے شیطان قابیلی گروہ کی دنیاوی عیش ومستی والی زندگی کی تربیت نہیں ہے؟ کیا یہ اسلام دین کے مقصد کے خلاف کام نہیں کیا جارہا ہے۔ یقیناً دین اسلام کا دیوالہ اور پوسٹ مارٹم اپنے ہاتھوں سے ہی کیا جارہا ہے۔ غیر مسلم اداروں والے یقیناً قابل تعریف ہیں کہ انہوں نے اپنی حد سے باہر مسلمانوں کے گھروں میں اپنی جدت ونظام وسسٹم اور کلچر کو داخل کردی اور انہی سے اپنے کلچروں کی اشاعت بھی کروا رہے ہیں۔ جس کا مسلم اسکولس چلانے والے ہیچ اِیموں اور ذمہ داران لوگوں کو احساس تک نہیں ہے۔

حالانکہ یہ لوگ بھی چندہ ہی کرتے ہیں۔ مگر ان کا مہذّ نام ''ڈونیشن'' ہوتا ہے۔ جس کے تلفظ میں کوئی ذہنی تناؤ اور دماغ میں خرابی نہیں آتی ہے۔ اسکولس والے چندہ کرنے کا انگلش نام ''ڈونیشن'' اور اسکالرشیپ کے نام پر باہر سے مالدار طبقوں سے بھی رقم اینٹھتے ہیں اور اندر سے اسٹوڈینس سے بھی فیس کے نام پر بھاری رقموں کی ڈکیتی کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان قوم کے غریب لوگ بھی اسے عیب نہیں سمجھتے ہیں۔ بلکہ معصوموں، غریبوں، بے واؤں، بیڑی بنا کر محنت سے لوگ کما کما کر اپنے بچے بچیوں کی بے حیائی والی غیر اسلامی تعلیمات پر خرچ کر کے خود سے اپنی نسل کو اسلام دین کی تعلیمات، اخلاق الٰہی کے سسٹم، حجاب وشرم وحیا کو قتل وغارت کرتے ہوئے دوسرے کے دین کو پھیلا رہے ہیں اور لوگ شوق سے اپنی محنت کی کمائی کو سوٹ، بوٹ، غیر اسلامی یونیفارم، اسکاٹس، بے حجابی کے لباس، لڑکیوں

کے سینے کے ابھار مکمل ظاہر ہونے والے بے حیا یونیفارم، نیچے گھٹنوں سے اوپر کل پیر کھلے ہوئے کپڑوں کا انتظام ہم خود اپنے پیسوں سے کر کے بچے اور بچیوں کی مخلوط تعلیم گاہ میں بھیج کر ہم بہترین تہذیب وتمدن کو ڈھونڈ رہے ہیں۔

بتلایئے! یہ ٹو/۲ رجیبی میموری اور اسپیس میں فور/۴ رجیبی کی چیز کو غیر قانونی طور پر زبردستی رکھنے والا کام، اسی طرح ایک گلاس پانی میں زبردستی دو گلاس پانی کی مقدار کو رکھنے کے لئے ناممکن کوشش کرنی ہے یا نہیں؟ یہ روٹ اور منزل کے خلاف سفر کر کے منزل پر نہ پہنچنے کے بعد فضول چلانے والا فضول کام ہے یا نہیں؟ مجھے کوئی پاگل یہ بتادے کہ دلی جانے والے روٹ کی سواری پر سوار ہو کر کیا کوئی بنگال اور بنگلور پہنچ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اگر یہ حقیقت ہے اور یقیناً حقیقت ہے تو پھر اسکولوں کی تہذیب وکلچر میں فٹ کی ہوئی تعلیمی عقل وکلچر والے مسلمان نام ہی کے مسلمان ہوسکتا ہے۔ کام کے تو نہیں ہوسکتا ہے۔ ایسے لوگ پندرہ بیس سالوں تک غیر اسلامی تہذیب وتمدن کو اپنی مسلم عقل کی محدود میموری میں غیر اسلامی لباس، رہائش، زبان، کھان وپان کی تعلیم کے بعد ایک گھنٹہ اور ایک سکنڈ میں مدارس اور علمائے کرام کی حقیقت اور دین اسلام کی حیثیت وکلچر کو جاننے کی کوشش کرنے لگے تو یہ سورج کو ہاتھ میں رکھ دو ضد کرنے کی طرح فضول خیال ہے۔

میں اسکولوں کی تعلیم کے خلاف نہیں ہیں اور کیوں خلاف رہوں؟ جبکہ اسلام کا حکم حال کا علم حاصل کرنے کے لئے بھی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے قیدیوں میں غیر اسلامی تعلیم کے جانکار قیدیوں سے ان کی زبان کو مسلم بچوں کو سکھانے کا کام بطور سزا کے مقرر کی تھی۔ اس لئے ہر زمانہ کے حالیہ نظام وسسٹم کو سیکھنا، سکھانا فرض ہے۔ انبیائے کرام کا اتنی کثیر تعداد میں بعثت بھی اسی کے پیش نظر تھا۔ پھر حال کی تعلیم کے خلاف میں فتوی دینا کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ بلکہ حال کا ہر ہر علم بھی حاصل کرنا فرض ہے۔ مگر لبادہ اور کھال اور تہذیب دین اسلام کا ہونا چاہئے۔

اس غرض کی تکمیل کے لئے تمام مسلمانوں کو یا تو خود قرآن مجید کا مکمل جانکار اور ماہر بننا چاہئے یا قرآن کے ماہرین علمائے کرام اور مفتیان عظام کی حضرت علیؓ کے قول ''جس شخص نے مجھے ایک حرف بھی پڑھا دیا میں اس کا غلام ہوں۔ چاہے وہ مجھے فروخت کردے یا غلام بنادے'' کی روشنی میں، تمام امت کے لئے درجۂ استاذ میں ہونے کے سبب علما ومفتیان کرام کا مکمل تابعدار ہو جانا چاہئے اور اپنی عقل کا گھوڑا دوڑانا چھوڑ دینا چاہئے۔

قرآن مجید نے تو سورۂ نساء/دفعہ/۵۹/میں فرمایا ہے''یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُو الرَّسُولَ وَاُولِی الاَمرِ مِنکُم فَاِنْ تَنٰزَعتُم فِی شَیءٍ فَرُدُّوہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُولِ اِنْ کُنتُم تُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ وَالیَومِ الاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیرٌ وَاَحسَنُ تَأوِیلًا ہ ترجمہ: کہ! **اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول ﷺ کی بھی اطاعت کرو اور تم میں سے جو لوگ صاحب اِختیار ہیں۔ اُن کی بھی۔ پھر اگر تمہارے دَرمیان کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اگر واقعی تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اُسے اللہ اور رسول ﷺ کے حوالے کر دو۔ یہی طریقہ بہترین ہے اور اس کا انجام بھی سب سے بہتر ہے۔**

حضرت شیخ الحدیث شیخ زکریاؒ نے اپنی کتاب ''اسلامی سیاست/ص:۴۸/پر تعلیم المتعلم علامہ زرنوجی کے حوالہ

سے لکھتے ہیں کہ جس شخص نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ احترام کی وجہ سے کیا ہے اور جو گرا ہے وہ بے حرمتی کرنے سے گرا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آدمی گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا ہے لیکن دین کے کسی جز کی بے حرمتی کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔

اس لئے بجائے علمائے کرام کے خلاف بکنے کے اور ان پر اعتراض کرنے کے ان کے فتاووں اور مشوروں کے مطابق عمل کر کے اپنی دنیوی تعلیمات کو بھی دین بنا کر استعمال کریں۔اسی مقصد کے لئے رب تعالی نے اپنے قوانین پر عمل کرنے کے لئے ترغیب دی ہیں۔جنہیں زبردستی بوجہ انسان کے خود مختار اور آزاد ہونے اور باعقل وباشعور ہونے کے تھوپا نہیں ہے۔لیکن آخر انسانی عقل کس کام کی ہیں؟عقل کی فطری بناوٹ بھی تو راہ حق اور صحیح اصول کے عین مطابق ہے؟ اللہ تعالی نے انسان کو خود مختار تو اس کی عقل سلیم ہی کی وجہ سے بنایا ہے نا!

اس لئے عقل سلیم کا تقاضا ہے کہ اس قانون فطرت کو لوگ اپنی زندگی میں مکمل انسٹال کریں اور اس قانون کی انسٹالنگ کے ماہرین اور انجینیئر علمائے دین شرع متین اور مفتیان کرام ماہرین قرآن کی نبیوں والی جماعت ہیں۔اس لئے ان پر اعراض کرنے اور سوال اٹھانے کے بجائے ان کی راہنمائی حاصل کر کے دین اسلام کی تعلیمات وکلچر کو اپنی زندگی میں انسٹال کریں۔

لیکن تعجب ہے کہ:

آج لوگ علمائے دین ااور اپنے دینا سلام دونوں سے مکمل منہ موڑ کر خود سے غیر اسلامی تہذیب میں انسٹال ہو گئے ہیں۔اسی طرح بہت سے بے دین اور بے حیا و منافقین لوگ علمائے دین کی صف ولباس میں گھس کر علمائے حق کی بدنامی سبب بنے بیٹھے ہیں۔دین اسلام کے جس کرسی پر ایک قابل اور بے باک اور ہر پیش آمدہ مسائل و معامات وحالات میں صحیح دین اسلام کی حقیقت اور پروف پیش کرنے والی شخصیت کا ہو ناضروری تھا۔اس پر اُلّو قسم کے ایک خاص جماعت کے حب جاہ وحب مال والی ڈھونگی شخصیت قبضہ کئے براجمان ہیں۔جو بروقت دین اسلام کے پرچم کی بلندی کرنے کے بجائے سرنگوں کرنے والی حرکتیں کر رہے ہیں۔ان کا بیان یا تو چاپلوس والا شائع ہوتا ہے۔یا پھر سب کچھ بگڑ جاتا ہے۔تب عہدہ کی لاج وشرم سے سامنے آتا ہے۔حالانکہ ایسے ذمہ دار قسم کے لوگوں کو حضرت عمر فاروقؓ جیسی بہادری ودلیری کے ساتھ نت نئے پیش آمدہ مسائل ومعاملات کا مقابلہ کرنے کے لئے رہبری کے لئے فوراً سامنے آنا چاہئے۔

جبکہ یہی لوگ بلکہ ہر انسان اپنے مفاد و مراد اور خواہشات دنیویہ کے حصول میں خدا کی دی ہوئی اپنی پوری عقل اور قانون دونوں کو استعمال کرتے ہیں۔ان میں سے ایجوکیٹیڈ خصوصا وکیل لوگ تو اپنے مفاد کے معاملے اور کیسیس میں قانون کی تعلیم دونوں ذرائع سے خوب خوب جانچ پڑتال کرتے ہیں۔مگر فطرت کی طرف سے دیئے گئے ہدایات کو اور ڈیسپلین کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔وہ اپنے خالق کے اصلی قانون اور اپنے علم کے مطابق عمل اور فیصلے کرنے کے وعدہ کو دنیا کے وزیر اور دوستوں کے غیر قانونی دباؤ میں اپنے چندروزہ مفاد کو ترجیح دیتے ہوئے قانون سے ہٹ کر فیصلہ سنا کر سیکولرازم کا خون کرنے میں دریغ نہیں کر رہے ہیں۔جبکہ اس کے قانون داں ہونے کے باوجود غیر قانونی فیصلے سے خود اسی کے دائمی فوائد کو نقصان ہو رہا ہوتا ہے۔اس طرح قانون داں وکیل کا قانون سے

ہٹ کر فیصلہ کرنا اس کی تعلیم قانون کے لنک سے بالکل بے جوڑ ہونے کے باوجود یکطرفہ فیصلہ کرکے دنیا کا سب سے بڑا بے وقوفانہ عمل کررہا ہے اور دائمی تکلیف وراحت کے تعلق سے خود خالق کائنات کی طرف سے پیغمبرانہ لنک سے پیغمبرانہ سچی اور اچھی خبر پر کوئی توجہ نہیں دے رہا ہے۔

اس معاملے میں غیر مسلمین قانون داں کو کیا کہیں؟ یہاں تو اس غلطی میں اپنوں میں سے بھی بہت سے بڑے بڑے دانشوران عقلاء اور وکلاء لوگ مبتلا ہوکر جہاں دیگر معاملات وکیسیس میں غداری کررہے ہیں۔وہیں موجودہ پیش آمدہ عورت کے پردہ وحجاب کے مسئلہ کے تعلق سے بھی ۲/۴ جی بی کی چپ میں ۴جیبی کی چیز کو رکھنے کی مثل اپنی رائے پیش کررہے ہیں۔ان عقلاء کی رائیں ایسی ہیں۔جیسا کہ کوئی فطری کی تخلیق شدہ چیز ''آگ'' کے جلن کی فطری صفت پر رائے دینے کے لئے بیٹھ جائے اور اپنی اپنی محدود جیبی والی عقلوں سے کوئی کہے کہ ''آگ'' یقیناً جلا دیتی ہے۔کوئی کہے ''ارے نہیں بھائی! وہ بس تھوڑا جلاتی ہے۔'' کوئی رائے دے کہ ''بس وہ آدھا جلاتی ہے اور آدھا محفوظ رکھتی ہے۔'' وغیرہ وغیرہ تو بتلایئے! ان رائے دینے والوں کو دنیا عقل مند کہے گی یا کہ پاگل اور دیوانہ! یہ علم صحیح اور قانون کی تعلیم کے وعدہ کے مطابق عمل ہے یا آسمان کو زمین سے ملا دینے والا یا سورج کو اس کی روشنی الگ کرنے کیے لئے سے غیر قانونی عمل ہے۔

یقیناً ان لوگوں کا یہ عمل جس طرح سورج سے روشنی کو ہمیشہ کے لئے چھین لیا جائے۔آسمان کو زمین سے دو چادروں کے ایک ساتھ ملا دینے کی طرح ملانے والی فضول کوشش ہے۔اسی طرح ۲/۴ جی بی کی چپ میں ۴جیبی کی چیز کو رکھنے کی فضول کوشش ہے اور ایک گلاس کے اسپیس میں دو گلاس پانی رکھنے کی ناکام کوشش ہے۔

اسی طرح جن لوگوں نے عورت کی ذات کے تعلق سے اپنی محدود عقل سے مختلف نظریات پیش کی ہیں۔جو حضرات خصوصاً جن وکیلوں نے جان بوجھ کر ''عورت کو حجاب اور پردہ نہیں چاہئے۔'' فیصلہ کی ہیں یا اس کے حق میں ہیں۔ظاہر ہے کہ یہ مختلف لوگوں کی مختلف میموری کے جہالت کے سبب ہیں۔پھر علم کی کمی بیشی کے سبب اختلاف رائے بھی یقینی ہے۔دنیا میں جہاں جہاں جتنے اختلافات ہیں۔

ان سبھوں میں یہی وجہ ہے۔اس وجہ سے یا تو ان مخالفین حجاب نے صحیح سے علم حاصل نہیں کی ہیں یا پھر شیطانی چنگل میں پھنس کر تعصب برت رہے ہیں جو خود ان کی ذات کے لئے بھی بربادی کا سبب ہے۔لیکن بربادی کا وقت کس نے دیکھا ہے؟ جب تلک صحت وقوت کا غرور ہوتا ہے۔تب تلک ایسے لوگ محض اپنی ذاتی قوت تعصّبانہ نظریے سے استعمال کرکے اپنے اپنے خیالات اور نظریات کسی موضوع پر پیش کرکے دادا گیری کرتے ہیں۔

عورت کے تعلق سے عالمی نظریات:

ان ذاتی نظریات پیش کرنے والوں میں مشاہیر عالم بہت سارے عقلا اور قوت نافذہ شخصیت ہیں۔جیسے سقراط نے عورت کو فتنہ وفساد کی جڑ بتاتے ہوئے انہیں ''دفلی کا درخت'' کہہ دیا کہ جو بظاہر خوبصورت ہوتی ہے۔مگر اسے چڑیا کھا جاتی ہے تو مر جاتی ہے۔افلاطون نے تمام ذلیل مردوں کو نتائج کے عالم میں ذلیل عورت کے درجے میں لا کھڑا کیا۔جس سے عورت کی ذلت مقصود ہے۔یوروپین نے عورت کو بس شوہر کے لئے غلام ہے کہ کرا سے محصور ومحدود کردی کہ شوہر ہی اس کا بس آقا ہے۔عورتوں کو بس شوہروں کے پاؤں دھوئیں۔گھر کی حفاظت کرے۔اگر شوہر

الگ ہو جائے تو اپنی صورت کسی کو نہ دکھائے۔ نیز کہا کہ عورت صرف اور صرف مرد کی خوشی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ نپولین کہتا ہے کہ عورت فطرتاً مرد کے لئے عطیہ ہے۔ وہ صرف بچے پیدا کرنے کے لئے ہے اور مردوں کی ملکیت ہے۔ فرانسیسی ایک شاعر کہتا ہے کہ میں فطرت یعنی قدرت اور اللہ سے اس لئے ناراض ہوں کہ اس نے ایک کمینے جانور عورت کو کیوں پیدا کر دی۔ جو نیکیاں برباد کرتی ہیں۔ جرمنی نظریہ یہ ہے کہ عورت مرد کی قید میں رہ کر بس اس کی خدمت کرے اور کچھ نہ کرے۔ رومیوں نے کہا کہ عورت حیوان نجس و مکمل ناپاک ہے۔ جو روح سے خالی ہے۔ یہی نظریہ امریکی افریقی اور آسٹریلوی بعض قبائل کے بھی ہیں۔

ڈاکٹر اسپیسر نگ کی تحقیق کے مطابق ۵۰۰ء میں عورت ذلیل ذات ہے۔ اس لئے ایک ٹرسٹ بنا کر نوے لاکھ عورتوں کو جلا دی گئیں۔ یونانی کہتا ہے کہ آگ سے جلنے اور سانپ کے ڈسنے کا علاج تو ہے مگر عورت کے شرارت کا حل نہیں ہے۔ ایرانی کہتا ہے کہ بیوی اور بہن میں کوئی ہی فرق نہیں۔ ایک عورت کئی بھائیوں کی بیوی بن سکتی ہے۔ شمالی ہند کے پانچ پانڈو بھائیوں کی آخر ایک ہی عورت درو پدی بیوی تو تھی ہی۔ جس نے اس ناپاک نظریے کو ثابت کر دی۔ عرب کہتے ہیں کہ عورت ہمارے لئے شیطان ہیں۔ انہیں مردوں کو بگاڑنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک عربی شاعر کہتا ہے کہ عورتیں ص خوشبودار پھول ہیں۔ بس انہیں صرف سونگھنا چاہئے۔ قدیم زمانہ میں شوہر کے مر جانے کے بعد جو اس عورت کے سر پر ہاتھ رکھ دیتا۔ اس کی بیوی بن جاتی تھی۔ خواہ بیٹا ہو یا کہ بھائی یا کہ چچا و سسرے جی۔ ویدوں میں عورت کو وید پڑھنے کے لائق ہی نہیں سمجھا گیا ہے۔ بھارتی سنسکرتی مؤلفہ پر تیبھا گوئل کے مؤلف نے اپنا نظریہ تلسی داس کا پیش کرتے ہوئے کہا کہ:

ڈھور گنوار شودر پشو ناری

یہ سب ڈنڈ ے کے ادھیکاری

مطلب یہ کہ ڈھور، گنوار عورت سب کے سب بس مار کھانے کے لائق مخلوق ہیں۔ نیز کہا کہ عورت ہونا بس ذلیل ہونے کی دلیل ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ سب خیالات صرف اور صرف اس دنیا کے بناوالے اور اصل مینوفیکچرنگ قوانین پیش کرنے والی ذات کے حکم ''اقرا'' یعنی پڑھو۔ تحقیق کرو اور حقانیت کی بنیاد تک پہنچ کر ریسرچ کر کے چلنے کے زرّیں اصول اور حکم سے ہٹ کر اپنے من موجی محدود عقل اور ناقص وفطری میموری پر پر بھروسہ کرنیکی وجہ سے سامنے آگئے ہیں۔

کاش کہ لوگ اس دنیا کے نظام وسسٹم کی اصلی سیڈی اور قانونی کتاب ''قرآن مجید'' کے دفعات کو حکم الٰہی ''اقرا'' یعنی پڑھو۔ تحقیق کرو اور حقانیت کی بنیاد تک پہنچ کر نفع ونقصان کو جان کر دونوں سے فائدہ حاصل کرنے کے طریق ربانی اور قانون صحیح کو مفتیان کرام کے فتاووں سے معلوم کر کے ہی چلتے اور عمل کرتے تو کیا ہی بہتر ہوتا! اسی بہتری کے لئے قدرت نے قرآن مجید بھیجا۔ اس کو سمجھانے کے لئے اوتار اور انبیاء کرام کو مبعوث کیا۔ پھر ان کے بعد یکے بعد دیگرے صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اور علمائے کرام و مفتیان عظام کی سچی جماعت پیدا کی۔

عورت کا درجہ اسلام دین میں:

اللہ تعالی نے اس سچے چینل اور سلسلے کے ذریعے باطل اور محدو نظریات کے برخلاف دنیا کی حسین ترین اور افضل ترین واشرف المخلوقات کے بارے میں دین فطرت ''اسلام دین'' کے قانونی کتاب یکساں سول کوڈ کے سورۂ مریم آیت نمبر ۲۱ رمیں اصلی وحقیقی نظریہ پیش کرتے ہوئے واضح کردی ہیں کہ ''وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡہَا وَ جَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّ رَحۡمَۃً'' کہ عورت کی تخلیق قدرت کی نشانیوں میں سے ہے۔ اس کے ذریعے اس رب نے تمہاری اس جنس سے بیویاں بنائیں۔ تاکہ تم دونوں کو آرام ملے۔ تم دونوں میں محبت پیدا کی۔ اس دین نے واضح اور معتدل علم ونظریہ پیش کی کہ عورت کوئی کھلونا نہیں ہے۔ بلکہ عورت اور مرد، دونوں ایک دوسرے کے لئے نعمت غیر مترقبہ اور لازم ملزوم ہیں۔ دونوں کے ایک دوسرے پر برابر کے حقوق وفرائض ہیں۔

پس عورت اگر شوہر کے لئے گلاب کا پھول اور خوشبو ہے تو مرد بھی اس کے سر کا تاج وسردار اعلی وحاکم ہے۔ ان دونوں سے خاندان وقبائل کی تشکیل ہوتی ہے۔ یعنی انسانی زندگی کی گاڑی کے یہ دو پہیے ہیں۔ جس طرح گاڑیوں میں ویل (چکا) اپنے اپنے سرکل میں جاری وساری رہ کر گاڑی کو گاڑی بنائے رکھتی ہیں۔ اسی طرح عورت اور مرد دونوں کے اپنے اپنے سرکل میں مخصوص کام ہیں۔ یہ دونوں اپنے اپنے سرکل اور دائرہ کے مخصوص کام اور فرائض وذمہ داری میں ورک کر کے ہی مفید ہو سکتے ہیں۔ اگر گاڑی کا ایک پہیہ (ویل) اپنے مخصوص سرکل ومحور سے نکل کر دوسرے پہیہ میں جا کر کام کرنے لگے تو یہ بالکل ناممکن ہے۔ اس طرح گاڑی چل نہیں سکتی ہے۔ بلکہ رُک کر خود کو اور اس پر سوار دونوں کو خطرہ میں ڈال دے گی۔

عورت کی ان کے سرکل میں ذمہ داریاں:

اسی طرح عورت اور مرد دونوں ایک خوشگوار زندگی کے لئے ایک دوسرے کے لئے لازم اور ملزوم ہیں۔ دونوں کے ان کے خاص سرکل اور حدود میں خاص فرائض وذمہ داریاں ہیں۔ یہ ذمہ داریاں تین قسم کی ہیں۔ ایک قسم صرف عورت کے لئے مخصوص ہے۔ جیسے بچہ پیدا کرنا۔ اس کے لئے حیض سے دو چار ہونا۔ پیدائش کے بعد بچہ کی صحیح تربیت وتعلیم وتربیت کا پہلا مدرسہ کا ہونا۔ سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ رکی روشنی آسان ترجمہ قرآن مترجم مولانا مفتی تقی عثمانی کے حاشیہ نمبر ۲۶ ر کے تحت ''عورت کا اصل مقام اس کا گھر ہونا۔ خاندان کی تعمیر کرنی اور ایسی سرگرمیوں میں حصہ نہ لینا جو اس کے اصل مقصد زندگی کے خلاف ہوں اور ان سے معاشرے کا توازن بگڑ جائے۔ اسی طرح بچہ کی پرورش کے لئے اول مرحلہ میں اپنے خون کو قدرت کے حکم سے دودھ بن جانے کے بعد پلانا۔ خانگی ذمہ داریوں کو پورا کرنا، مردوں کو عورت سے محبت اور قربت کی خاطر عورتوں میں مخصوص قدرتی پارٹس وغیرہ کا مخصوص ہونا، ان کا صنف نازک ہونا، ان کی طرف بوجہ مرد کے فطرتاً اور قدرتاً چاہت کے سبب پردہ اور حجاب میں ہی رہنا وغیرہ وغیرہ۔

مرد کی ان کے سرکل میں ذمہ داریاں:

اسی طرح دوسری قسم صرف مردوں کے لئے مخصوص ہیں۔ جیسے عورت سے بچہ ہونے کے لئے وظیفۂ زوجیت کو ادا کرنے کے لئے مردانگی صفت سے متصف ہونا۔گھر سے باہر کے امور، نان نفقہ، وغیرہ کی تکمیل وغیرہ وغیرہ۔ تیسری قسم کی ذمہ داری مشترک ہے۔ جیسے نظام وسسٹم کامل کر طے کرنا۔حصول مال وزراور حکمرانی کے لئے رائے مشورہ اور سامنے آنا۔حق کو ثابت کرنے کے لئے مناسب طریقۂ وقوانین پر عمل کرنا۔ان مخصوص ذمہ داریوں کو ان دونوں کو ان کے خاص سرکل اور حد ہی میں نبھانی ''قانون'' ہے۔

پس عورت اپنے سرکل سے نکل کر مرد کے سرکل میں جا کر کوشس کرنے لگے کہ وہ مرد سے مباشرت کر کے اس کے رحم میں نطفہ ڈالے۔ مرد کی تمام ذمہ داریاں نبھائے۔اسی طرح مرد اپنے فرائض قدرتی سے نکل کر کوشس کرنے لگے کہ وہ حاملہ ہو اور ۹ /ماہ پیٹ میں بچہ رکھ کر تکلیف اٹھا کر ولادت کے تکلیف سے گذرے۔اس کے بدن میں بچہ کو دودھ پلانے کے لئے سینہ میں ابھار ہو جائے۔ وہ پردہ نشیں لباس استعمال کرنے لگے۔نقاب اور حجاب میں رہنے لگے۔ وغیرہ وغیرہ عورت کے صفات تلے کام کرنے کی کوشس کرنے لگ جائے۔اس کے لئے احتجاج کرے تو اس طرح مرد کا عورت کے مخصوص صفات وفرائض اور عورت کا مرد کے مخصوص فرائض صفات وفرائض سے نکل کر دوسرے کے سرکل میں جا کر اپنے صفات وخصوصیات کو بدل زندگی گذارنے کو مساوات کہنا۔آزادی نام دینا، ممکن نہیں۔اس طرح عورت مرد دونوں کی گاڑی ہرگز ہرگز نہیں چل سکے گی۔

پس جو لوگ عورت کو مرد کے مقابلے میں لا کھڑا کر کے ان کے صفات اور مخصوص اِنشل کو ختم کرنے چلے ہیں اور مردوں کے شانہ بشانہ من موجی قوانین سے انہیں چلانا چاہتے ہیں۔ یقیناً وہ ظالم اور غیر قانونی عمل کرنے کے لئے کوشاں اور قدرت سے جنگ کر رہے ہیں۔

فی الحال قدرت ان کو سدھرنے کے لئے ڈھیل دے رہی ہے۔لیکن جب سدھار کا موقع اور وقت ختم ہو کر سڑان پیدا ہو جائے گا تو پھر اس وقت قدرت معاف نہیں کرے گی۔اس لئے بروقت جو لوگ اپنی عقل وشعور کو علم صحیح سے جوڑ کر اقراء کے حکم کے مطابق ریسرچ کر کے صحیح سرکل کے قوانین پر نہ چل کر ایک دوسرے کے فرائض میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے اور عورت کو مرد کے مساوات وبرابری میں بحیثیت انسان ہونے کے لانے کے لئے اچھل کود رہے ہیں۔انہیں سدھر جانا چاہئے۔ ورنہ انہیں احتجاج ومخالفت کرنے سے پہلے چاہئے کہ پہلے وہ خود عورت کے بچہ دینے کی صفت کو اختیار کر کے اپنی اپنی بیویوں کو کہیں کہ وہ ان سے مرد کی طرح مباشرت کر کے ان کے پیٹ میں نطفہ ڈالیں اور کم از کم ایک ایک بچہ خود اپنے پیٹ سے پیدا کریں۔

اگر یہ ممکن نہیں اور یقیناً تخلیق فطرت کی روشنی میں ہرگز ممکن نہیں۔ کیوں کہ یہ کام اس کے وظیفہ اور ذمہ داری کے سرکل میں سے نہیں ہے تو پھر اپنی محدود اور فاسد عقل چھوڑ کر اس دنیا میں اپنے پیدا کرنے والے کے اصلی اصول و قدرتی سرکل میں خود بھی رہیں اور عورتوں کو بھی اس کے خاص سرکل میں کام کرنے دیں اور چین سے جئیں اور دوسروں کو بھی جینے دیں اور ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کو آگ لگا کر فضاء کو مکدر اور خراب نہ کریں۔ انسانیت کے دماغ

سے سمجھیں کہ جو اصول قرآن مجید کے ذریعے اس دنیا کے بنانے والے نے گائڈ کی ہیں۔ اس کو فالو کریں اور جانیں کہ اس رب کا قانون عورت کے تعلق سے یہ ہے کہ:

''عورت کی اہمیت وعزت وشرافت اور حسن پردہ کے اندر ہے باہر نہیں۔ عورت مردوں کا زیور ہے۔ جس طرح زیور کو عورتیں چھپا کر اور پردہ میں رکھتی ہیں۔ اسی طرح مردوں کے لئے حکم ہے کہ وہ عورت کی ہر ممکن حفاظت کریں اور اس کے لئے اسے پردہ میں رکھیں۔ جیسے دنیاوی زیورات کی حفاظت نہ کرنے سے اسے کوئی بھی اچک لے سکتا ہے۔ اسی طرح عورت کو اگر پردہ میں نہ رکھا جائے تو اسے بھی کوئی اچک سکتا ہے اور ماحول کو مکدر کر سکتا ہے۔

آج دنیا میں عورت کو نقاب و پردے سے باہر لا کر فساد مچانے کی راہیں اور من موجی جو اصول پیش کئے جا رہے ہیں۔ عورتوں کے حجاب اتار کر انہیں بے حجاب کر کے انہیں جو ذلیل کرنے پر جو تلے ہیں۔ کاش کہ وہ جانتے کہ عورت کے نام پر ان شریروں کے گھرانے کی عورتیں بھی آخر عورت ہی ہیں۔ ان کے صفات وجسمانی اعضاء یکساں ہیں۔ اس لئے پہلے وہ اپنے گھر کی عورتوں، ماں اور بہنوں کو کپڑے اتار کر بازاروں میں ننگے پھراتے اور انہیں بغیر حجاب و بے نقاب اور ننگے دیکھ کر خوش ہوتے تو یہ عدل کا عمل ہوتا! اگر حجاب اور نقاب و پردہ سے الرجی ہے تو پھر کیا ضرورت ہے کپڑے پہننے کی۔ بس ننگے رہنے کے لئے بھی احتجاج شروع کر دیں۔

کیوں کہ بلی کو چوہے نظر نہ آنے کے باوجود اگر چوہے موجود ہوں تو بھی احساس کی قوت اسے پکڑنے کے لئے متحرک کر دیتی ہے۔ اسی طرح شیر کو آدمی یا دوسرا جانور نظر نہ بھی آئے تو بھی ان کے موجود ہونے کے صرف احساس ہونے پر گوشت کھانے کے لئے آدمی اور جانور کی تلاش میں سرگرداں ہو جاتا ہے۔ اسی طرح خود انسان کو بھی اس کی قدرتی صفت حرص اس کو کھانے، پینے اور پہننے کی چیزوں پر نظر کرتے ہی مجبور کرتی ہے کہ وہ ان چیزوں کو فوراً، اِستعمال کر کے اپنی حرص وخواہش نفس کو مٹائے۔

اسی طرح قدرت نے نسل انسانی کی بقا وجاری رہنے کی خاطر مرد اور عورت کو ایک دوسرے سے فطرتاً چاہت و محبت کی لنک کی صفت کے ساتھ پیدا کی ہیں۔ جس کا تقاضا ہوتی ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت جب ایک دوسرے کو دیکھے تو وہ ایک دوسرے سے قریب ہو کر اپنے اپنے فریضہ اور خواہش نفسانیہ کی تکمیل کرے۔ اسی سبب سے قدرت اور بنانے والے خالق نے اس صفت کی تکمیل کے لئے وقت اور جائز راستہ نکاح کا متعین کی ہیں۔ جس سے دونوں کے قدرتی صفات کی تکمیل بھی ہو جاتی ہیں اور ان دونوں کے اختلاط اور ملن سے تیسرے انسان کے وجود کا جائز اور صحیح النسل والنسب سلسلہ بھی جاری وساری ہے۔

مگر جب مرد وعورت کے آپسی ملن وقربت کے طریقہ خداوندی کو چھوڑ چھاڑ کر جب دونوں من موجی طریقہ اختیار بوجہ صفت اختیاری پر پیدا ہونے کے تو نسل مشتبہ ہوتی ہے۔ حرامی اولادوں کا وجود ہوتا ہے۔ بھگوڑے پن والا خراب ماحول بنتا ہوتا ہے۔ زنا عام ہوتی ہے۔ بدنامی اور شرمندگی ہوتی ہے۔ سماج میں بولنے اور منہ دیکھانے کے لائق نہیں ہوتے ہیں۔ لوگ اچھے طریقے سے نام نہیں لیتے ہیں۔ تھوکتے ہیں۔ غریبی اور مفلوک الحالی آتی ہے۔ ایسے بداخلاق اور تعلیمی ماحول کے اثرات کے خلاف عادات واطوار لڑکے اور لڑکیوں سے والدین کا دل کڑھتا اور پریشان

اور مغموم ہوتا ہے۔ بیزاریت ہوتی ہے۔ حساس قسم کے لوگ ان کو بدنام زمانہ اور بدمعاش خیال کر کے اپنے گھر کے بچے اور بچیوں کو ان سے ملنے پر مثل آدمؑ کے حضرت شیثؑ کے قابیل اور اس کی نسل سے ملنے پر پابندی لگانے کی وصیت کے پابندی لگاتے اور وصیت وتاکید کرتے ہیں۔ ان پر کڑی نظر رکھتے ہیں۔

ذمہ دار قسم حضرات بھی حیرت ہے!!

یہ تمام حقائق کو جانتے ہوئے بھی بہت تعجب اور حیرت ہے کہ نظام ملک کے چلانے والے ذمہ دار قسم کے احباب اسی طرح ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے لوگ خصوصاحتی کہ نظام عدالت کے ٹھیکدار ماسٹر مائنڈ وکیل لوگ بھی ناانصافی کا رویہ اختیار کرتے ہوئے باحجاب اور پردہ نشیں عورتوں سے حجاب استعمال کرنے کے لئے ''چولی کو دامن سے لنک ہے۔'' اسی طرح سو''رج کی روشنی کے ساتھ سورج کا لنک ہے'' کے حقیقی لنک کو ثابت کرنے کے لئے پروف مانگنے کی طرح پروف طلب کرتے ہیں۔ جبکہ یہ سب بالکل بدیہی اور کھلی چیز ہیں۔ ان کے لئے پروف مانگنے والوں سے یہ بھی امید وابسطہ ہوگئی ہے کہ آئندہ کل شاید ''گوں کھانا چاہئے یا نہیں'' پر بھی ڈیبیٹس کرنے لگیں گے اور پروف مانگنے لگیں گے۔ جن میں اکثریت اس گندی چیز کو نوش فرمانے کے لئے جواز کا فیصلہ صادر کر دیں گے۔

مگر سائل اور ضرورت مندوں کو بالکل دھتکار بھی نہیں دینا چاہئے۔ اس لئے میں دنیا کی سب سے عظیم اور اصلی یکساں سول کوڈ قانون سے پھر اس کے عظیم معلم طبیب حاذق حضرت محمد ﷺ کی احادیث سے ''حجاب'' دین اسلام کے فطری قانون کے ماننے والوں کے نزدیک فرضیت کے ثبوت و پروف پیش کرتا ہوں۔

نیت صاف کر کے اور تعصب کے چشمہ کو اتار کر بلکہ اسے قتل کر کے اپنی زندگی اور اپنے گھروں کی عورتوں، ماں، بہنوں کے جسمانی نازک پارٹس کی حفاظت کو سامنے رکھ کر کتاب وسنت سے میرے پیش کردہ پروفس کو بغور پڑھیں۔ فیصلہ عدالت کے صحیح قانون سے خود کریں۔

حجاب کا قرآن سے پروف:

دیکھئے! قرآن مجید میں حجاب وپردے کے تعلق سے تین طرح کے احکام مذکور ہیں۔

ایک حکم: تو خاص نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو مخاطب کر کے سورۂ احزاب کی مذکورہ آیات ۳۲، ۳۳، ۵۳ اور ۵۵ میں دیا گیا ہے۔ اسی میں دنیا کے تمام نائب رسول ﷺ یعنی علمائے کرام، ذمہ داران دین اسلام اور اس کے جاننے والے حضرات کی مستورات ہیں۔ اگر چہ یہ حکم بھی عام مسلمانوں کی مستورات کے لئے ہے۔ مگر اول مرحلہ میں نبی اور قرآن وحدیث کے ماہرین علمائے کرام کی مستورات ہیں۔ کیوں کہ دوسروں کو شرعی حکم بتلانے سے پہلے خود اپنے گھروں میں پہلے اس حکم پر عمل کرنا فرض ہے۔ ورنہ اس حکم کے پھیلانے کا اثر نہیں ہوگا۔

اسی لئے قرآن مجید میں حضور ﷺ کو حکم ہوا'' وَاَنذِر عَشِيرَتَكَ الاَقرَبِين'' کہ اے نبی ﷺ پہلے آپ اپنے قریب ترین لوگوں کو میرے احکام کو بتلائیے۔ اسی طرح کچھ قانون کسی کو بتلانے سے پہلے اس پر عمل نہ کرنے پر اللہ تعالی نے تنبیہ کی'' يَااَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَالَا تَفعَلُونَ'' کہ اے ایمان والو! جو تم خود نہیں کرتے ہو۔ اس کو دوسرے کو کیوں کرنے کے لئے کہتے ہوں؟

مطلب یہی ہے کہ جو کہو یا کرو۔ پہلے تم خود اس پر عمل کرو۔ تا کہ تمہارا وقار رہے اور تمہارے کہنے اور عمل پیش کرنے میں وزن اور اثر رہے۔ ورنہ الٹے لوگ تم سے سوالات کرنے لگیں گے اور مذاق اڑانے لگیں گے۔ اس لئے پردہ کے تعلق سے بھی جو حکم اللہ تعالی نے پیش فرمائی تو اس میں بھی عام لوگوں کو خطاب کرنے سے پہلے خاص حضورﷺ اور اس کے ذیل میں دین اسلام کے ماہرین علمائے کرام کی مستورات کو پہلے حجاب و پردہ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے حکم فرمایا۔

دوسرا حکم : سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ر بیان کیا گیا ہے۔ جس میں اہل بیت راور نائب رسول ذمہ دار قسم کے علمائے کرام کی مستورات کے ساتھ دوسری عام خواتین بھی شامل ہیں۔ ان میں یہ بتلایا گیا ہے کہ کسی بھی مسلم عورتوں کو بضرورت گھر سے باہر نکلنا پڑ جائے تو اس وقت انہیں کس طرح اور کس رویے سے نکلنا چاہئے۔

تیسرا حکم : سورۂ نور کی آیات ۲۷، ۳۱، ۵۸، ۶۰ اور ۶۱ر کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ جن میں کسی کے گھر میں جانے کی صورت میں حجاب و پردے میں کن آداب وقواعد کی پابندی کرنی چاہئے۔ اسی طرح کوئی گھر میں آئے تو گھر میں اجنبیوں اور غیر محرموں کے رہتے ہوئے کس طرح رہنا چاہئے۔

چنانچہ خاص نبی کریمﷺ کی بیویوں کو مخاطب کر کے ۳۲ر۳۳ میں تین حصوں میں اللہ تعالی نے باضابطہ تین حکم دیا۔ پہلے حصہ میں حکم دیا کہ ''یَا نِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفا ه وَقَرْنَ فِیْ بُیُوتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُولَی ه

ترجمہ: ''کہ اے نبیؐ کی بیبیوں! (تم کوئی عام بازاری فتنہ مچانے والی اور حسن کھول کر دنیا کو گندگی میں ڈالنے والی عورتوں کی طرح نہیں ہو! بلکہ تمہارا درجہ بہت بڑا ہے۔ تم بہت محترم ومعزز ہو۔ اس لئے تمہیں اپنے رب کے حکم و ذمہ داری کے تحت ہی رہنا چاہئے۔) اگر تم ڈر رکھو! تو سنو! تم دب کر اور ایسی نزاکت وحرکت وایکٹنگ کے ساتھ جس سے مردوں کا دل تمہاری طرف غیر قانونی رشتہ وتعلق قائم کرنے کے لئے مائل اور متوجہ ہو جائے۔ ہرگز بات نہ کرو کہ جس سے کوئی تمہارے لئے دل میں روگ وغلط نظر رکھنے والا سامنے والا شخص لالچ کرے اور تمہاری طرف سے دشمنی وتعصب سے قربت کرنے کی تدبیر میں نہ پڑ جائے۔

اس لئے سنو! ایسے کسی اجنبی فرد سے بحالت مجبوری بات کرنے کا موقع آجائے تو اس سے معقول (ہوشیاری اور قانون وہدایات اسلام کی روشنی میں) بات کہو اور جمی رہو اور قرار پکڑو اپنے کمروں اور گھروں میں اور نہ دکھاتی پھرو (اپنی زیب وزینت اور جسمانی اعضاو پارٹس کو) جیسا کہ پہلے جہالت کے زمانہ میں جاہلیت قدیم زمانوں میں عورتیں اپنے نازک ودلکش اعضاو پارٹس کا اظہار کرتی تھیں۔

اس کے بعد آیت نمبر ۳۳ر کے دوسرے ٹکڑے میں اللہ تعالی نے حکم دیا ''وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِیْنَ الزَّکَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا یُرِیْدُ اللَّهُ لِیُذْهِبَ عَنکُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا'' کہ پردہ کے مقامات (شرم کے چھپانے کی جگہوں) کی حفاظت کر لینے کے ساتھ ساتھ (پاکیزگی اور صحت جسمانی وروحانی

کیلئے)''نماز قائم کرو۔

اس کے بعد پھر لگے ہاتھ مال کی پاکیزگی کے لئے حکم فرمایا کہ'' مال کی زکوۃ بھی ادا کرو۔(کیوں کہ حرام اور ناپاک مال کے استعمال کرنے سے بدن میں حرام خون پیدا ہوگا۔جس کے اثر سے پھر گندگی طرف دل عمل کرنے کے لئے مائل ہو جائے گا۔اس طرح معاشرت میں پھر گندگی باقی کی باقی ہی رہ جائے گی)۔

اس کے بعد اللہ تعالی نے اپنی اطاعت کرنے کے لئے حکم دی ۔اس کے بعد اُس محسن اعظم رسول (کلکی اوتار) حضرت محمد ﷺ کی فرماں برداری کرنے کا حکم دیا کہ جنہوں نے اللہ کے حقیقی اور اصلی پیغام کو پریکٹیکلی طور پر ہمیں بتا کر پرسکون فضاء قائم کرنے کے لئے راہنمائی کی۔

نقاب وحجاب اور پردہ اسی طرح نماز ادا کرنے اور زکوۃ نکالنے کے حکم دینے کے بعد اسی آیت ۳۳؍ ہی کے تیسرے ٹکڑے میں'' إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ہ جملوں میں اللہ تعالی نے بتلایا کہ! یہ جو تمہیں چہرے پر نقاب ڈالنے اور پورے بدن کو پردہ کرنے کے لئے۔اسی طرح نماز ادا کرنے اور زکوۃ دینے کے لئے حکم دی ہیں۔ان کی وجہ'' تم سے گندگی دور کرنا اور تمہیں ہر طرح سے مکمل پاکیزگی اور نفاست والی پرسکون زندگی عطا کرنا مقصود ہے''۔

اس کے بعد اللہ تعالی نے سورۂ احزاب ہی میں اپنے کلام وآیت نمبر ۵۹؍ میں حکم دیا'' يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ہ (الآیۃ) ترجمہ: کہ اے نبیؐ! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ منہ پر نقاب ڈالا کریں۔اپنی آرائش (اور شرمیلی وچھپانے کے پارٹس کو) نہ دکھاتی اور ظاہر کرتی پھریں۔اس طرح (حجاب) میں رہنے سے (یہ فائدہ) ہوگا کہ مؤمن عورتیں شناخت کی جاسکیں گی۔پھر (غیر قانونی اور من موجی کاٹ کھانے والے انسان نما درندوں اور بھیڑیوں کی طرف سے) ستائی نہ جائیں گی۔(اس طرح امن رہے گا۔کوئی فساد اور ناگہانی تکلیف دہ واقعات پیش نہیں آئیں گے)۔

اس کے بعد اللہ تعالی نے سورۂ نور کی آیت نمبر ۵۸؍ اور ۵۹؍ میں گھروں میں عورتوں کو کس طرح رہنا چاہئے اور کن لوگوں سے پردہ کرنا چاہئے۔حکم فرمایا'' يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۵۸ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۵۹ہ۔

ترجمہ: اے ایمان والوں یعنی قرآن مجید کو فالو کر کے زندگی گذارنے کے لئے وعدہ کیا اور اسلام کا کلمہ پڑھ لیا ہے ۔وہ لوگوں) غلام ،لونڈیاں تمہاری ملکیت میں ہیں اور تم میں سے جو بچے ہیں ابھی تک بلوغ تک نہیں پہنچے ہیں۔ان کو

(تمہارے پاس آنے کے لئے نماز فجر سے پہلے اسی طرح دو پہر کے وقت میں جبکہ کپڑے اتار کر گھروں میں آزادی سے رہتے ہو۔اسی طرح نماز عشاء کے بعد کل تین اوقات میں کسی کو آنے کے لئے خاص طور سے اجازت کے لئے کہو (اور تم بھی کہیں کسی کے یہاں جاؤ تو گھر والوں سے اجازت لے کر ہی جاؤ)۔ان اوقات کے علاوہ اوقات میں کسی کے آنے یا کسی کے یہاں جانے میں کوئی تنگی اور حرج نہیں ہے۔یہ اللہ کی طرف سے خاص ہدایات ہیں۔وہ اللہ سب کچھ کا علم رکھتا ہے۔اسی لئے وہ اس نے تمہارے لئے سب کچھ ٹھیک ٹھاک سے کھول کھول کر بتلا دی ہیں اور وہی رب سب سے زیادہ جاننے والا اور حکیم ہیں (جو حکمت کی باتیں بیان کرتا ہے)۔

حجاب و پردہ کا حدیث سے پروف:

ابھی تک میں نے اسلام دین کو مان کر چلنے والی عورتوں کے لئے حکم الٰہی کی وجہ سے ''پردہ'' کرنا شرعی حکم اور فریضۃ ہے'' کا پروف اور دلیل قرآن مجید کی آیات و دفعات سے پیش کی ہے۔اب رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے بھی ''پردہ اور نقاب عورتوں کے لئے ضروری اور شرعی حکم ہے'' کے لئے پروف پیش کرتا ہوں۔

دیکھئے! دین فطرت کے ذریعے بحکم الٰہی ساری انسانیت کے طبیب حاذق حضور نبی کریم ﷺ نے تو لفظ ''عورت'' کا معنی ہی ''پردہ'' بتلاتے ہوئے حدیث بیان فرمادی۔جیسا کہ ترمذی شریف کی ایک حدیث ہے۔

حدیث ۱ے: ''حافظ ابن حجر ہیثمیؒ کی کتاب زواجر'' کے حوالہ سے خواتین کے پردے کتاب رص:۴۲ر پر لکھا ہے کہ ''اِنَّ الـمَرأۃ عَورَۃ مَستُورَۃٌ اِذَا خَرَجَت اسْتَشْرَفَھَا الشَّیطا نَ'' یعنی عورت (بذات خود) پردہ کی چیز ہے۔جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے تاک میں لگا رہتا ہے۔ایک اور حدیث میں ہے کہ ''اَلـنِّسَـآءُ حُبَـالَۃُ الشَّیطَانِ'' کہ عورتیں شیطان کی جال ہیں۔ایک اور حدیث ہے جس ذکر ہے کہ خود حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ'' ایک نامحرم جوان مرد اور جوان عورت کو ایک جگہ دیکھا۔پس مجھ کو ان دونوں پر شیطان کا قوی اندیشہ ہوا کہ وہ ضرور اس موقع سے فائدہ اٹھائیگا۔یعنی دونوں کے چال چلن بگاڑ دے گا اور عورت کی عزت کو خاک میں ملا دیگا!!!

معلوم ہوا کہ ایک مرد ایک عورت جب ایک جگہ ہوں تو یقیناً تیسرا شیطان ہوتا ہے۔جو گناہ میں ملوث کئے بغیر چین نہیں لیتا۔آج کمپنیوں میں، فیکٹریوں میں، اسکولوں میں لڑکے اور لڑکیوں کی ملن جلن و مخلوط تعلیمی نظام سے اس حدیث کے مطابق فتنہ اور سادا اور زناکاری و بدتمیزی کے سیلاب و سونامی کو کوئی روک نہیں سکتا ہے۔تقریباً ہر والدین اپنے بچے اور بچیوں کی معاشرت و رہائش سے بھگوڑے پن کا ماحول، ناجائز رشتے اور ناجائز اولادوں کا جنم عام ہوتا چلا جا رہا ہے۔آگ میں از خود ہاتھ ڈال کر جل جانے کے بعد لوگ چلا رہے ہیں کہ بھائیوں! ہاتھ جل گیا۔علاج کرواور بچاؤ۔

حدیث ۲ے: خواتین کے پردے کتاب رص:۴۳ر پر لکھا ہے کہ ''حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں تھیں۔اتنے میں ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بنام مکتومؓ آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ان سے دونوں امہات المؤمنین نے پردہ نہیں کیا۔اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان سے پردہ کیوں نہیں کرتی ہیں؟ دونوں امہات المؤمنین نے جواب میں کہا کہ یا نبی اللہ! یہ تو نابینا ہیں! تو حضور ﷺ نے فرمایا

کہ کیا تو تم بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو دیکھ نہیں رہی ہو؟ لہذا ان سے پردہ کرو۔

اس کا مطلب ہوا کہ صرف مرد ہی عورت کی طرف نہیں چاہت کرتا اور لپکتا ہے۔ بلکہ عورت بھی فطرتاً مرد کی طرف خواہشات نفسانیہ کے لئے شیطانی وسوے سے چاہت کرتی ہیں۔اس لئے فساد کا خطرہ دونوں طرف سے ہے۔اس لئے مرد و عورت دونوں میں سے کوئی بھی بینا اپنے سامنے والے نابینے سے ہر حال میں حجاب و پردے میں رہنا چاہئے۔

حدیث ۳ے: ترمذی شریف میں ہی ایک اور حدیث منقول ہے ''اِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا اسْتَعْطَرَةَ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً ''۔یعنی جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے سامنے سے گذرتی ہے۔وہ بدکار یعنی زانیہ اور حرام کام کرنے والی ہے۔

حدیث ۴ے: بخاری و مسلم کی حدیث شریف میں فرمادیا کہ: ''قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَرَأَيْتَ لَحُمْرٌ فَقَالَ لَحُمُوَ الْمَوتُ ہ

اس حدیث میں حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بتلائیے! کیا شوہر کے بھائی یعنی دِیور، جیٹھ، بے تکلف اپنی بھاوج کے پاس آجا سکتے ہیں یا نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ (تو) عورت کے حق میں ''موت'' ہیں۔یعنی جس طرح زہر کھانے سے دنیاوی موت ہو جاتی ہے۔اسی طرح دِیور جیٹھ کا بے تکلفی کے ساتھ گھر میں آنا جانا اور بھاوج کے ساتھ اکیلے میں رہنا عورت کے لئے ایمان کے لئے زہر اور آخرت کی بربادی کا ذریعہ ہے۔اسی لئے صرف باہر کے اجنبی مردوں سے نہیں بلکہ اندرون خانہ بھی ''دیور، جیٹھ، نامحرم افراد مثلاً شوہر کے چچا، تایا، ماموں، ان کے بیٹے، پھوپھی، ماموں زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، وغیرہ سبھوں سے پردہ کرنا فرض ہے۔معاشرت میں عموماً ان سبھوں سے کوئی پردہ نہیں کیا جاتا ہے۔ یہ بھی بدمعاشرتی پھیلنے اور پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ان سے بھی پردہ اور محتاط رہنا فرض ہے۔

اسی طرح وہ دوست احباب جو گھروں میں بلی کی طرح آنے جانے کی عادت بنا لیتے ہیں۔ بلا تکلف باتیں کرتے اور گھریلو ماحول میں شریک ہو جاتے ہیں۔ان سبھوں سے شریعت نے پردہ اور محتاط رہنے کے لئے حکم دی ہیں۔عورتوں کی بے پردگی اور بے پرواہی کی وجہ سے دنیا میں جو گھناؤنے انجام و حادثات رونما ہوئے ہیں۔تاریخ میں مرقوم ہیں۔جن کے پڑھنے اور سننے سے خون کے آنسو بہانا بھی کم ہے۔

اس لئے شریعت کے قانون سے حجاب کا پرو لینے دینے سے پہلے خود بلا اختلاف مذاہب انسان کی عقل ہی فتوی دیتی ہے کہ ''عورت کو دیکھتے ہی لوگ اسے بار بار دیکھنے کی حرص کرنے لگ جاتے ہیں اور حسن و جمال کی پیکر عورت جب نظر آجائے تب تو پاگل کتے کی طرح لوگ پیچھے پڑ جاتے ہیں۔اسی لئے عورت کو خوشبو لگا کر اجنبی مردوں کے سامنے سے گذرنے اور پاؤں میں جھن جھن کی آواز والے پازیب و چین تک پہن کر باہر نکلنے سے شریعت اسلامیہ نے منع کیا ہے۔تاکہ فتنہ فساد اور بدمعاشرت کی جڑ ہی کٹ کر رہ جائے۔

حتی کہ شریعت اسلامیہ نے انسداد معصیت اور پاکیزہ ماحول ومعاشرت کی تشکیل کے لئے اس عورت پر جس پر حج فرض ہو۔لیکن باپ، بھائی، سگا بھانجہ اور شوہر وغیرہ کی غیر موجودگی میں جب حج کو اکیلے جانے یا کسی اجنبی حاجی کے ساتھ سفر کرنے پر پابندی لگادی ہے تو کھلے عام جسمانی اعضاء کو بلاحجاب نکلنے اور اجنبی مردوں کے سامنے انہیں ابھار وظاہر کرکے چلنے کی کیسے اجازت مل سکتی ہے ۔

اس لئے اسلام دین کے دفعات وقوانین کو جن مرد وخواتین نے مان کر چلنے کے لئے وعدہ کرلی ہیں اور دین اسلام کے فولڈر میں جو لوگ داخل ہو چکے ہیں۔ان مرد وخواتین کو اپنے وعدہ کو پورا کرنا چاہئے اور شریعت کے مراد و مقصد کے مطابق برقعہ اور حجاب لازمی طور پر استعمال کرنا چاہئے۔

آج جو لوگ اسلام دین کے فلسفہ اور حکمت عملی اور حقیقت کو نہیں جانتے ہیں۔ان کی طرف سے جو حجاب ونقاب کے تعلق سے رکاوٹ اور ممانعت ہو رہی ہے۔اس میں جہاں ان کی عقل سلیم کی کمی ہے۔وہیں مسلم سماج کے مردوں کا اپنی مستورات وخواتین کی اکثریت کا حجاب وپردے سے باہر رہنا بھی حجاب کے خلاف آواز اٹھانے میں پروف ہے۔

علاوہ ازیں دین اسلام نے برقعہ اور حجاب کے تعلق سے واضح کردی ہیں کہ ''برقعہ کا کپڑا موٹا ہو۔جس سے بدن کے حسن کے پارٹس چھپے رہیں۔ان میں ابھار نہ ہوں۔''لیکن برقعہ اور نقاب پوش خواتین میں سے ۸۰رفیصد خواتین جو نقاب اور حجاب دین اسلام نے جس مقصد سے استعمال کرنے کے لئے حکم دیا ہے۔وہ نقاب اور حجاب بھی استعمال نہیں کررہی ہیں۔جس سے بجائے حصول مقصد کے فرار مقصد بلکہ انسداد جرائم کے بجائے کثرت جرائم ہو رہے ہیں۔

آج کل جو برقعے پہنے جاتے ہیں۔وہ برقعہ نہیں بلکہ فیشن ہے۔اس میں بھی ڈیزائنس اور دلفریب کشیدہ کاریاں، زردوزی نقش ونگار اور دلپسند وچست مردوں کے جنس پینٹ کی طرح بدن کے دوسرے کھال وچمڑے کی مانند عورتوں کے جسم سے اس طرح چپکے اور ٹائٹس وکسے ہوئے اور باریک وجھل جھل برقعے پہننے کا رواج ہو گیا ہے کہ برقعے میں بے پردگی اور بدن کے تمامی دلفریب اور دلکش پارٹس ظاہر ہی رہتے ہیں۔گویا کہ اوپر سے قدرتی چمڑے کے اوپر ایک مصنوعی چمڑے برقعہ اور حجاب کے نام سے چسپاں کرلئے جاتے ہیں۔

مگر مقولہ مشہور ہے کہ ''تو ہی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں۔''اللہ تعالی انسان کو چونکہ خودمختار بنایا ہے۔اس لئے اس عارضی چندروزہ دنیا میں جو چاہے کرے۔آزاد چھوڑ دی ہیں۔سورۂ مائدہ رآیت نمبر ۹۹ر میں خود رب تعالی نے کہہ دیا ''مَّا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ہ کہ رسول یعنی اوتار و پیغمبر (اور ان کے ماننے والے ماہرین وجانکار علمائے حق پر صرف اور صرف اللہ کا قانون بتلا دینا ہے۔باقی وہ رب سب کچھ جانتے ہیں جو تم لوگ ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو۔

پس حجاب کے تعلق سے بھی جو شرعی حکم حق ہے۔اس کو بھی اس ذات نے صنف نازک کے تقاضے کے مطابق حجاب کرنے کے لئے حکم دے دی ہیں۔اب یہ تمہارے اختیار میں ہے کہ اس حکم پر عمل کرکے حجاب لگاتے ہو یا نہیں۔تمہارے اوپر کوئی زور وز بردستی تو نہیں ہے۔مگر یقیناً رب کے حکم کی نافرمانی گناہ کا کام ہے۔انسان کے اس

اختیاری عمل کا تذکرہ سورۂ انعام/پارہ ٦/آیت ٦٦/میں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''لَسۡتُ عَلَيۡكُم بِوَكِيلٍ'' کہ اپنی مرضی سے جو چاہے کرو۔ میں (نبی/نائب رسول علمائے کرام اور مبلغین حضرات) تم پر کوئی پولس کی طرح زبردستی کرنے کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔

اسی طرح دسویں پارہ کے سورۂ یونس/کی آیت نمبر ١٠٨/میں واضح کردی ''قَدۡ جَاۤءَكُمُ الۡحَقُّ مِن رَّبِّكُمۡ فَمَنِ اهۡتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهۡتَدِي لِنَفۡسِهِ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا وَمَا أَنَا عَلَيۡكُم بِوَكِيلٍ ہ کہ ''تمہارے پاس منجانب اللہ حق قانون پیش کر دیا گیا ہے۔ اب ان کو جو فالو کرے گا وہ اپنے فائدہ کے لئے فالو کرے گا اور جو اس کو فالو نہیں کرے گا تو اس کا گناہ وہی بھگتے گا اور ہم یعنی انبیاء اور ان کے نائب لوگ تو زبردستی اس قانون پر عمل کروانے کے لئے ذمہ دار نہیں۔ بلکہ بس قانون کو بتلا کر راہ حق بتلا دینے کے ذمہ دار ہیں۔ اب تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو۔

اسی طرح تیسرے پارہ کے سورۂ آل عمران/کی آیت ٢٠/میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''فَإِنۡ حَاۤجُّوكَ فَقُلۡ أَسۡلَمۡتُ وَجۡهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الۡكِتَابَ وَالۡأُمِّيِّينَ أَأَسۡلَمۡتُمۡ فَإِنۡ أَسۡلَمُوا فَقَدِ اهۡتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوۡا فَإِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلَاغُ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالۡعِبَادِ ہ کہ قانون اصلی اسلام دین کے اندر کے حکموں کو پیش کرنے کے بعد اگر کوئی حجت اور کٹ دلیلی کرے تو تم صرف یہ جواب دے دو کہ ''میں تو اس دین کے قوانین کو مانتا اور اس پر عمل کرتا ہوں۔''

رہے وہ لوگ جو کتاب والے (ایجوکیشن اور تعلیم والے ہیں) تو ان کو بھی کتاب وایجوکیشن کے تقاضے سے دین اسلام کے ہی قوانین کو ماننا چاہئے۔ مگر اس کے باوجود وہ حق دین کے قوانین سے بھاگتے اور دور رہتے ہیں تو کہدو کہ میری ذمہ داری صرف تمہارے کان تک دین اسلام کے الٰہی پیغام کو پہنچا دینے کی ہے۔ باقی تم سمجھو اور تیرا کام سمجھے۔ تیرا میرا سب کا خالق تو سب کچھ جانتے ہیں۔

حدیث:

اسی طرح بخاری شریف میں حضرت مسعود عقبہ بن عمر و انصاریؓ سے مروی حدیث منقول ہے'' عَنۡ اَبِي مَسۡعُودٍ عقبَةَ بنِ عَمرٍو الاَنصَارِ رَضِي اللّٰهُ تَعَالٰى عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ مِمَّا أدرَكَ النَّاسُ مِنۡ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الۡأُولٰى أِذۡ لَمۡ تَسۡتَحيِ فَاصۡنَعۡ مَاشِئتَ'' کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جب تمہیں حیا ہی نہیں تو پھر جو چاہے کرو۔ یہ تمہارے ((بوجہ اختیاری صفت پر پیدا ہونے کے) اختیار میں ہے۔

اسی طرح سنن ابن ماجہ/میں حدیث نمبر ٣٠٨/میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر مذہب کے ماننے والوں کی کچھ خاص صفات وعادات ہوتی ہیں جو ان کی پہچان ہوتی ہیں۔ اسلام دین کے ماننے والوں کے لئے خاص پہچان و صفت ان کا شرم وحیا کی عادت ہے۔ وقت جب آئے گا تو وہ تم سے زبردست حساب لے گا۔ اس وقت جو چاہو کرو۔ کیوں کہ ''تو ہی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کے اس صاف صاف حکموں کے بعد بھی لوگ اس قرآن کو پڑھ کر اسی میں نکتے نکالتے ہیں۔ اس کے قانون کی بنیاد پر دین اسلام میں جو ان کی بھلائی اور حسن معاشرت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے گائڈ کیا گیا

ہے۔ان پر عمل کرنے کے بجائے جو مسلم خواتین اور مرد، ان سے لاپرواہی کر کے فضاء کو خراب کر رہے ہیں اور محض دنیاوی خواہشات و عارضی من پسندی کے سبب اسلام دین کو ماننے اور اسی کے مطابق چلنے کے لئے وعدہ کر لینے کے باوجود بے پردگی اور بلا حجاب میں رہتی ہیں۔

ایسی مسلم خواتین یاد رکھیں کہ ان کا برقعہ سے باہر رہنا اور بلا حجاب پھرنا، اسی طرح برقعہ پوش اور نقاب پوش جو عورتیں دین اسلام کے مقصد و مراد اور تاکید کے موافق برقعے اور حجاب استعمال نہیں کرتی ہیں۔وہ حجاب و برقعہ پوش ہونے کے باوجود بے پردہ رہنے کے ہی سرکل میں ہیں۔کیوں کہ پتلے اور جسمانی اعضاء نظر آنے والے چست و ٹائٹ کپڑے والے برقعے پہننا بھی حرام ہی ہے۔ان برقعوں اور نقابوں سے حجاب کا مقصد پورا نہیں ہوتا ہے۔بلکہ ان کی بناوٹی صورت حال سے مزید بھیڑیے لوگ عورتوں کے پیچھے پاگل ہو جا رہے ہیں اور معاشرت میں سکون کا معنی ومطلب غارت ہو چکی ہے۔

اس لئے شریعت نے جس مراد و مقصد سے جس طرح کے کپڑے سے نقاب اور حجاب میں رہنے کے لئے حکم فرمایا ہے۔اسی طرح کا نقاب اور برقعے استعمال کرنا فرض ہے اور وہ ہے''ڈھیلا ڈھالا اور موٹے کپڑے کے حجاب اور برقعے۔''جن سے جسمانی پارٹس کی نمائش وابھار نہ ہوں اور مکمل پردہ رہے۔

بے حجابی پر قرآن میں عذاب کا تذکرہ:

اللہ تعالی کے تمام حکموں کو سننے کے باوجود جو مسلم خواتین حجاب سے بے پرواہی کریں گی اور بے پردہ اپنے بدن کے پردہ کرنے والے حصوں اور پارٹس کو کھلا رکھ کر لالچ کرنے والے مردوں کو پھنسانے کا ماحول وصورت پیدا کریں گی اور کرتی ہیں) تو پھر اللہ تعالی نے ان مؤمن و مسلمان عورتوں کے عذاب کے لئے سورۂ احزاب کی آیت ۳۶ر کے اخیر جملہ'' وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيناً ''ہ کے ذریعے واضح طور پر اعلان کر دی ہیں کہ: ایسی نافرمان مؤمن مسلمان عورتیں اور ایسے نافرمان مرد، دونوں''کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں''۔

یعنی''جس طرح اطاعت شعار عورت و مرد کے لئے اللہ تعالی اپنے کلام'' أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيماً ہ''کے ذریعے ان کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو بھی معاف کر کے اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے اور پر سکون زندگی اور رہائش عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

اس کے برخلاف نافرمانوں کے لئے چوتھے پارہ کے سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۸ر میں اپنے کلام'' أَعتَدنَا لَهُم عَذاباً أَلِيماً ہ'' اسی طرح تیسرے پارہ میں سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۲۱ر إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ہ کہ جو لوگ اللہ کے قوانین کو نہیں مانتے ہیں اور (ان قوانین کے پیش کرنے والے) نبیوں کو قتل کر دیتے۔اسی طرح (ان کی راہ پر چلنے والے ان کے نائب) لوگوں میں سے عدل وانصاف کے الہی قوانین کو بتلانے والوں کو ناحق قتل کر دے رہے ہیں (ستا رہے ہیں اور مختلف حربوں سے ان کی مخالفت کر رہے ہیں) ایسے تمام فسادی لوگوں کو دردناک

عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔

اسی طرح سورۂ احزاب ہی کی آیت نمبر ۳۰ر کے اندر فرمایا" یٰنسآءَ النَّبِیِّ مَن یَّأْتِ مِنکُنَّ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ یُضَاعَفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ وَکَانَ ذَٰلِکَ عَلَی اللَّهِ یَسِیرًا ہ یعنی مؤمن عورتوں خصوصا نبی ﷺ (اور ان کے نائبین وذمہ داران دین اسلام علمائے کرام کے گھر کی مستورات کی کھلی بے ہودگی اور بے حجابی کے حکم کی نافرمانی کرنے کی صورت میں صرف دردناک عذاب ہی مقرر نہیں ہے۔ بلکہ عذاب بڑھا کر دوگنا کردیا جائے گا جو کہ اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

اسی طرح سورۂ احزاب کے اندر آیت نمبر ۳۴ر اور ۳۵ر میں اللہ نے اپنے حکموں اور حدود وسرکل میں رہ کر اطاعت کرتے ہوئے حجاب وپردہ اور عبادت الٰہی میں زندگی گذارنے والی عورتوں کے نتیجہ بتایا" وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلَیٰ فِی بُیُوتِکُنَّ مِنْ آیَاتِ اللَّهِ وَالْحِکْمَۃِ إِنَّ اللَّهَ کَانَ لَطِیفًا خَبِیرًا ہ إِنَّ الْمُسْلِمِینَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِینَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِینَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِینَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِینَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِینَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِینَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِینَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِینَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاکِرِینَ اللَّهَ کَثِیرًا وَالذَّاکِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَۃً وَأَجْرًا عَظِیمًا ہ کہ" اللہ کے حکم کے مطابق گھروں میں رہنے کی حکمت والی باتیں جو بتلائی گئی ہیں۔ان کو تمام عورتیں خوب یاد رکھیں اور دھیان میں رہے کہ" فرماں بردار مرد اور عورتیں، مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں، عبادت گذار مرد اور عبادت گذار عورتیں سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، دل سے (اللہ کے حکموں پر) جھکنے والے مرد اور عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں (خاص طور سے) شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی عورتیں، سبھوں کی اللہ تعالی (چھوٹی چھوٹی بھول چوک سے سرزد ہو جانے تمام والی غلطیوں کو) معاف کردیں گے اور ان کے لئے شاندار اجر عطا کریں گے۔

اسی طرح آیت اور دفعہ یعنی ایکٹ ۳۶ر میں اللہ تعالی نے مزید تنبیہ وتاکید کی" مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَۃٍ إِذَا قَضَی اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن یَکُونَ لَهُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ أَمْرِهِمْ" کہ مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں (اپنے پیدا کرنے والے کے درست حکموں کی) خلاف ورزی اور ان سے بے پرواہی اختیار کرنے کا ان کے اپنے معاملے میں (بوجہ اللہ کے حکموں کو مان کر چلنے کے وعدہ کر کے اسلام دین میں داخل ہو جانے اور وعدہ کر لینے کے) کوئی اختیار اور جواز نہیں ہے۔

اس دنیا کے بنانے والے رب کی طرف سے پیش کردہ گائڈ لائن قرآن مجید کے خلاف ادھم مچانے والے فسادی لوگوں کو ان آیات کو پیش کر کے خود رب تعالی نے دھمکی اور ڈانٹ پلائی اور خبردار کیا ہے کہ ایسے نافرمان لوگ کان کھول کر سن لیں کہ" اللہ وہ ذات ہے جو باریک سے باریک اور ہر ہر بات کی خبر رکھتی ہے۔ وہ تمہاری ہر ہر غلط اور غیر قانونی حرکتوں اور رہائشی صورتوں کو ریکارڈ کرتی ہے۔

اس طرح من مانی زندگی بس چند روزہ زندگی میں کرلو۔ یقیناً وقت مقررہ پر جیسے" بم" اپنے سیٹنگ ٹائم کے آجاتے ہی فورا پھٹتا ہے تو اچانک نقصان پہنچتا ہے۔اسی طرح تمہاری موت کا وقت بھی" کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ" ایکٹ کے تحت اپنے پنجے میں آدبوچے گی۔ پھر تو ان کے لئے بجائے راحت کے دردناک عذاب مقرر ہے۔

خصوصاً قرآن مجید کی سورۂ احزاب کی یہ آیت اور ایکٹ نمبر ۳۶ر واضح کرتا ہے کہ" اسلام دین" کو مان کر جو

لوگ مؤمن اور مسلمان کے فولڈر میں داخل ہو گئے ہیں۔ان کے اوپر اپنے وعدے کی تکمیل کرتے ہوئے اطاعت الٰہی کر کے عبادات اور خصوصا عورتوں کے حجاب کے حکم پر جس طرح قاعدۂ امر'' اَلاَمرُ لِلوُجُوب'' کی روشنی میں جیسے نماز ، روزہ/اور مالداروں کے لئے زکوۃ نکالنا اور زندگی میں کم از کم ایک بار حج کرنا فرض ہیں۔اسی طرح'' حجاب اور نقاب میں رہنا بھی فی الفور فرض ہے۔

حکم شریعت پر پہلے خود عمل کرنا فرض ہے:

امر کے اس قاعدہ سے دنیا کے آخری اوتار اور رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کے بعد تا قیامت تمام نائب رسول ﷺ یعنی علمائے کرام ، ذمہ داران دین اسلام اور اس کے جاننے والے حضرات کی مستورات حجاب کے حکم کے لئے مامور و مخصوص ہیں۔اگر چہ یہ حکم عام مسلمانوں کی مستورات کے لئے بھی ہے۔مگر اول مرحلہ میں نبی ﷺ اور قرآن وحدیث کے ماہرین علمائے کرام کی مستورات ہیں۔

کیوں کہ دوسروں کو شرعی حکم بتلانے سے پہلے خود اپنے گھروں میں پہلے اس حکم پر عمل کرنا فرض ہے۔ورنہ اس حکم کے پھیلانے کا اثر نہیں ہوگا۔اسی لئے قرآن مجید میں حضور ﷺ کو حکم ہوا'' وَ اَنذِر عَشِيرَتَكَ الاَقرَبِين''کہ اے نبی! ﷺ پہلے آپ اپنے قریب ترین لوگوں کو میرے احکام کو بتلائیے۔

اسی طرح کچھ قانون کسی کو بتلانے سے پہلے اس پر عمل نہ کرنے پر اللہ تعالی نے تنبیہ کی'' يٰاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَالَا تَفعَلُونَ'' کہ اے ایمان والو! جو تم خود نہیں کرتے ہو۔اس کو دوسرے کو کیوں کرنے کے لئے کہتے ہوں؟

مطلب یہی ہے کہ جو کہو یا کرو پہلے تم خود اس پر عمل کرو۔تا کہ تمہارا وقار رہے اور تمہارے کہنے اور عمل پیش کرنے میں وزن اور اثر رہے۔ورنہ الٹے لوگ تم سے سوالات کرنے لگیں گے اور مذاق اڑانے لگیں گے۔

اس لئے پردہ کے تعلق سے بھی جو حکم اللہ تعالی نے پیش فرمائی تو اس میں بھی عام لوگوں کو خطاب کرنے سے پہلے خاص حضور ﷺ اور اس کے ذیل میں دین اسلام کے ماہرین علمائے کرام کی مستورات کو پہلے حجاب و پردہ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے حکم فرمایا۔

اس کے برخلاف جو مؤمن مسلمان مرد اور عورتیں'' اسلام دین'' کو مان کر تمام قوانین اسلام پر عمل کرنے کے لئے وعدہ کر کے'' اسلام دین'' کے فولڈر میں داخل ہو گئے ہیں اور اللہ تعالی کی طرف سے اس دین کے ماننے والی عورتوں کو جو پردہ و حجاب اور عورتوں کے پرسکون و بےخوف زندگی گذارنے کے لئے اللہ تعالی نے احکامات دی ہیں۔

رب کائنات کے حکم کی نافرمانی پر اس کے علاوہ بھی بہت آیات سے زجر و توبیخ کی گئی ہیں۔یہاں پر مذکورہ کلام الٰہی سے بس پروف دینا مقصود ہے کہ حجاب بھی دیگر احکامات فرائض میں سے ایک اہم فریضۃ ہے۔اس حکم الٰہی کی بے پرواہی پر خود رب نے اپنے کلام کے ذریعے عذاب کا اعلان کیا ہے۔

بے حجابی پر عذاب کا حدیث میں تذکرہ :

کلام الٰہی کے ساتھ ساتھ اسکے اصلی شارح صاحب شریعت حضرت محمد ﷺ کی احادیث سے بھی سے'' خواتین کا پردہ'' کتاب/ص:۶۲/ پر لکھا ہے کہ'' جو عورتیں دنیا میں بےحجاب اور بےپردہ رہیں گی۔وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہیں گی۔مطلب یہ ہے کہ ایسی عورتیں جہنم میں جائیں گی۔اسی طرح اسی کتاب کے/ص:۶۴/ پر حضرت علیؓ

کی روایت معراج کے موقع سے آسمانی سفر میں جو بے پردہ عورتوں کو جنم میں سزائیں ہونے کا نظارہ حضورﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کروایا تھا۔

ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ''بے پردہ عورتیں جہنم میں سر کے بالوں کے ذریعے لٹکی ہوں گی۔ جن کا دماغ جہنم کی آگ کی وجہ سے پک رہا ہوگا۔ اسی طرح کے عذاب کا تذکرہ حضرت فاطمہؓ سے بھی منقول ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ نے حضورﷺ سے سوال کیا کہ عورتوں کو کن وجوہات کی بنا پر عذاب ہوگا؟ تو حضورﷺ نے فرمایا کہ ''بے پردہ عورت بے حجابی کی وجہ سے سر کے بال کے ذریعہ جہنم میں لٹکی ہوگی۔ اس کا دماغ جہنم کی آگ کی وجہ سے ہانڈی کی طرح پک رہا ہوگا۔ اسی طرح ایسی لٹکی عورتوں کے منہ میں گرم پانی ڈالا جائے گا۔ اسی طرح دونوں پیر سینے سے بندھے ہوں گے اور اس کے دونوں ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوں گے اور سانپ بچھو اس پر عذاب کے لئے مقرر ہوں گے۔ اسی طرح بعض عورتیں بے پردگی کے عذاب میں سینے کے بل لٹکی ہوگی۔ اسی طرح بعض عورتوں کے چہرے سور اور کتے کی صورت میں ہوں گے۔ ان کے منہ سے جہنم کی آگ داخل ہوگی اور پاخانہ کے راستے سے نکلتی رہے گی اور فرشتے ان کے جسم پر گرز سے ماریں گے۔

ان کے علاوہ بھی بہت سی احادیث ہیں۔ جن سے مسلم خواتین کے لئے ''پردہ فرض ہے'' ثابت ہوتا ہے اور ''حجاب یعنی پردہ'' میں نہیں رہنے والی خواتین کو سخت ترین عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔

عورت کے لئے کن اعضاء کو کھولنا جائز ہے:

اب رہا یہ سوال کہ: پردہ میں ہر وقت رہنا بھی تو مشکل ہے۔ بہت سی ضرورتیں ایسی پیش آتی ہیں۔ جہاں چہرے کھولنے پڑتے ہیں۔ گھر سے باہر جانا پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں آخر کن اعضاء کا کھلا رکھنا درست ہے۔؟

اس تعلق سے قرآن مجید کی معتبر تفسیر وشرح ''روح المعانی'' میں علامہ رُوح المعانی فرماتے ہیں کہ عورتیں بضرورت مکمل حجاب کے ساتھ رہتے ہوئے ''چہرہ، ہتھیلیاں، کلائی اور قدمین یعنی دونوں پاؤں'' کھول سکتی ہیں۔ ان پر اگر اچانک غیر مرد کی نگاہ پڑ گئی تو حرام نہیں۔

البتہ جہاں تک محتاط رہ سکتی ہیں۔ وہاں تک بر بنائے مصلحت علماء نے ان حصوں کو بھی چھپانے کے لئے مشورہ دیا ہے۔ کیوں کہ فتنہ کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ آج کل تو کچھ زیادہ ہی فتنے ہیں۔ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے۔ اس نے تو جگہ بجگہ اس تعلق سے آگ بھڑکا رکھی ہوئی ہے۔ اس لئے ہر حال میں قرآن وحدیث سے سختی کے ساتھ ''حجاب'' کے قانون پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

بے حجابی کے نتائج اور موجودہ حالات:

بے حجابی کے نتیجے میں آج کل کورٹ میں بھی زیادہ تر عورت مرد، طلاق وخلع، زنا اور لڑکے لڑکیوں سے ناجائز محبت کے ہی کیسیس زیادہ ہیں۔ جن کی وجہ سے دو خاندان، دو زندگی اور لڑکے لڑکیوں دنوں کے والدین کا جینا جہنم بن چکا ہے۔ بہت سے والدین، بہت سے لڑکے اور لڑکیاں۔ بہت سے گھرانے پردہ کے خلاف رہائش اختیار کرنے کے سبب آئے حالات کی لپیٹ میں گھٹ گھٹ کر زندگی گذار رہے ہیں۔ بے شمار لوگ پھانسی لگا کر اور کسی اور ذریعے

سے خودکشی کر کے مر جانے کو ترجیح دے کر دائمی عذاب میں از خود گرفتار ہیں۔

پھر کیا بلا ہے کہ آج حجاب کے تعلق سے اتنا فساد مچاتے ہوئے برقعہ کے خلاف احتجاج کیا جا رہا ہے اور ماحول کو مکدر کیا جا رہا ہے۔ نہایت تعجب خیز صورت حال یہ بھی ہے کہ حکومت اس مٹھی بھر شریروں کی شرارت کو روکنے میں جان بوجھ کر پہلو تہی کر رہی ہے۔ جس وزیر اعلی اور وزیر اعظم کو نظام حکمرانی کی ذمہ داری اپنے قیمتی ووٹ دے کر ملک وملت اور آپسی بھائی چارگی سے پھول کے کھلے رہنے کی طرح پر سکون طریقے سے رہنے اور جینے کے لئے باغ کے مالی کے باغیچہ اور اس کے اندر کے مختلف قسم کے پھولوں کے محافظ کی طرح ریاست کے محافظت کے لئے سمبید ھان اور پارلیہ منٹ میں بھیجا جاتا ہے۔

لیکن نہایت تعجب خیز اور افسوس کا مقام ہے کہ وہی لوگ تعصب کا ماحول برت کر یکطرفہ رویہ اختیار کر کے محض مفاد ذاتی کے احکامات زبردستی نافذ کرنے کی کوشس میں لگے، اس مقولہ کے مکمل مصداق بنے بیٹھے ہیں کہ/ع:

جس پہ تکیہ تھا وہی پتہ ہوا دینے لگا

پھر دل جھنجھوڑتا ہے۔ جس سے کف افسوس ملتے گنگنا پڑ رہا ہے کہ/ع:

پرکھ کر ووٹ کیوں نہ دی تم نے صنم
دیکھو ایوان میں اس نے توڑ دی ہے بھرم

ظاہر بات ہے اور یہ اپنی غلطی ہے کہ انتخابی عمل میں اپنے قیمتی ووٹ کو مشورہ کر کے نیک اور صالح اور معتدل ایسی شخصیت کو منتخب کر کے ایوان و پارلیمنٹ میں نہیں بھیجنے کے سبب امن وشانتی ختم ہو چکی ہے اور اختیاری صفت کو علم صحیح کی روشنی سے نہ جڑنے کے سبب سے حکمراں اس شعر کے مکمل مصداق ہیں کہ/ع:

چھپے ہیں رہزن بشکل رہبر
خبر تو عالی مقام لے لو

اب تو عملی غلطی ہو چکی ہے۔ جس طرح ہاتھ کٹ جانے سے خون بہنا اور تکلیف کا ہونا لازم ہے۔ اسی طرح اب مصیبت میں رونے دھونے، چلانے، بے صبری سے جلد بازی اور جذباتی عمل سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیوں کہ مصبت کے وقت میں بے صبری اور جلد بازی کے ساتھ جذباتی عمل کرنے سے مزید خطرات در پیش ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ایسے سوچویشن میں اس رب کی ہدایت کی روشنی میں اصلاحی عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کے ہاتھ میں تمام چیزوں کی نکیل ہے۔

حکومت کے لوگ بھی جانتے ہیں:

اس حقیقت کو قلیل مدت کے غیر قانونی طور پر سنبید ھان کو بدل کر اپنے مخصوص دھارمک قانون کو لاگو کرنے کے لئے کوشس کرنے والے رعبداری جتانے والے اور ان کی پشت پناہی سے یکطرفہ طور پر ہندو راشٹر بنانے کی غیر قانونی تحریک چلانے والے سبھی لوگ بھی جانتے ہیں کہ سب چیزوں کا نکیل اس دنیا کے بنانے والے ہی کے ہاتھ میں ہے۔ انہیں اچھی طرح پتہ ہے کہ ''چیز'' چیز کہلانے کے لئے اپنے پارٹس سے متحد ہونے کا محتاج ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز اپنا نام پانے کے لئے اپنے پارٹس واجزاء سے ہٹ کر نام پا جائے۔

مثلاً موبائل ایک چیز ہے۔اب موبائل کو موبائل کہنے کے لئے ضروری ہے کہ موبائل کے تیار ہونے کے لئے جو پارٹس اور میٹیریلس ہیں۔ وہ سب مناسب جگہوں پر آپس میں متحد ہو کر مکمل سیٹنگ اور فیٹنگ میں ہوں۔کوئی موبائل کے اسکرین کو موبائل سے الگ کر کے صرف اس پارٹ کو موبائل نہیں کہ سکتا ہے۔ بلکہ موبائل کا اسکرین ہی کہے گا۔اسی طرح موبائل کے بٹن کو الگ کر کے صرف بٹن کو موبائل نہیں کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ اسے موبائیل کا بٹن کہیں گے۔

اسی طرح ''چائے'' یا کسی بھی چیز کے پارٹس کو الگ الگ کر کے ان کے الگ الگ پارٹس کو چیز کا نام نہیں دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اس چیز کا مخصوص پارٹس کہا جاتا ہے۔''چائے'' کے میٹیریلس ''میں سے صرف ''پتی'' کو یا صرف ''پانی'' کو یا صرف ''شکر'' یا ''گڑ'' کو ''چائے'' نہیں کہا جاتا ہے۔ بلکہ یہ سب انفرادی طور پر مستقل اپنی حیثیت اور نام ''چائے کی پتی''، ''پانی'' اور ''شکر'' یا ''گڑ'' کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔مگر جب یہ سبھی چائے کے ارکان و میٹیریلس ایک جگہ متحد ہو کر آگ پر پک کر اپنی حیثیت کھو کر ایک دوسرے میں سما جاتے اور مدغم ہو جاتے ہیں۔تب جس شکل کا ظہور ہوتا ہے۔اس شکل کا نام ''چائے'' پڑتا ہے۔ یہاں پر عقل کو ایجوکیشن یہ تعلیم دیتی ہے کہ ''چائے'' کے اتحادی گروپس ''چائے کی پتی، شکر یا گڑ، پانی اور آگ'' ہیں۔ان میں سے کوئی ایک انفرادی حیثیت سے چائے نہیں بلکہ خود ایک پہچان اور ریاست ہے۔

ایسے ہی انسانی پارٹس بھی ہیں۔ یہ تمامی اعضاء اور پارٹس ''ہاتھ، پیر، آنکھ، ناک'' وغیرہ سے متحد ہو کر جو مجموعی اتحادی شکل کا ظہور ہوتا ہے وہ ''انسان'' نام پاتا ہے۔اگر انسان کے جسم سے ایک حصہ یا کسی حصہ مثلاً ''دانت'' کو باہر نکال کر کوئی کہے کہ یہ انسان ہے تو یقیناً یہ غلط ہے۔ایسا ہرگز نہیں کہ سکتے ہیں۔اگر کوئی زبردستی انسان کے جسم سے علیحدہ ہوئے حصہ ''دانت' وغیرہ کو ''انسان'' کہتا ہے تو غیر قانونی اور پاگل شخص ہے۔ ہاں یہ کہ سکتے ہیں کہ ''دانت'' انسانی جسم کا ایک اہم اور ضروری حصہ اور پارٹ ہے۔

ریاست کا قانون سیکولر ہونا چاہئے:

اگر یہ قانون آپ سمجھ گئے ہیں تو سمجھئے کہ دنیا کے اندر ہر ملک اور ریاست کا ایک نظام اور سسٹم ہے۔ یہ نظام اور سسٹم اپنے ضروری مختلف پارٹس اور اجزاء کے اتحادی گروپوں سے متحد ہو کر بنتا ہے۔اسی طرح ملک اور اس کے اندر رہنے والے تمامی انسانوں کی سہولیات کے لئے جو ویدھان سبھا سے نظام چلانے کے لئے سمبیدھان اور قانون مرتب کیا جاتا ہے۔ وہ بھی سیکولر اور ایک ملک کے تمامی ذات کے افرادوں کے لئے ان کے عقائد و خیالات اور کلچر و تہذیب کا خیال کر کے مرتب کیا جاتا ہے۔اس لئے تمام لوگوں کو اصلی رب سے استغاثہ اور فریاد کرنا مفید ثابت ہوگا۔ اس لئے ریاست کا محافظ بجائے متعصب، شیطان اور ایک ہی پھول کے خوشبو کو سونگھنے اور اسی کی حفاظت کے لئے کوشاں رہنے کے بجائے مختلف قسم کے پھول کھلے باغیچہ کے تمام پھولوں کے لئے محافظ اور کھلے دماغ کا خادم ہونا ضروری ہے۔انہیں ریاست کی تشکیل اور اس میں حکمرانی سیکولر قانون کے تحت عمل کرنا چاہئے۔تاکہ تمام افراد انسانی کو یہ محسوس ہو کہ وہ مختلف پھولوں کے مختلف خوشبوؤں کے باغیچہ میں مست اور پرسکون ماحول کے ساتھ جینے والے باغیچہ میں جی رہے ہیں۔

ہندوستان مختلف مذاہب کے پھولوں کا باغ ہے:

اس طرح کے ماحول کو بنانے کے لئے ملک کے عقلاء، دانشوران اور ایجو کیٹیڈ اور عدالت کو جاننا چاہئے کہ ہمارا ملک ''ہندوستان'' بھی ایشاء کا بلکہ پوری دنیا میں انسانی وجود کے اعتبار سے پہلا عظیم ملک ہے۔ اسی ملک کے سابق ریاست شری لنکا میں انسان کا پہلے پہل وجود ہوا تھا۔

تاریخ سے ثابت ہے جیسا کہ ہندو دھرم نامی کتاب رص:۲۳ر پر مؤلف موصوف اپنی تحقیق پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ'' یہاں بابا آدمؑ کی طوفان نوحؑ سے پہلے پہلے تکؑ دس پشتیں مستقل رہائش اختیار کیں اور نظام سلطنت قائم کرکے تمامی افراد انسانی کی خواہشات وضروریات کوفراہم کیں۔ وہ سب کے سب مسلمان اور پکے توحید پرست تھے۔ ان میں تعصب، کفر وعناد، شیطانیت دادا گیری، زبردستی کی رعبداری اور اپنے محدود عقلی خیالات کو کسی پر زبردستی تھوپنے والے بالکل نہیں تھے۔

آزادی ہند کے بعد اس بنیادی ملک کا جو نظام وسسٹم وسمبید ھان افراد انسانی کی ضروریات کی بسہولت تکمیل کی خاطر مرتب ہوا ہے جو یہاں کے گلشن وباغ کے ہر ہر پھول اور مختلف قسم ورنگ ومزاج اور کلچر وتہذیب اور ذاتوں سے متحد ہو کر ایک ملک متشکل اور ظاہر ہوا۔ اسے گنگا جمنی تہذیب کہتے ہیں۔ اس سمبید ھان اور قانون میں جمہوریت کے قانون کو مرتب کرکے ہر مذہب کی تہذیب وکلچر اور عقائد کا خیال رکھا گیا ہے۔ کیوں کہ ہندوستان مختلف مذاہب کے پھولوں کا باغ ہے۔ کوئی جس طرح باغیچہ لگاتا ہے تو صرف ایک ہی پھول نہیں لگاتا ہے۔ کیوں کہ اسے باغ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ باغ میں وہ مختلف قسم اور رنگہا رنگ کے پھول کو لگائے اور اسے ہر ادنی واعلی پھول کو اس کے مقام میں جگہ دے کر حفاظت کرے۔

ملک کے قانون کے تحت حجاب مسلمانوں کا حق ہے:

ٹھیک اسی طرح! ہمارے ملک ہندوستان کے باغیچے میں محترم جناب ڈاکٹر امبیڈکر صاحب کی راہنمائی میں مرتب کیا گیا جو''سمبید ھان'' ہے۔ وہ دنیا کے دیگر تمامی ملکوں کے قوانین ونظام سے بالکل الگ تھلگ ایک نرالا اور ملک کے اندر کے تمامی افرادوں اور کلچروں کی آزادی کے مطابق'' قانون'' ہے۔ یہاں ہندو مسلم، سکھ عیسائی اور مختلف قسم کے مذاہب کے پھول کھلے ہیں۔ اولاد آدم کے اس باغیچہ میں تمام مذاہب کے پھول مل جل کر بھائی بھائی بن کر قدیم زمانہ سے رہتے چلے آئے ہیں۔ ایک دوسرے کے کھان پان، تہذیب وکلچر میں شادی بیاہ اور خوشی وغمی کے مواقع میں ایک ددوسرے کے شریک رہے ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے۔ اس لئے یہاں کے ہر مذہب کے لئے مناسب قانونی مذہبی اور ذاتی خواہشات کے اختیار کرکے زندگی گذارنے کے لئے ڈاکٹر امبیڈکر صاحب کا مرتب کردہ جو سمبید ھان ہے۔ اس کی روشنی میں ہر مذاہب کے پھولوں اور ماننے والوں کو اس باغیچے میں مہکنے اور سبھوں کو معطر رکھنے اور رہنے کے لئے آزادی دی گئی ہے۔

ہندوستان میں خاص فرقہ کا قانون فالو نہیں کیا جاسکتا ہے:

اس لئے قانون ہند کے تحت یہاں صرف مسلمانوں کا یا صرف آرین وسناتن دھرموں کا یا صرف پادریوں کا یا

صرف سکھوں اور دیگر خاص مذہب وفرقہ کی حکمرانی اور تہذیب فالو نہیں کیا جاسکتا ہے۔ نا ہی کروایا جاسکتا ہے۔ اس دیش میں جس طرح مسلمان کسی پادری کو اپنے مذہبی انشل، لباس، تہذیب، زبان، کتابوں اور عبادات کے طریقوں اور ان کے لئے مقدس مقام چرچوں کو ختم کرنے کے لئے اسی طرح ہندوؤں کو ان کے بھگوا رنگ، دھوتی کرتا مخصوص پگڑی، کھان و پان، رومال و پٹری دار مُچھا، مندروں اور ان میں ان کے عبادات و پوجا پاٹ کے طریقوں اور مذہبی اعمال اور انشلوں کو چھوڑنے کے لئے اسی طرح سکھوں، جینیوں، بدھشٹوں کو ان کے مذہبی آزادی اور انشلوں کو ختم کرنے کے لئے نہیں کہہ سکتا ہے۔ اس کے لئے مستقل تنظیم بنا کر مکمل ختم کرنے کے لئے تحریک نہیں چلا سکتا ہے۔

اسی طرح دوسرے مذاہب جینیوں، بدھشٹوں، پادریوں، عیسائیوں، سناتن دھرموں یعنی ہندوؤں کو یہ بالکل ملک کے قانون وسمبیدھان کے ساتھ ساتھ انسان کے اصلی رب و پالن ہار کی طرف سے فطری پیدائشی آزادی کے ''اختیاری'' قانون کے تحت مسلمانوں کے کلچر، تہذیب، عبادات، ان کی عبادت گاہوں، لباس وحجاب، تعلیم گاہوں، اداروں اور مقدس کتاب ''قرآن مجید'' کی تعلیمات کے خلاف بکواس کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

بلکہ تمامی مذاہب وفرقے کے لوگوں کو اپنے اپنے مذاہب پر قائم رہ کر ان کو اپنے اپنے مذہبوں کی اشاعت و فروغ کا بھی مکمل حق ہے۔ اسی طرح انسانی خیالات اور چوائز یعنی پسند پر بھی کسی کو ملکی قانون کے کے ساتھ ساتھ فطری اور اصل رب کے قانون کے تحت بھی رائی کے دانہ کے برابر بھی مخالفت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس لئے ہر مذہب کے ہر ہر افراد کو اس کی مرضی کا کھانا، پینا، پہننا، اوڑھنا، بچھونا، رہائش، طریقہ عبادات، ان کے مقام مقدس، تہذیب پر رہنے کی مکمل آزادی ہے۔ خاص طور سے ملک ہندوستان وہ باغیچہ ہے۔ جس میں کھلے مختلف پھولوں یعنی مذہبوں میں سے کسی بھی پھول یعنی مذہب کو جو باشندہ بھی اپنی قدرتی آزادی سے بلوغت کے بعد اختیار کرنا چاہے اس پر بھی روک لگانے کا کسی کو کوئی حق کسی بھی زاویے سے نہیں ہے۔ یہ چیز کے متشکل اور شوہونے کے قانونِ اتحاد کے بھی خلاف ہے۔ اس طرح کوئی عمارت تعمیر ہرگز نہیں ہوتی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ کوئی عمارت کی تعمیری کام کے میٹیریلس میں سے تمامی میٹیریلس کے خلاف ہو کر بس صرف لوہے یا صرف سیمنٹ یا صرف ریت وغیرہ سے محل تعمیر کرنے کے لئے تحریک شروع کردے۔

جو کوئی اس کے لئے شرارت کرتا ہے۔ وہ پاگل کتے کے کاٹے ہوئے دماغ کی طرح شرارت کر کے ماحول اور فضاء کر برباد کرنے اور امن وآشتی کو ختم کرنے کی کوشش میں ہے۔ ایسا ہرگز ممکن نہیں ہے۔ اس سے ملک کی سالمیت، اقتصادی حالات خراب ہو کر دنیا کے دیگر ممالک کے مقابلے میں ہندوستان ٹکڑیوں یعنی پارٹس میں تقسیم ہو کر اس کا مخصوص تشخص وتشکل اور اتحادی حیثیت بگڑ کر کالعدم ہوجائے گا۔

آج مخصوص طبقہ میں سے مٹھی بھر لوگ ہندوستان کو یکطرفہ مذہبی رنگ میں رنگ کر ایک خاص فرقہ ومذہب کے دیش بنانے کی تگ ودو میں برسرعام متحرک ہیں اور اس کے لئے کبھی قرآن، کبھی مساجد، کبھی مدارس، کبھی اذان و نماز، کبھی مسلم افرادوں کے مخصوص کپڑے ''حجاب وبرقعے، کبھی گاؤکشی، کبھی طلاق وخلع، عائلی مسائل وغیرہ کے

بالکل خاص تشخص وانشلوں والے مسائل کو چھیڑ چھاڑ کر ماحول کو خراب کر رہے ہیں اور اس باغ ہند کے سکون و بھائی چارگی کی فضاء میں آگ لگا کر جلا رہے ہیں۔آج یہ خاص انشلوں میں مداخلت کر کے مسلمانوں اور دیگر کمزور جماعتوں کے گھروں میں گھس کر زبردستی اپنے من کا حکم لاگو کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔کل کے دن یہ ہوا، پانی، آگ، مٹی، سورج کی روشنی، چاند کی ٹھنڈک، بارش کے بارے میں بھی اپنا ناجائز حکم لاگو کرنا شروع کر دیں گے کہ یہ سب بھی میرے حکم کے تابع ہیں۔ان سے کوئی مسلمان فائدہ حاصل نہ کریں یا کریں تو ان کی کرنٹ و پانی کی طرح بل ادا کریں۔

بھلا بتایئے! یہ ظلم وزبردستی اور فرعونیت کی ناجائز حکمرانی کی تحریک چلانی ہے یا نہیں؟ کیا اس کو سمبید ھان کے قانون کے مطابق کہا جائے گا؟ یقیناً خود ان متحرک لوگوں کی عقل بھی تنہائی میں غور وفکر کرنے پر کبھی ان حرکتوں اور سازشوں کے لئے جواز کا فتویٰ نہیں دیں گے۔لیکن پھر بھی ان حرکتوں کو بروئے عمل لا کر فضا ءاور ماحول کو خراب کیا جا رہا ہے۔

ایسے پر آشوب ماحول میں اس ملک کے خیر خواہان اور دانشوران و قانون داں حضرات کو اپنے ملک کے تشخص کو برقرار رکھنے اور جیو اور جینے دو کے اصول کو عام کرنا چاہئے اور جس مواقع سے جو تعصّبانہ ماحول پیش آئے اسے یکلخت ختم کرنے کے لئے چاپلوسی کے فولڈر سے ڈفلی بجانے کے بجائے منڈیا ضلع کے ایک کالج کی طالبہ مسکان بن محمد حسین خان جیسی بہادری کو اپنانا چاہئے اور متحد ہو کر ملک کے قانون اور سمبید ھان کے احترام نہ کرنے والوں کو منہ توڑ جواب دینا چاہئے۔ان کی ہر کوشش کو ناکام بنانے کے لئے بزدلانہ صفت اور خوف و ہراس کے ماحول کو چھوڑ چھاڑ کر قانونی اور حالیہ ضرورت کے مطابق دفاع کرنے کے لئے سامنے آ کر اس باغیچۂ آدمؑ کے تمام کلیوں اور پھولوں کی حفاظت کرنی چاہئے۔

آج جو کرناٹکا کے کالجوں میں پردہ اور حجاب ونقاب کے خلاف آوازیں اٹھی ہوئی ہیں۔اس ناجائز آواز کو ختم کر کے دانشوران قوم اور اسکولس کے ذمہ داران اور اساتذۃ و ٹیچرس حضرات کو اپنے ادارے اور ایجوکیشن و تعلیم کے تقاضا و مراد کے تحت تعلیم دینی چاہئے اور اعلان کرنا چاہئے کہ تعلیم ہی اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ ''عورت کی حفاظت پردے میں ہی ہے۔''

''حجاب ونقاب'' سے جن لوگوں کو الرجک ہے۔وہ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ ''عورت کی حفاظت'' پردہ اور حجاب'' میں ہے۔مگر پھر بھی یکطرفہ نظریہ محض اپنی چند روزہ دادا گیری کی خاطر رکھتے ہوئے جان بوجھ کر مسلم عورتوں سے تعصب کرتے ہوئے حجاب و پردہ کی مخالفت کرتے ہیں۔

ایجوکیشنل ڈپارٹ منٹ اور صحافیوں پر حیرت ہے!!

ان غیر قانونی ایک خاص مذہب کے باطل عقیدے کو اس ملک میں جاری کرنے کے لئے کوشش کرنے والوں پر حیرت کم ہے کہ یہ تعلیمی نظام سے غالبا جڑے ہوئے نہیں ہیں۔کیوں کہ اگر تعلیم صحیح کے سسٹم سے وہ لوگ جڑے ہوتے تو ضرور وہ ''عورت'' کو اس کے درجہ میں اس کی صفت خاصہ کے ساتھ رکھتے! مسلمان تو اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی تعلیم ''اَنزِلُوالنَّاسَ عَلٰی قدرِ مَنَازِلِهِمْ'' کے تحت عورت کے تعلق سے خیال ظاہر کرنے والے دنیا کے

تمامی عقلاء حضرات سے ہٹ کر بالکل معتدل نظریہ قائم کر کے اس کو ہر میدان میں اس کی صفت کا لحاظ کرتے ہوئے مقام عطا کیا ہے۔

مگر زیادہ تعجب اور حیرت ان ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، اسکولس، کالجس کے ذمہ دار قسم کے لوگوں پر ہے کہ جو ایجوکیشنل ہونے کے دعویدار ہیں جو اسکولس چلا رہے ہیں۔ تعلیم سے جڑے ہوئے ہیں۔ سائنس، جغرافیہ اور میتھ پڑھا رہے ہیں۔ مخلوق خدا کے حقائق پر ریسرچ کر کے آداب وتمیز کی تعلیم دے رہے ہیں اور تعلیم کی روشنی میں خوب اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ''ایک عورت، ایک لڑکی، صنف نازک ہوتی ہے۔ اس کی تخلیقی صفت اور ذات ہی''حجاب''کو طلب کرتی ہے۔ فطرتا وہ شرمیلی ہوتی ہے۔ پیدائشی طور پر اجنبی مردوں سے از خود، دور، رہنا اور پردہ کرنا چاہتی ہے۔ پھر بھی اپنے اداروں میں بے پردگی والے یونیفارم متعین کئے ہیں۔

اس طرح ایک طرف تو وہ بے حجابی کے ساتھ صنف نازک اور حجاب کی طالبات وذات کو تعلیم دیتے ہیں۔ دوسری طرف اپنے اسکولوں اور کلاس روم میں بچیوں اور طالبہ کو ان کی فطری تقاضا ضے کی حفاظت کے تحت تربیت دیتے ہیں کہ طلبہ وطالبات اپنے اپنے فرینڈوں سے نہ ملیں۔ دور رہیں۔ سیف (محفوظ) طریقے سے گھروں سے آیا جایا کریں اور اس کے لئے خاص نگاہ ونظر رکھتے ہیں۔ طلبہ وطالبات کے لئے فتنہ کی جڑ رکھنے سے ان کو منع کرتے ہیں۔ اسی طرح جدید حفاظتی انتظامات میں سے چہار طرف کیمرے لگا دیے گئے ہیں۔

یہ''اٹھو مت بیٹھو''جملہ کا مطلب''اٹھو! مت بیٹھو''سمجھا جائے یا''اٹھو مت! بیٹھو''کا معنی سمجھا جائے۔ اس طرح شیطان کو بھی خوش کرنا چاہتے ہیں اور ایجوکیشن کے تقاضے ادب، تمیز، سلیقہ اور حدود وسرکل میں رہنے کی تضاد اور ٹکراؤ والی تعلیم بھی دینا چاہتے ہیں۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ ایجوکیٹیڈ لوگ ہی سمجھا دیں۔

کیا شیر کے سامنے گوشت چھوڑ دیں اور شیر بے چین نہ ہوں؟ شہد سامنے رکھ دیں اور کوئی بھی آدمی چاٹنے کی کوشش نہ کرے! ٹیلر کو کپڑا سلنے کے دے دیں اور شرط بھی لگا دیں کہ کپڑا کٹنا نہیں چاہئے۔ یہ کونسا قانون ہے؟ آخر اداروں میں یہ کیسے قوانین لاگو کئے گئے ہیں۔

انسان کی فطری تخلیق کی صفت کی روشنی میں یہ زبردست اعتراض ہے کہ ایجوکیشن اور تعلیم گاہوں کا عورتوں اور طالبات کے لئے حفاظتی نگاہ اور انتظامات دلیل ہیں کہ''اجنبی اور غیر محرم لڑکے اور لڑکیوں کا ایک جگہ مخلوط تعلیمی نظم سے جڑنا ایجوکیشن کے تقاضے کے بالکل خلاف ہے۔ اسی طرح لڑکے اور لڑکیوں میں فساد دیکھنے اور آئے دن بے ادبی اور بداخلاقی کے واقعات وحادثات کے رونما ہونے کے سبب ہی مستقل گرلس کالجس اور اسکولس قائم کر کے ان میں لیڈیز ٹیچروں کو بحال کیا گیا ہے۔

مگر پھر ایک تضاد عمل اس میں بھی کر دیا گیا کہ گرلس اسکولوں میں گرلس کے سرکلوں والے اداروں میں مرد اور جنس ٹیچروں اور ذمہ داروں کو کھلے عام رکھ لیا گیا۔ جس کے سبب بہت سے واقعات اور حادثات خود طالبات اور شیطان ٹیچروں کے بھی رونما ہو کر اخباروں میں بدنامی کی زینت بن چکے ہیں جو پروف ہے کہ مرد اور عورت اسی

طرح بالغ بچے اور بچیوں کا سرکل اور فولڈر بالکل الگ الگ ہے۔ایک دوسرے کو جواز کی صورت کے علاوہ صورتوں میں ایک دوسرے سے زمین وآسمان کی دوری کی طرح دور رکھنا ایجوکیشن اور ایجوکیشن کی جگہ کا تقاضا ہے۔ورنہ یہ شیر کے سامنے گوشر رکھ کر شیر کی مستقل نگرانی کے لئے آدمی مقرر کرنے والی فضول ڈیوٹی اور تنخواہ جاری کرنا ہوگی۔اسی طرح شہد انڈیل کر چیونٹی کو نہ آنے کے لئے ڈیوٹی لگانے والے بدعقل کام کی طرح ہوگا کہ عورت اور بچیوں کو اس کی فطری اور پیدائیشی تقاضے وچاہت ''حجاب وپردہ'' سے باہر کر کے ان کے لئے یونیفارم میں سر سینہ کھلا، پیٹ اور پیٹھ اوپن، جسمانی خواہشات میں ہیجان پیدا کرنے والے حصوں کو ننگا رکھ کر ان کے نوچنے والے بھیڑیوں مردوں اور لڑکوں کے ساتھ ادب کی تعلیم دینے کے لئے بیٹھیں۔یہ تضاد قانون ایسے ہی خیال کے لئے ضد کرنی ہے کہ ''شیر کے سامنے گوشت ہوں اور وہ گوشت کے لئے بے چین نہ ہو۔شہد سامنے ہو اور کوئی بھی آدمی اسے کم از کم ایک بار بھی چاٹنے کی کوشس نہ کرے! ٹیلر کو کپڑا سلنے کے دے دیں اور وہ اسے نہ کاٹنے اور شرط قبول کر کے کپڑا اسل دے۔

بلاشبہ یہ سب شیطانی خیالات وتعلیمی تقاضے کے اپوزیشن نظریات ہیں۔ان کا تعلیم سے کوئی لنک ہی نہیں ہے۔یہی وجوہات ہیں کہ آئے دن لڑکے لڑکیوں کے ساتھ ناجائز تعلقات کے کیسیس سے سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔اس لئے لڑکے اور لڑکیوں کے جنسی مزاج وحالات اور صفات کو جاننے کے باوجود ایجوکیشنل حضرات اور اساتذہ اور ذمہ داران اسکولس ہی جو لڑکیوں کے یونیفارم میں حجاب ونقاب کو الگ کر کے حجاب کو کلاس روم میں نہ پہننے کے لئے قانون لاگو کر رہے ہیں اور حساس والے پردہ کے قانون اصلی کی طالبہ جب فطری قانون الہی پر عمل کرتے ہوئے اپنی شخصیت وذات کی بھیڑیوں اور انسان نما سوروں سے حفاظت کے لئے حجاب ونقاب لگا کر کلاس روم میں جاتی ہیں تو وہی معلم وایجوکیشن کے ٹھیکیدار پروف بھی مانگتے ہیں اور اپنی تعلیم گاہ میں بے پردہ یونیفارم کو متعین کر کے اسی پر پابند رہنے کے لئے قانون بناتے ہیں۔مکمل غیر قانونی اور تعلیمی تقاضے کے خلاف بدمعاشرتی پھیلانے والا ماحول پیدا کرنا ہے۔اس ماحول کی قانونی دائرہ میں اصلاح ایک انسان کو اس کی انسانیت کے ماحول کے لئے اسی طرح فرض ہے۔جیسا کہ پیشاب وپاخانہ محسوس ہوتا ہے تو تمام چیزوں کو چھوڑ چھاڑ کر پہلے پیشاب وپاخانہ کی ضرورت سے فارغ ہوا جاتا ہے۔ورنہ پھر کیا ہوتا ہے۔سبھوں کو معلوم ہے۔

ایجوکیشن پردہ کی تعلیم دیتا ہے:

پس عقل ودانش اور تہذیب وتمدن اور تعلیم سبھی زاویے اور نظریے سے اِن ایجوکیشنل ڈیپارٹمنٹ احباب کا اپنے اداروں میں حجاب کے تعلق سے تضاد اور دو رخے قانون کا نفاذ ایسا ہی قانون لاگو کرنا ہے۔جیسا کہ شیر کے سامنے گوشت چھوڑ دیں اور شیر بے چین نہ ہوں؟ شہد سامنے رکھ دیں اور کوئی بھی آدمی چاٹنے کی کوشس نہ

کرے! ٹیلر کو کپڑا سلنے کے دے دیں اور شرط بھی لگا دیں کہ کپڑا کٹنا نہیں چاہئے۔اسی طرح ''اٹھو مت! بیٹھو، اور اٹھو! مت بیٹھو'' کے تضاد قانون کی طرح ایسا ہی قانون ہے کہ کوئی ''سورج کی روشنی کو''سورج سے الگ ہے'' کا دعوی بھی کرے اور دونوں کے لازم ملزوم ہونے کی تعلیم بھی دے۔یقیناً یہ تعلیم گاہ، تعلیم گاہ نہیں۔بلکہ ''دارالجہالۃ'' ہے۔جہاں سے تہذیب وتمدن اور انسانیت نہیں۔بلکہ مفاد ذاتی کی غرض سے شر وفساد پھیلایا جاتا ہے۔کیوں کہ ایجوکیشن اور علم صحیح عقل کوٹھکانے پر لا کر اخلاق اور تہذیب وتمدن اور سلیقہ مندی سکھاتا ہے۔

اخلاق اور ایجوکیشن کا باہمی تعلق اسی طرح ہے۔جس طرح ''سورج'' کا اس کی روشنی کے ساتھ نہ ختم ہونے والا تعلق اور لنک ہے یا اس طرح کہ نمک کے مزہ نمکین ہونے اور شکر وگڑ کے مزہ میں میٹھا پن ہونے یا اچار کے مزہ کے کھٹا پن ہونے کی صفتیں نمک اور شکر، گڑ اور اچار میں سے نہ ختم ہونے والا لنک وتعلق ہے۔

سبق سکھانے کی ضرورت ہے:

پس یقیناً جس طرح جو شخص نمک سے نمکینیت کو اور شکر وگڑ سے میٹھاس کو، یا اچار سے کھٹا پن کو اور سورج سے روشنی کو الگ کرنے کے لئے احتجاج اور نزاع کر کے ان کو الگ کرنے کے لئے رکاوٹ ڈالنے لگے تو اسے سبق سکھانے کی ضرورت ہے۔اسی طرح ''دین اسلام'' کے ماننے والی مستورات کو حجاب سے الگ رہنے کے لئے پابند بنائے اور قانون مرتب کرے تو اسے بھی سبق سکھانے کی سخت ضرورت ہے۔

کیوں کہ ایجوکیشن اور تعلیم عورتوں کے پردہ کی تعلیم دیتی ہے۔پس ہر ایجوکیشنل شخصیت کا علم اس کو جہاں ہر معاملات ور ہائش زندگی میں اعلی اخلاق، ڈیسپلین یعنی آداب وتمیز کے ساتھ رہنے پر مجبور کرتا ہے۔مردوں اور عورتوں کے جو خاص رہائشی اور ذاتی وقدرتی سرکل، حدود اور تحفظات متعین اور گائڈ ہیں۔ان تحفظات وگائڈ لائن کے منشاء ومراد کے مطابق ڈیسی پلین سکھاتا ہے۔وہیں علم صحیح عورت اور لڑکیوں کی حفاظتی زندگی میں بھی بلاشبہ ''پردہ اور حجاب'' کرنے پر بھی مجبور کرتا ہے۔

ظاہر ہے کہ تعلیم وتعلم عورت اور مرد کے باہمی جوڑ کے خطرات سے آگاہ کر کے ہدایت دیتا ہے کہ میری گود میں پلنے والی لڑکیوں اور لڑکوں کو حتی الامکان شہوانی ہیجانات اور تحریکات وسوچویشن سے ماحول کو پاک وصاف رکھا جائے۔تاکہ انسان کی جسمانی، ذہنی قوتوں کو ایک پاکیزہ و پرسکون فضا میں نشونما اور ارتقا کا موقع ملے اور وہ اپنی محفوظ اور مجتمع قوت کے ساتھ تعمیر تمدن میں اپنے حصے کے کام وفرائض کو بخوبی انجام دے سکیں۔

اسی طرح صنفی وجنسی تعلقات بالکل اپنے دائرہ اور فولڈر میں محدود اور فری ہوں۔اس فولڈر اور سرکل سے باہر میں اپنے فرائض کو بھلا کر دوسرے کے فرائض میں دخل اندازی دے کر اپنی اور دوسروں کی فری زندگی والے عمل

کرے! ٹیلر کو کپڑا سلنے کے دے دیں اور شرط بھی لگا دیں کہ کپڑا کٹنا نہیں چاہئے۔ اسی طرح ''اٹھو مت! بیٹھو، اور اٹھو! مت بیٹھو'' کے تضاد قانون کی طرح ایسا ہی قانون ہے کہ کوئی ''سورج کی روشنی کو'' سورج سے الگ ہے'' کا دعوی بھی کرے اور دونوں کے لازم ملزوم ہونے کی تعلیم بھی دے۔ یقیناً یہ تعلیم گاہ، تعلیم گاہ نہیں۔ بلکہ ''دارالجہالۃ'' ہے۔ جہاں سے تہذیب وتمدن اور انسایت نہیں۔ بلکہ مفاد ذاتی کی غرض سے شر وفساد پھیلایا جاتا ہے۔ کیوں کہ ایجوکیشن اور علم صحیح عقل کو ٹھکانے پر لا کر اخلاق اور تہذیب وتمدن اور سلیقہ مندی سکھاتا ہے۔

اخلاق اور ایجوکیشن کا باہمی تعلق اسی طرح ہے۔ جس طرح ''سورج'' کا اس کی روشنی کے ساتھ نہ ختم ہونے والا تعلق اور لنک ہے یا اس طرح کہ نمک کے مزہ نمکین ہونے اور شکر وگڑ کے مزہ میں میٹھا پن ہونے یا اچار کے مزہ کے کھٹا پن ہونے کی صفتیں نمک اور شکر، گڑ اور اچار میں سے نہ ختم ہونے والا لنک وتعلق ہے۔

سبق سکھانے کی ضرورت ہے:

پس یقیناً جس طرح جو شخص نمک سے نمکینیت کو اور شکر وگڑ سے میٹھاس کو، یا اچار سے کھٹا پن کو اور سورج سے روشنی کو الگ کرنے کے لئے احتجاج اور نزاع کر کے ان کو الگ کرنے کے لئے رکاوٹ ڈالنے لگے تو اسے سبق سکھانے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ''دین اسلام'' کے ماننے والی مستورات کو حجاب سے الگ رہنے کے لئے پابند بنائے اور قانون مرتب کرے تو اسے بھی سبق سکھانے کی سخت ضرورت ہے۔

کیوں کہ ایجوکیشن اور تعلیم عورتوں کے پردہ کی تعلیم دیتی ہے۔ پس ہر ایجوکیشنل شخصیت کا علم اس کو جہاں ہر معاملات ور ہائش زندگی میں اعلی اخلاق، ڈیسپلین یعنی آداب وتمیز کے ساتھ رہنے پر مجبور کرتا ہے۔ مردوں اور عورتوں کے جو خاص رہائشی اور ذاتی وقدرتی سرکل، حدود اور تحفظات متعین اور گائڈ ہیں۔ ان تحفظات وگائڈ لائن کے منشاء ومراد کے مطابق ڈیسی پلین سکھاتا ہے۔ وہیں علم صحیح عورت اور لڑکیوں کی حفاظتی زندگی میں بھی بلاشبہ ''پردہ اور حجاب'' کرنے پر بھی مجبور کرتا ہے۔

ظاہر ہے کہ تعلیم وتعلم عورت اور مرد کے باہمی جوڑ کے خطرات سے آگاہ کر کے ہدایت دیتا ہے کہ میری گود میں پلنے والی لڑکیوں اور لڑکوں کو حتی الامکان شہوانی ہیجانات اور تحریکات وسوچویشن سے ماحول کو پاک وصاف رکھا جائے۔ تاکہ انسان کی جسمانی، ذہنی قوتوں کو ایک پاکیزہ و پرسکون فضا میں نشو نما اور ارتقا کا موقع ملے اور وہ اپنی محفوظ اور مجتمع قوت کے ساتھ تعمیر تمدن میں اپنے حصے کے کام وفرائض کو بخوبی انجام دے سکیں۔

اسی طرح صنفی وجنسی تعلقات بالکل اپنے دائرہ اور فولڈر میں محدود اور فری ہوں۔ اس فولڈر اور سرکل سے باہر میں اپنے فرائض کو بھلا کر دوسرے کے فرائض میں دخل اندازی دے کر اپنی اور دوسروں کی فری زندگی والے عمل میں اسکریچ اور گھسّا لگنے نہ دیں۔ بلکہ انتشار عمل اور انتشار خیال کو امکانی حد تک سد باب کیا جائے۔

اسی وجہ سے یہ حکم لگایا گیا کہ عورت کا دائرۂ عمل الگ ہو۔ دونوں کی فطرت اور ذہنی وجسمانی استعداد کے لحاظ سے تمدن کی الگ الگ خدمات ان کے سپرد کی جائیں۔ ان کے تعلقات کی تنظیم اس طور پر کی جائے کہ وہ جائز حدود کے اندر اندر ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔ مگر حدود سے تجاوز کر کے کوئی کسی کے کام میں خلل انداز نہ ہو سکے۔ خاندان کے نظم ونسق میں مرد کی حیثیت قوام وحکمران کے ہوں۔

سمبید ھان کا امیر نظم ونسق کے لئے منتخب ہوتا ہے

دادا گیری اور من موجی قانون تھوپنے کے لئے نہیں:

جیسے بحثیت انسان کے ہر انسان، انسان ہونے میں برابر ہیں۔ مگر پھر بھی ملک کے نظام کو چلانے کے لئے کسی ایک کو وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ منتخب کرنا لازم ہوتا ہے۔ پس کسی کا سردار اور منتظم کا ہونا بوجہ رعب داری اور دادا گیری کے نہیں۔ بلکہ بوجہ نظم ونسق کے ہے۔ تاکہ ہر انسان کے حقوق مناسب اوقات میں بھر پور حاصل ہو سکے۔ ٹھیک اسی طرح عورت اور مرد دونوں کو پورے انسانی حقوق حاصل ہوں اور دونوں کو ترقی کے بہتر سے مواقع بہم پہنچائے جائیں۔ مگر دونوں میں سے کوئی بھی ان حدود سے تجاوز نہ کر سکے جو معاشرت میں اس کے لئے مقرر کر دی گئی ہیں۔

تحفظاتی قوانین تین قسم کے ہیں:

یہ تحفظاتی قوانین اسلام دین میں جن آیات و احادیث مذکورہ میں پیچھے پیش کی گئی ہیں۔ وہ تین قسم کے ہیں۔ ایک: اصلاح باطن کے لئے۔ دوسرے: عورتوں کے تحفظات تک کے شرعی اور اصل خالق کی طرف سے فرض کئے گے حدود کو من موجی طور پر توڑنے والوں کیلئے تعزیری قوانین۔ تیسرے: انسدادی تدابیر۔ ان تینوں قسموں کی تحفظاتی صورتیں نظام معاشرت کے مزاج اور مقاصد کی ٹھیک مناسبت ملحوظ رکھ کر تجویز کئے گئے ہیں۔

جو ایجوکیشنل گروہ کے لوگ بھی ان تحفظاتی تدابیر کو جاننے کے باوجود مسلم عورتوں کے حجاب ونقاب کے خلاف بیان دینے والے اور احتجاج کرنے والے اور بے پردہ حجاب سے باہر رہنے کے لئے تعلیم گاہوں میں نہ جانے دینے والے لوگوں کے احتجاج کرنے پر اچھل کود رہے ہیں۔

آخر ان کے اداروں میں عورت اور لڑکی کی حفاظت کے تعلق سے علم کیا سکھا تا ہے؟ کیا مسلم عورتوں کو بے حجاب کرنے اور ان کے ساتھ کھلواڑ کرنے، ناجائز تعلقات پیدا کرنے اور ریپ کرنے کو سکھا تا ہے؟ کیا یہ سب صورت حال اور فی الحال ''حجاب اور نقاب'' کو مستقل کو مدعا بنا کر ''حجاب'' عورت کے لئے ہونا چاہئے یا نہیں۔ فضول اور غیر معقول سوال کے جوابات اور پروف کے لئے ڈیبیٹس اور خلاف میں باتیں کرنی علم اور اس کے گہوارہ و مسکن ادارے سکھاتے ہیں؟ آخر کیوں حجاب اور مسلم عورتوں کے تعلق سے ہنگامے کھڑے کر دیئے گئے ہیں؟

حجاب تحفظ نسواں کا ضامن ہے مخالفین بھی تسلیم کرتے ہیں:

جبکہ انہیں ایجوکیشنل اور تعلیم یافتہ ذمہ دار و فیصل قسم کے حضرات کی عورتوں، ماں بہنوں کو کوئی چھو دے۔ تاک دیں تو وہ ہاتھ کاٹ دینے اور آنکھ نکالنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی ان کی عورتوں کا ریپ کر دے تو قرآن کے مخالف ہونے کے باوجود قرآن اور سعودی عرب کے اصول و قانون کو سراہتے ہوئے، ان کے سر قلم کر دینے کے لئے حکومت سے سعودی قانون کو نافذ کرنے کے لئے مطالبہ کرنے لگتے ہیں جو کہ دلیل ہے کہ وہ بھی عورت کو صنف نازک ہی جانتے اور انہیں پردہ اور حجاب میں رہنا چاہئے۔ حجاب و نقاب عورتوں اور لڑکیوں کا حسن اور ان کی حفاظت کا ضامن ہے۔ تسلیم کرتے ہیں۔

صحافیوں پر بھی حیرت وتعجب ہے:

یہ تو ایجوکیشنل ڈیپارٹمنٹ کے علمی ماحول میں ہوتے ہوئے غیر علمی کے بے جوڑ رَویے کے تعلق سے حیرت کن باتیں تھیں۔ان حضرات کے ساتھ ساتھ دنیا کے سامنے ٹی وی چینلوں پر اظہار حقیقت اور انصاف پسندانہ سوالات وجوابات کے لئے بے پردہ ڈیبٹس کرنے اور کروانے والی صحافی عورتیں اور لڑکیوں پر بھی تف اور تعجب ہے کہ جو خود صنف نازک ہونے کے باوجود اپنی ہی ذات کے پارٹس کے ابھار کی شکلوں اور صورتوں پر رکاوٹ لگانے کے لئے ''حجاب اور نقاب ضروری ہے'' کے سپورٹ کے بجائے خود بے پردہ ڈیبٹس کرتی کراتی ہیں۔

ان صحافیات پر ہم تنقید تو نہیں کرتے ہیں۔مگر ''صنف نازک کی حفاظت ''حجاب ونقاب'' میں ہے یا اس سے باہر؟ ایک عورت کو کیا ذیب دیتا ہے اور دنیا کے تمام مذاہب میں حجاب ونقاب کے تعلق سے کیا۔اسی طریقے کے لباس پہننے کی تعلیم دی گئی ہے۔'' جس لباس میں وہ ڈبیٹس حال میں رہتی ہیں؟ اپنا خیال۔اپنی چاہت اور اپنی مرضی۔یہ الگ چیز ہے اور قانون، مذہبی تعلیم، چیز کے صفات کے موافق اس کی قدر دانی یہ الگ چیز ہے۔جہاں تک قانون، مذہبی تعلیم، چیز کے صفات کے موافق اس کی قدر دانی کی بات ہے تو یہ اپنی جگہ مسلم ہے۔

جیسا کہ شروع کتاب میں آپ نے آگ اور دیگر کئی مثالوں سے قانون کی حیثیت کو سمجھ لیا ہے۔اسے تو ہر حال میں ماننا ہی ہوگا۔جیسے ہندو مذہب میں مندر میں پوجا کرنا ہندوؤں کا قانون ہے۔اس قانون کو کوئی ہندو مت کے لوگ انکار نہیں کر سکتے ہیں۔اسی طرح مسلمانوں کے لئے نماز پڑھنا ہر حال میں فرض ہے۔اس کو اس قوم کے جاہل وشرابی بھی مانتے ہیں۔مگر ہر ہندو کا پوجا پاٹ کرنا ضروری نہیں۔یہ اس کے اختیار میں ہے۔اسی طرح ہر مسلم فرد کا نمازی ہونا بھی ضروری نہیں۔یہ بھی ان کے اختیار میں ہے۔

اسی طرح سے صحافی لڑکیوں اور عورتوں کا بے نقاب اور بلا حجاب ڈیبٹس میں بیٹھنا یہ اس کی اختیاری مزاج و صفت کے تحت ہے۔اس پر کوئی زور وز بردستی نہیں کر سکتا ہے۔جب خود قدرت نے صرف قانون پیش کر دی ہیں اور زور وز بردستی نہیں کی تو دوسرا کون ہوتا ہے کہ زبردستی کرے؟

مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ لوگ بے نقاب و بے حجاب صحافیات خصوصا مسلم صحافیات ''حجاب'' کے شرعی قانون کے بھی خلاف بکواس کرے اور اسے رد کرنے کے دلائل اور پروف بے محل اور فضول پیش کرے۔یہ فطری طور پر انسان کے خود مختار ہونے اور آزاد ہونے کے قانون کی روشنی میں صریح قانونی غلطی ہے۔

جب یہ صحافیات اپنی خود مختاری صفت کے تحت من پسند اور من موجی دین اسلام کے مزاج وتعلیم کے خلاف اپنے نازک جسم کے بہت سے پارٹس بغیر کپڑے کے کھول کر بے پردہ اور بے حجاب لباس پہن کر مردوں کے سامنے عورت کی آواز کے پردے سے بھی باہر چیخ چیخ کر ڈبیٹس کرنے میں آزاد ہیں تو یہی صحافیات مسلم خواتین کو ان کے شرعی قانون کے فالو کر کے حجاب لگانے کے تعلق سے کیوں آزاد نہیں ہیں؟ کہ اس تعلق سے ڈبیٹس کیا جاتا ہے اور فضول بکواس اور پروف مانگا جاتا ہے۔کیا سورج کے ساتھ روشنی کا لنک ہے؟ سوال کر کے ڈبیٹس کرنا پاگل پنی ہے۔اگر ہے اور یقیناً ہے تو حجاب صنف نازک کے لئے کیا لازم ہے؟ سوال کرنا اور من موجی وغیر قانونی چاہت کو جاری کرنے کے لئے کوشش کرنی غیر معقول اور فضول ہے۔

چیز کی حقیقت ایک ہی ہوتی ہے:

اگر ایسے سوالات کر کے ماحول خراب کئے جاتے ہیں تو کیا یہ متعصّبانہ اور چاپلوس اور بکاؤ رویہ نہیں ہے؟ ویسے ہر بات کا کوئی نہ کوئی جواب لوگ دے ہی دیتے ہیں۔ فلسفی اپنے فلسفے کی تعلیم اور الفاظ کے پیچ وخم جوڑ توڑ سے ایک انڈا کو سو/۱۰۰ انڈے لفظی اور تحریری شکل میں ثابت تو کر سکتے ہیں۔ مگر عین حقیقت میں ایک انڈا کی حقیقت ایک ہی رہتی ہے۔ وہ حقیقت میں سَو انڈے نہیں بن جاتے ہیں۔ اس لئے عین حقیقت کے مطابق جواب وہی ہوگا جو حقیقت کے عین مطابق ہو۔ اسی طرح حجاب کے تعلق سے بھی جو صحافیات اور وکلاء اور عدالتی اسٹیج کے حضرات ''مسلم عورتوں کے لئے حجاب نہیں چلے گا'' کے لئے مختلف جوابات بس اپنی ذہنی اور خیالی جوابات دے رہے ہیں۔ مگر یہ سب حقیقت کے خلاف ہی جوابات ہیں۔ یہ جوابات ان کی اُن کے آقا کی ہدایت کے موافق جان بوجھ کر بکاؤ، چاپلوسی اور تعصب کے فولڈر کے لنک سے دینے اور رہنے کی دلیل ہے۔

اصل مقصد خاص مذہب کی حکمرانی قائم کرنی ہے:

دراصل باطل پرست کے بھی سبھی افراد جانتے ہیں کہ ظلم کیا چیز ہے۔ حجاب کا کیا معنی ہے۔ عورت کا کیا مطلب ہے۔ مرد کا کیا مطلب ہے۔ دونوں کے تنہائی میں ملنے سے کیا بد معاشرتی پیدا ہوتی ہے۔ اصل خیال ایک خاص مذہب کی حکمرانی قائم کرنی ہے۔ فی الحال یو پی میں الیکشن جاری ہے۔ وہاں کرسی پر قبضہ کرنے کی کوشش ہے۔ انصاف سے ووٹنگ تو جیت نہیں سکتا ہے۔ اب انصاف نام کی چیز تو اب باقی بھی نہیں رہ گئی ہے۔ اس لئے من پسند اور خیالی پلاننگ کو کسی بھی طرح پوری کرنی ہے۔ چاہے دادا گیری کرنی پڑے۔ ووٹ کی چوری کرنی پڑے۔ دھاندلی کرنی پڑے۔ معصوموں اور ناحق جانوں کی قربانی کرنی پڑے۔ چوری، ڈکیتی، ظلم وزیادتی، خوف و ہراس دلا کر بس سردار بننا ہے اور اپنے خیال کی خاص تہذیب ونظریات کو نافذ کرنا ہے۔

تعصب ہندوستان میں نہیں چلے گا:

لیکن ایسے زبردستی حکمرانی قائم کرنے کے لئے غلط چال چلنے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ جھوٹ پروپیگنڈہ کر کے معصوموں اور بے گناہوں کو خون پی کر، ماؤں اور بہنوں کو یتیم کر کے صحافیوں اور میڈیا کے ذریعے غلط پروپیگنڈہ کر کے تعصب کرنے سے یہ تعصب زیادہ دنوں تک ہرگز نہیں چلے گی۔ عنقریب انہیں انہی کی بدعملی ذلت کے گڑھے میں گرا کر ذلیل کر دے گی۔ اسی طرح چندروزہ کتے کی طرح ہڈی چبانے والے صحافی اور صحافیات خصوصاً مسلم صحافی اور صحافیات جو عورتوں اور بچیوں کے مسائل پیش آتے وقت خصوصاً رواں مسئلہ ''حجاب'' کے تعلق سے ذرا سا بھی علم اور اس کے لازم ملزوم تقاضے ''حیاو شرم'' کے فولڈر میں رہ کر باتیں نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ دھڑلے سے سانپ کی طرح سُر سُرا کر چل کر حق وسچائی کے خلاف آواز اٹھاتے ہوئے فی لحال مسلم عورتوں کو ان کی مرضی کے لباس ''حجاب، پردہ اور نقاب اتار کر انہیں بے حجاب کرنے پر تل کر دنیا میں فساد مچا رہے ہیں۔ یہ یکطرفہ نظریہ اور تعصب کا مفاد ذاتی والا جاہلانہ قانون ہندوستان کے اس گنگا جمنی سیکولر و جمہوری سمبید ھان والے باغیچہ میں زیادہ دنوں تک ہرگز نہیں چلے گا۔

دین اسلام کا عورت کے تعلق سے قانون معتدل ہے:

اس لئے ان ظالموں کو کان کھول کر سن لینا اور جان لینا چاہئے کہ ''اسلام دین'' نے تمام انسانوں کے لئے ہر زمانوں کے پیش نظر بالکل معتدل قانون نافذ کی ہیں۔اسی لنک سے اس دین میں عورتوں کے لئے بھی اس کی پیدائشی صفات کے پیش نظر مکمل معتدل حقوق وقوانین پیش کی ہیں۔بلکہ مردوں سے کچھ زیادہ ہی درجہ اس صنف ناز کو دی ہیں۔ایک عورت بیٹی کے درجے اور فولڈر میں ہو تو کیا حکم ہونا چاہئے۔بیوی کے درجے میں ہو تو کیا حکم ونظریہ ہونا چاہئے۔ماں کے درجہ میں ہوں تو کیا حکم ہونا چاہئے۔اجنبی کی صورت میں ہو تو کیا نظریہ ہونا چاہئے۔بہن کے درجہ اور فولڈر میں ہو تو کیا حکم ہونا چاہئے۔فطری اسلام دین نے ان کے ہر ہر فولڈ کی حالت میں ان کی حالت و حیثیت اور درجے میں ان کے لئے مناسب اور تخلیقی وفطرت کے برابر کے حقوق پیش کی ہیں۔انہیں قوانین کے مطابق ان پر نظر رکھنا علم وایجوکیشن،صحافت اور عدالت کا تقاضا ہے۔کیوں کہ ایجوکیشن اور علم وتعلیم گاہ اخلاق و انسانیت سکھاتی ہے اور حجاب صنف نازک کے لئے نہایت موضوع ومناسب اخلاقیاتی تحفظات میں سے ہے۔

پس حجاب کے خلاف جولوگ اپنی اپنی محدود عقل سے مخالفانہ باتیں کرتے ہیں۔وہ صرف عورت ہی سے کھلواڑ نہیں کررہے ہیں۔بلکہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کے حکم کے خلاف شیطان کی طرح بکواس کررہے ہیں۔ایسوں کو قدرت وقت پر بالکل معاف نہیں کرے گی۔

جیسے انسان مرنے سے پہلے من موجی کرتا ہے۔قبر اور حشر اسی طرح موت کے بعد کی زندگی کی تعلیم کی پرواہ نہیں کرتا۔لیکن روح نکل جانے کے بعد وہی شخص جس طرح کیڑے مکوڑے،زمین کے جانوروں اور سانپ بچھوؤں کی خوراک بنتا ہے اور ان سے وہ نجات نہیں پاسکتا۔بلکہ مجبور ولاچار ان کی مکمل گرفت میں رہتا اپنے کئے اور کرتوت کی سزا بھگتتا ہے۔اسی طرح دنیا میں بھی حق پسند اور قانونی دائرہ کے لوگوں کو انہیں فورا قانونی دائرہ کی گرفت میں لے کر پرسکون ماحول کی تعمیر کرنی چاہئے۔

اسی لئے شریعت اسلامیہ نے مردوں پر ان کے نان ونفقہ مکان ان کے ساتھ حسن معاشرت کا حکم دی ہیں۔انہیں مارنے سے منع کیا ہے۔ضروری تعلیم دینے کا حکم فرمایا ہے۔ان کے حسن کو سرکل میں استعمال کرنے کے لئے صرف شوہروں کے مخصوص کی ہیں۔غیروں کے سامنے اپنے جسمانی پارٹس اور حسن کو ظاہر کر کے شیطانی ماحول سے بچانے کے لئے حکم فرمایا ہے۔حتی کہ مسلم عورتوں کو ان کی وفات کے بعد کفن میں بھی مردوں کے کفن کے بجائے پانچ کپڑوں میں سے سینہ بند اور سروں پر دوپٹہ سے حجاب کیا جانا دین اسلام کا قانون ہے۔اسے کوئی حرامی الدھر روک نہیں سکتا ہے۔

اس لئے ضرورت ہے کہ ان باطل،حوس پرست اور تعصب پرست بھیڑیے و درندے نما انسانوں کو جواب دینے کے لئے مسلمان عورتیں،بچے بچیاں،اپنے رب کے پردہ والے حجاب کے حکم پر مزید سختی کے ساتھ عمل کر کے دنیا کو قدرت کے فطری حکم کو عام کر کے اسلامی قانون کو عام کر کے دیکھا دیں اور ثابت کر دیں کہ،ع:

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے

یہ اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دبائیں گے

خوف و ہراس اور بزدلی کی اسلام میں گنجائش نہیں:

میں سلام کرتا ہوں اڈپی اور ضلع منڈیا صوبۂ کرناٹک کے و دیگر تمام اسکولوں کے باحوصلہ والدین اوران کی بہادر ہمت ور بچیوں اور جملہ طالبات کو بالخصوص طالبہ ''مسکان بنت محمد حسین خان'' کو جس نے بھیڑیوں اور کتوں کے بیچ میں ایک شیرنی کی طرح اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اسکول میں تن تنہا اپنے رب سے مدد مانگتی اسکول میں گھسی اور اسلام کے ''حجاب'' والے سچے حکم پر ہمت و جوان مردی کے ساتھ عمل کر کے ساری دنیا کے مسلم عورتوں کو سبق دی کہ ''خوف و ہراس اور بزدلی'' کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے سارے مسلمانوں کو چاہئے کہ خوف و ہراس اور بزدلی کو قتل کر کے فطرت کے قانون اسلام کے حق کے قانون کو نافذ کرنے کے لئے باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ملاکر چیلنج قبول کریں اور باطل پرستی کا خاتمہ کریں۔

امن وشانتی کا پیغام عام کرنا فرض ہے:

آج پھر ایک بار تمام دنیا کے خصوصا ملک ہندوستان وباوا آدم کے اصلی ملک کے ہم اصلی باشندوں پر فرض ہے کہ شیطانوں اور کافروں سے اپنے دین پر سختی کے ساتھ عمل کر کے مقابلہ کریں اور جو دین اسلام کے ماننے والوں میں زنگ و گندگی لگ گئی ہے۔ اس کی سروس وصفائی کر کے ''امن و شانتی کا پیغام'' عام کریں۔ یہ نماز، روزے کی طرح فرض ہے۔ انشاء اللہ! اللہ تعالی ہماری حفاظت کا ذمہ دار ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالی مسلم قوم کے اندر کے حوصلے اور ہمت کو پھر سے اجاگر کر دیں اور خوف و ہراس و بزدلی کے فولڈر سے باہر نکل اللہ کے دین اسلام والے حق قانون پر عمل کر کے حقانیت کو ثابت کرنے کی توفیق اور اسباب وذرائع مہیا فرمادیں۔ آمین۔ ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

مفتی محمد سجاد حسین القاسمی نان پوری

بانی و اڈیٹر ندائے طیب بنگلور

جامعہ دار الثقلین یاسین نگر بنگلور ۴۳۔ کرناٹکا